بریلویت

تاریخ و عقائد

شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ ترجمان السنۃ

تاریخ و عقائد

مؤلف

امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

مترجم

عطاء الرحمن ثاقب

فہرست

باب ۱

بریلویت: تاریخ و بانی

باب ۲

بریلوی عقائد

باب ۳

بریلوی تعلیمات

باب ۴

بریلویت اور تکفیری فتوے

باب ۵

افسانوی حکایات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم

شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمتہ اللہ علیہ کی یہ تصنیف بھی باقی تصانیف کی طرح قوت استدلال اور اسلامی حمیت و غیرت کی آئینہ دار ہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ بریلوی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور مقبولیت میں اگرچہ بہت کمی آئی ہے مگر اس کا ایک نقصان یہ بھی ہوا کہ جدید طبقہ مذہب سے دور ہوتا چلا گیا۔ جدید طبقے نے جب اسلام کے نام پر خرافات اور بدعات کا ارتکاب ہوتے ہوئے دیکھا تو اس نے تحقیق کی بجائے یہ گمان کر لیا کہ شاید مذہب اسلام اسی کا نام ہے۔ چنانچہ بریلوی افکار نے نئی نسل کو اسلام سے دور کر کے الحاد و لادینیت کی آغوش میں پھینک دیا۔

ان حالات میں کسی ایسی کتاب کی اشد ضرورت تھی جو نئی نسل اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کو یہ بتلاتی کہ وہ شرکیہ امور اور خرافات و بدعات، جنہیں وہ اپنے گرد دیکھ رہے ہیں، ان کا ارتکاب اگرچہ مذہب کے نام پر ہو رہا ہے مگر کتاب و سنت کی پاکیزہ تعلیمات کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ علامہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی یہ کتاب اس ضرورت کو پورا کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

بہت دیر سے آپ کی تمام کتب کا اردو ترجمہ شائع کرنے کا مطالبہ ہو رہا تھا، تاکہ دوسرے ملکوں کی طرح پاکستان کے عوام بھی ان کتب سے استفادہ کر سکیں۔ بالآخر ادارہ ترجمان السنۃ نے آپ کی تمام کتب کے اردو تراجم شائع کرانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس سلسلے میں آپ کی تصنیف "البریلویۃ" کا اردو ترجمہ قارئین کے پیش خدمت ہے۔ امید

ہے ان شاء اللہ العزیز اس کتاب کا مطالعہ بہت سے احباب کے لیے راہ راست پر آنے کا ذریعہ ہو گا' اور یہ بات مصنف مرحوم کے درجات کی بلندی کا باعث ہو گی۔

علامہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس کتاب میں ایک ایسا باب بھی شامل کرنا چاہتے تھے جو رضا خانی فقہ کے چند ایسے مسائل پر مشتمل تھا' جو محض ذہنی تلذذ کے لیے فرض کیے گئے ہیں۔ مگر تہذیب و شائستگی کا تقاضا تھا کہ انہیں اس کتاب کا حصہ نہ بنایا جائے۔ آپؒ فرماتے تھے کہ عربی زبان ان فحش مسائل کی متحمل نہیں ہے۔ وہ تمام حوالہ جات میرے پاس محفوظ ہیں۔

اردو ترجمہ کرتے وقت میں بھی اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان کے ذکر کی ضرورت محسوس ہوئی' تو اگلے ایڈیشن کے مقدمے میں انہیں ذکر کر دیا جائے گا۔ ترجمہ کرتے وقت میں نے عربی عبارات کا ترجمہ کرنے کی بجائے بریلوی حضرات کی اصل کتابوں کی عبارتوں کو ہی نقل کر دیا ہے' تاکہ ترجمہ در ترجمہ سے مفہوم میں تبدیلی نہ آئے۔

چونکہ بہت ہی کم عرصے میں اس کتاب کے ترجمہ اور طباعت کا کام مکمل ہوا ہے' اس لیے لازماً اس ایڈیشن میں علمی یا فنی کوتاہیاں قارئین کرام کو نظر آئیں گی۔ ان شاء اللہ العزیز اگلے ایڈیشن میں انہیں دور کرنے کی مکمل کوشش کی جائے گی۔ قارئین اپنی آراء سے آگاہ فرمائیں۔

قرآنِ مجید کی آیات کا ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن سے نقل کیا گیا ہے۔ بعد میں اندازہ ہوا کہ اس میں قدرے ابہام ہے' اگلے ایڈیشن میں اس کی تلافی کی بھی کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ!

عطاء الرحمٰن ثاقب

ادارہ ترجمان السنۃ لاہور

۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

یکم مئی ۱۹۸۸ء

تقدیم

از فضیلته الشیخ عطیه سالم

جج شرعی عدالت مدینہ منورہ ومدرس وخطیب مسجد نبوی شریف

حمد وصلاۃ کے بعد! مجھے فضیلۃ الاستاذ احسان الٰہی ظہیر (رحمتہ اللہ علیہ) کی کتاب "البریلویت" پڑھنے کا موقع ملا- کتاب پڑھ کر مجھے اس بات پر شدید حیرت ہوئی کہ مسلمانوں میں اس قسم کا گروہ بھی موجود ہے جو نہ صرف فروعات میں شریعت اسلامیہ اور کتاب وسنت کا مخالف ہے' بلکہ اس کے بنیادی عقائد ہی اسلام سے متصادم ہیں-

اگر اس کتاب کے مصنف کی علمی دیانت پوری دنیا میں مسلم نہ ہوتی' تو ہمیں یقین نہ آتا کہ اس قسم کا گروہ پاکستان میں موجود ہے- اس کتاب کے جلیل القدر مصنف نے اس گروہ کے عقائد وافکار سے نقاب اٹھا کر یہ ثابت کیا ہے کہ کتاب وسنت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں- لہٰذا اس فرقہ کو چاہیئے کہ وہ ان عقائد سے توبہ کریں اور توحید ورسالت کے تصور سے آشنا ہو کر اپنی عاقبت کو سنوارنے کی طرف توجہ دیں-

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہمیں اندازہ ہوا ہے کہ ان کے عقائد کی بنیاد قرآن وحدیث کے بجائے توہم پرستی اور خیالی وتصوراتی قسم کے قصے کہانیوں پر ہے- مصنف جلیل الشیخ احسان الٰہی ظہیر (رحمتہ اللہ علیہ) نے اس گروہ کے پیروکاروں کو ہدایت و راہنمائی اور سیدھے راستے کی طرف دعوت دے کر حقیقی معنوں میں اس گروہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے- اللہ تعالیٰ ان کی اس قابل قدر کوشش کو قبول فرمائے آمین!

جہاں تک مصنف (رحمتہ اللہ علیہ) کے اسلوب تحریر کا تعلق ہے' تو وہ محتاج بیان نہیں- ان کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے والا ہر قاری ان کے ادبی ذوق اور قوت

دلیل سے اچھی طرح آگاہ ہے۔

اس کتاب کے مصنف کی اس موضوع پر خدمات و مساعی قابل تحسین ہیں۔ جس طرح سے علمی، تحقیقی اور پر زور انداز کے ساتھ انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے' اس کی بناء پر ان کی تصنیفات تعلیمی درسگاہوں اور تحقیقی مراکز میں حوالے اور سند کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔

مصنف مرحوم کی بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ انہیں اپنی مادری زبان کے علاوہ دوسری بہت سی زبانوں پر بھی دسترس حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے قادیانی' بابی' اسماعیلی' شیعہ' بہائی' اور بریلوی فرقوں پر جو مواد پیش کیا ہے' وہ نہایت مستحسن اور اسلامی' علمی و تحقیقی مکتوبات میں قابل قدر اضافہ ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد چند امور کی توضیح ضروری ہے:

۱۔ اس فرقہ کے مؤسس کے حالات زندگی سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی یہ تحریک علمی ہے' نہ فکری اور نہ ہی ادبی۔ ان کی ساری سرگرمیوں سے صرف انگریزی استعمار کو فائدہ پہنچا۔ اس تحریک کے علاوہ دوسری تحریک جو انگریز کے مفاد میں تھی' وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک تھی۔

جناب احمد رضا بریلوی کا وہابیوں کی مخالفت کرنا' ان پر کفر کا فتوی لگانا' جہاد کو حرام قرار دینا' تحریک خلافت اور تحریک ترکِ موالات کی مخالفت کرنا' انگریز کے خلاف جدوجہد میں مصروف مسلم راہنماؤں کی تکفیر کرنا' اور اس قسم کی دوسری سرگرمیاں انگریزی استعمار کی خدمت اور اس کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے تھیں۔

اس ضمن میں یہ بات بھی اہم اور قابل توجہ ہے کہ جناب احمد رضا صاحب کا استاد مرزا غلام قادر بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔

انگریز کی طرف سے اس قسم کی تحریکوں کے ساتھ تعاون کرنا بھی بعید از عقل نہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ اس تحریک کے پیچھے استعمار کا خفیہ ہاتھ تھا' غیر منطقی بات نہیں ہے۔ اور اگر اس قسم کی تحریکوں کے بانیوں کو انگریزی حکومت کے زوال کا پہلے

سے علم ہوتا تو وہ اپنے موقف کو یقیناً تبدیل کر لیتے - لیکن ان کا خیال اس کے برعکس تھا!

اس فرقے کے پیروکار ایک طرف تو اس قدر افراط سے کام لیتے ہیں کہ ان کا اولیائے کرام اور نیک لوگوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدائی اختیارات کے مالک اور نفع و نقصان پہ قدرت رکھنے والے ہیں' نیز دنیا و آخرت کے تمام خزانے انہی کے ہاتھ میں ہیں---اور دوسری طرف تفریط کا شکار ہوتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو شخص اپنی زندگی میں نماز روزے کا تارک رہا ہو' اس کے مرنے کے بعد اس کے اعزاء و اقارب اس کی نمازوں' روزوں کا فدیہ دے کر اور "حیلہ اسقاط" پر عمل کر کے گناہ معاف کروا کے اسے جنت میں داخل کروا سکتے ہیں-

اس قسم کے عقائد کا دور جاہلیت میں بھی وجود نہ تھا- بریلوی حضرات نے اپنے سوا تمام پر کفار و مرتدین ہونے کا فتویٰ لگایا ہے- حتیٰ کہ انہوں نے اپنے فقہی بھائی دیوبندیوں کو بھی معاف نہیں کیا- اور ان کے نزدیک ہر وہ شخص کافر و مرتد ہے' جو ان کے امام و بانی کے نظریات سے متفق نہ ہو- مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے اس کتاب کے ایک مستقل باب میں اس کی وضاحت فرمائی ہے-

جناب احمد رضا صاحب نے امام ابن تیمیہؒ اور امام محمدؒ بن عبدالوہاب پر کفر کے فتوے لگائے ہیں- ان کا جرم فقط یہ تھا کہ وہ لوگوں کو کتاب و سنت کی اتباع' نیز بدعات و خرافات سے اجتناب کی دعوت دیتے تھے' غیر اللہ کی عبادت ایسے شرکیہ عقائد سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے اور پوری امت کو "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے پرچم تلے متحد کرنا چاہتے تھے-

اس دور میں بھی اتحاد و اتفاق کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم ان تمام عقائد و نظریات کو ترک کر دیں جو قرآن و حدیث کے مخالف ہوں نیز جو عہد نبویؐ اور خلافت راشدہ کے دور کے بعد کی ایجاد ہوں اور اسلامی قواعد و ضوابط سے متصادم ہوں- اس میں کوئی شک نہیں کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا' نیک بندوں کو قادر مطلق سمجھنا یا انہیں اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں شریک کرنا' قبروں پر جا کر اپنی حاجات طلب کرنا اور اس قسم

کے باطل عقائد اسلام کے تصور توحید کے مخالف ہیں- ہمیں چاہئے کہ ان سے اجتناب کریں اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی تمام اختیارات کا مالک سمجھیں-

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب و سنت پر غور کرنے اور سلف صالحین کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے- آمین!

عطیہ محمد سالم

قاضی شرعی عدالت مدینہ منورہ و مدرس مسجد نبوی شریف

مقدمہ

الحمد للّٰہ الّذی لا الٰہ الاّ ھو وحدہ والصّلاۃ والّسلام علی نبیّہ محمّد خاتم الانبیاء الذی لا نبی بعدہ وعلی الہ واصحابہ و من تبع مسلکھم و اقتدی بھدیھم الی یوم الدّین و بعد!

دوسرے بہت سے غیر اسلامی فرقوں پر کتب تصنیف کرنے کے بعد میں برصغیر پاک و ہند میں کثیر تعداد میں پائے جانے والے گروہ "بریلویت" پر اپنی یہ تصنیف قارئین کے مطالعہ کے لیے پیش کر رہا ہوں۔

اس گروہ کے عقائد بعض دوسرے اسلامی ملکوں میں تصوف کے نام پر رائج ہیں۔ غیر اللہ سے فریاد رسی اور ان کے نام کی منتیں ماننا جیسے عقائد سابقہ دور میں بھی رائج و منتشر رہے ہیں۔ بریلوی حضرات نے ان تمام مشرکانہ عقائد اور غیر اسلامی رسوم و روایات کو منظم شکل دے کر ایک گروہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔

اسلامی تاریخ کے مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ تمام عقائد اور رسمیں ہندو ثقافت اور دوسرے ادیان کے ذریعہ سے مسلمانوں میں داخل ہوئیں اور انگریزی استعمار کی وساطت سے پروان چڑھی ہیں۔

اسلام جدوجہد کا درس دیتا ہے مگر بریلوی افکار و تعلیمات نے اسلام کو رسم و رواج کا مجموعہ بنا دیا ہے۔ نماز روزے کی طرف دعوت کی بجائے ان کے مذہب میں عرس و قوالی' پیر پرستی اور نذر و نیاز دے کر گناہوں کی بخشش وغیرہ ایسے عقائد کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ میں بریلویت کے موضوع پر قلم نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا' بریلویت چونکہ جہالت کی پیداوار ہے' اس لیے جوں جوں جہالت کا دور ختم ہوتا چلا

جائے گا' توں توں بریلویت کے افکار بھی ختم ہو جائیں گے- مگر جب میں نے دیکھا کہ بریلوی حضرات بدعات اور شرکیہ امور کی نشرواشاعت میں متحد ہو کر جدوجہد میں مصروف ہیں اور اس سلسلے میں انہوں نے حال ہی میں "حجاز کانفرنس" کے نام سے بہت سے اجتماعات بھی منعقد کرنا شروع کر دیئے ہیں' جن میں وہ کتاب و سنت کے متبعین کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا رہے ہیں اور انہیں "گستاخان رسالت" اور دوسرے القاب سے نواز رہے ہیں' تو مختلف غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے اور جدید طبقے کو یہ باور کرانے کے لیے کہ اسلام توہم پرستی اور دوسرے جاہلانہ افکار سے بری ہے' اور کتاب و سنت کی تعلیمات عقل و فطرت کے عین مطابق ہیں- عوام کو اس حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے میں نے ضروری سمجھا کہ ایک ایسی کتاب تصنیف کی جائے جو "بریلویت" اور "اسلامی تعلیمات" کے درمیان فرق کو واضح کرے' تاکہ شریعت اسلامیہ کو ان عقائد سے پاک کیا جاسکے جو اسلام کے نام پر اس میں داخل ہو گئے ہیں- حالانکہ شریعت اسلامیہ کا ان سے کوئی تعلق نہیں!

بریلوی حضرات نے ہر اس شخص کو کافر قرار دیا ہے' جو ان کے افسانوی قصے کہانیوں پر ایمان نہیں رکھتا اور ان کی بدعات کو اسلام کا حصہ نہیں سمجھتا-

ہمارے ملک کے عوام حقیقت سے بے خبر ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کو "گستاخ" سمجھتے رہے' جو حقیقی معنوں میں اسلامی عقائد کے حامل اور عہد نبویؐ سے وابستہ اسلام پر ہی ایمان رکھتے تھے- اور یہ بات حق کی نشرواشاعت کے راستے میں حائل رکاوٹوں میں سے ایک رکاوٹ تھی- میں نے اس کتاب کے ذریعہ سے اس رکاوٹ کو دور کرنے کی کوشش کی ہے- میں نے جب بریلوی حضرات کی کتب کا مطالعہ کیا تو میں نے دیکھا کہ ان کی کتب و تصانیف میں ہماری معلومات سے کہیں بڑھ کر غیر اسلامی عقائد موجود ہیں- شرک و بدعت کی ایسی ایسی اقسام ان کی کتابوں میں موجود ہیں' جن سے دور جاہلیت کے مشرکین بھی ناآشنا تھے-

بہرحال مجھے امید ہے کہ یہ کتاب ان شاءاللہ العزیز شرک و بدعت کے خاتمے

اور توحید و سنت کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کرے گی۔

جو لوگ اتحاد و اتفاق کی دعوت دیتے ہیں' انہیں یہ نکتہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس وقت تک امت مسلمہ کے مابین اتحاد نہیں ہو سکتا' جب تک عقائد و نظریات ایک نہ ہوں۔ عقیدہ ایک ہوئے بغیر اتحاد و اتفاق کی امید رکھنا عبث ہے۔ چنانچہ ہمیں امت کے سامنے صحیح اسلامی عقیدہ پیش کرنا چاہئے۔ تاکہ جو لوگ اسے قبول کرتے چلے جائیں' وہ امت واحدہ کی شکل اختیار کر لیں اور اگر ہم معمولی سی بھی مخلصانہ جدوجہد کر لیں تو یہ سمجھنا قطعاً مشکل نہیں کہ کون سا عقیدہ کتاب و سنت کے مطابق ہے؟

آخر میں میں اس سلسلے میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے سلسلے میں مجھ سے تعاون فرمایا۔

مجھے بڑی خوشی ہے کہ میں مقدمے کی یہ سطور آدھی رات کے وقت مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر تحریر کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمیں حق بات کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

احسان الٰہی ظہیر

مدینہ منورہ

۲۳ مارچ ۱۹۸۳ء

۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

باب ۱

بریلویت

تاریخ وبانی

بریلویت پاکستان میں پائے جانے والے احناف کے مختلف مکاتب فکر میں سے ایک مکتب فکر ہے۔

بریلوی حضرات جن عقائد کے حامل ہیں' ان کی تاسیس و تنظیم کا کام بریلوی مکتب فکر کے پیروکاروں کے مجدد جناب احمد رضا بریلوی نے انجام دیا۔ بریلویت کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔[1]

جناب احمد رضا ہندوستان کے صوبے اتر پردیش (یو۔پی)[2] میں واقع بریلی شہر میں پیدا ہوئے۔[3]

بریلوی حضرات کے علاوہ احناف کے دوسرے گروہوں میں دیو بندی اور توحیدی قابل ذکر ہیں۔

بریلویت کے مؤسس وبانی راہنما علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نقی علی اور دادا رضا علی کا شمار احناف کے مشہور علماء میں ہوتا ہے۔[4]

ان کی پیدائش ۱۴ جون ۱۸۶۵ء میں ہوئی۔[5] ان کا نام محمد رکھا گیا۔ والدہ نے ان کا

۱۔ ملاحظہ ہو دائرۃ المعارف الاسلامیہ اردو جلد ۴ ص ۴۸۵ مطبوعہ جامعہ پنجاب ۱۹۶۹ء

۲۔ دائرۃ المعارف جلد ۴ ص ۴۸۷

۳۔ اعلیٰ حضرت بریلوی مصنفہ بستوی ص ۲۵ ایضاً حیات اعلیٰ حضرت از ظفرالدین بہاری رضوی مطبوعہ کراچی

۴۔ تذکرہ علمائے ہند ص ۶۴

۵۔ حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ ص ۱

نام امن میاں رکھا- والد نے احمد میاں اور دادا نے احمد رضا-[6]

لیکن جناب احمد رضا ان اسماء میں سے کسی پر بھی مطمئن نہ ہوئے اور اپنا نام عبدالمصطفیٰ رکھ لیا-[7] اور خط و کتابت میں اسی نام کا استعمال کثرت سے کرتے رہے- جناب احمد رضا کا رنگ نہایت سیاہ تھا- ان کے مخالفین انہیں اکثر چہرے کی سیاہی کا طعنہ دیا کرتے تھے- ان کے خلاف لکھی جانے والی ایک کتاب کا نام ہی "الطین اللازب علی الا سود الکاذب" یعنی "کالے جھوٹے کے چہرے پر چپک جانے والی مٹی" رکھا گیا-[8]

۶- اعلیٰ حضرت از بستوی ص ۲۵

۷- ملاحظہ ہو "من ہو احمد رضا" از شجاعت قادری ص ۱۵

۸- اس کتاب کے مصنف مولانا مرتضی حسن دیوبندی مرحوم ہیں- بریلوی حضرات مصنف رحمتہ اللہ علیہ کے اس پیرائے پر بہت جز بز ہوئے ہیں' حالانکہ یہ ایسی بات نہیں ہے کہ اس پر چیں بہ جبیں ہوا جائے- مصنف یہاں جناب احمد رضا کا حلیہ بیان کر رہے ہیں' اور ظاہر ہے حلیہ بیان کرتے وقت کالی رنگت کا ذکر آ جانا معیوب شے نہیں ہے- اور ندامت و شرمندگی کا اظہار کسی عیب پر کیا جاتا ہے- اس کے جواب میں ندامت سے بچنے کے لئے مختلف حیلے بہانوں اور خود ساختہ عبارتوں سے کسی کتاب میں تردیدی دلائل کا ذکر کر کے کالے کو گورا کرنے کی سعی لاحاصل بہر حال بے معنی ہے- علامہ مرحوم نے حرمین شریفین کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اس بات کا ذکر جس انداز سے کیا ہے' اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱- بعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ ہم نے جناب احمد رضا صاحب کی رنگت کا ذکر کیوں کیا ہے' حالانکہ یہ قابل اعتراض بات نہیں-

۲- اس کے جواب میں بعض حضرات نے سیاہ کو سفید ثابت کرنے کے لئے اپنی کتب کے صفحات کو بھی بلاوجہ سیاہ کر دیا ہے-

۳- جواب میں کہا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا رنگ سیاہ تو نہیں تھا' البتہ گہر اگندمی تھا اور رنگ کی آب و تاب بھی ختم ہو چکی تھی- ہم کہتے ہیں کہ "گہر اگندمی" رنگ کی کون سی قسم ہے- کیا ضرورت ہے ان تاویلات میں پڑنے کی؟ سیدھا اعتراف کیوں نہیں کر لیا جاتا کہ ان کا رنگ سیاہ تھا-

۴- اس جواب میں جن لوگوں کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا رنگ سیاہ نہیں بلکہ سفید تھا' ان میں سے اب کوئی بھی موجود نہیں- یہ خود ساختہ دلائل ہیں!

۵- آج بھی احمد رضا صاحب کی ساری اولاد کا رنگ سیاہ ہے- بہر حال یہ عیب کی بات نہیں- کچھ لوگوں نے ہمارے حوالے کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے' چنانچہ ہم نے ان کی تردید ضروری سمجھی-

اس بات کا اعتراف ان کے بھتیجے نے بھی کیا ہے - وہ لکھتے ہیں:

"ابتدائی عمر میں آپ کا رنگ گہرا گندمی تھا- لیکن مسلسل محنت ہائے شاقہ نے آپ کی رنگت کی آب و تاب ختم کردی تھی-"[9]

جناب احمد رضا نحیف و نزار تھے[10] - درد گردہ اور دوسری کمزور کردینے والی بیماریوں میں مبتلا تھے[11] - کمر کی درد کا شکار رہتے[12] - اسی طرح سر درد اور بخار کی شکایت بھی عموماً رہتی-[13] ان کی دائیں آنکھ میں نقص تھا - اس میں تکلیف رہتی اور وہ پانی اتر آنے سے

۹- اعلیٰ حضرت از بستوی ص ۲۰

۱۰- حیات اعلیٰ حضرت مصنفہ ظفر الدین بہاری جلد ا ص ۳۵

۱۱- ملاحظہ ہو مضمون حسنین رضا درج شدہ اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۲۰ /

۱۲- بستوی ص ۲۸

۱۳- ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۶۴

بے نور آنکھ

جناب عبدالحکیم صاحب کو شکایت ہے کہ مصنف نے یہاں بھی حضرت صاحب کی آنکھ کے نقص کا ذکر کیوں کیا ہے - حالانکہ یہ بھی انسانی حلیے کا ایک حصہ ہے اور اس پر غیظ و غضب کا اظہار کسی طور پر بھی روا نہیں - جواب میں جناب قادری صاحب رقمطراز ہیں کہ:

"حقیقتاً یہ بالکل خلاف واقع ہے - ہوا یہ کہ ۱۳۰۰ھ میں مسلسل ایک مہینہ باریک خط کی کتابیں دیکھتے رہے - گرمی کی شدت کے پیش نظر ایک دن غسل کیا - سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے داہنی آنکھ میں اتر آئی ہے - بائیں آنکھ بند کر کے داہنی سے دیکھا تو وسط سے مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا-"

جناب قادری صاحب نے یہ عبارت "ملفوظات" سے ذکر کی ہے 'لیکن علمی بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے مکمل عبارت تحریر کرنے کی بجائے عبارت کا اگلا حصہ حذف کر گئے ہیں - اس کے متصل بعد ملفوظات میں لکھا ہے:

"دائیں آنکھ کے نیچے شے کا جتنا حصہ ہوتا ہے (یعنی جس چیز کو دائیں آنکھ سے دیکھتے) وہ نا صاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا-"

اس عبارت کو چھوڑنے کا مطلب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ قادری صاحب اپنے اعلیٰ حضرت کی آنکھ کے نقص کو چھپانا چاہتے ہیں - حالانکہ یہ ایسی چیز نہیں جس کے ذکر پر ندامت محسوس کی جائے - کسی آنکھ میں نقص کا پایا جانا انسان کے بس کی بات نہیں 'یہ رب کائنات کا اختیار ہے 'لہٰذا ہم قادری صاحب سے گذارش کریں گے کہ وہ اظہار ندامت کی بجائے اعتراف حقیقت کرلیں - (ثاقب)

بے نور ہو گئی تھی- طویل مدت تک اس کا علاج کراتے رہے مگر وہ ٹھیک نہ ہو سکی-(۱۴)
ایک مرتبہ ان کے سامنے کھانا رکھا گیا- انہوں نے سالن کھا لیا مگر چپاتیوں کو ہاتھ

۱۴- ملفوظات ص ۲۰'۲۱

بریلویت کے مؤسس و مجدد جناب احمد رضا نہایت فحش اور غلیظ زبان استعمال کرتے تھے- ذیل میں ان کی غیر مہذبانہ زبان کے چند نمونے ذکر کیے جاتے ہیں- وہ اپنی کتاب وقعات السنان میں رقمطراز ہیں:

"ضربت مرداں دیدی نقمت رحمٰن کشیدی- تھانوی صاحب! اس دسویں کھاوی پر اعتراضات میں ہمارے اگلے تین پر پھر نظر ڈالیے- دیکھئے وہ رسلیا والے پر کیسے ٹھیک اتر گئے- کیا اتنی ضربات عظیم کے بعد بھی نہ سوجی ہو گی-" (وقعات السنان ص ۵۱ مطبوعہ کراچی بحوالہ "شریعت حضرت محمد مصطفیٰ اور دین احمد رضا از ملک حسن علی بی اے علیگ)

"رسلیا کہتی ہے میں نہیں جانتی میری ٹھیرائی پر اتر...... دیکھوں تو اس میں تم میری ڈیڑھ گرہ کیسے کھولے لیتے ہو-" (ایضا)

"اف ہی رسلیا تیرا بھول پن- خون پونچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے-" (وقعات السنان ص ۶۰)

"رسلیا والے نے...... اپنی دو شقی میں تیرا احتمال بھی داخل کر لیا-" (ص ۷۲)

اپنی کتاب خالص الاعتقاد میں مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق لکھتے ہیں:

"کبھی کسی بے حیاء سی بے حیا ناپاک گھنونی سی گھنونی' بے باک سی بے باک- پاجی کمینی گندی قوم نے اپنے خصم کے مقابلے بے دھڑک ایسی حرکات کیں؟ آنکھیں میچ کر گندہ منہ پھاڑ کر ان پر فخر کیے؟ انہیں سر بازار شائع کیا؟ اور ان پر افتخار ہی نہیں بلکہ سنتے ہیں کہ ان میں کوئی نئی نویلی' حیادار' شرمیلی' بانکی' نکیلی' میٹھی' رسیلی' اچپل البیلی' چنچل انیلی' اجودھیا باشی آنکھ یہ تان لیتی اوجی ہے

ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہاں گھونگھٹ

اس فاحشہ آنکھ نے کوئی نیا غمزہ تراشا اور اس کا نام "شہاب ثاقب" رکھا ہے-" (خالص الاعتقاد ص ۲۲)

اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

"کفر پارٹی وہابیہ کا بزرگ ابلیس لعین...... خبیثو! تم کافر ٹھہر چکے ہو- ابلیس کے مسخرے' دجال کے گدھے...... ارے منافقو!...... وہابیہ کی پوچ ذلیل' عمارت قارون کی طرح تحت الثریٰ پہنچتی نجدیت کے کوے سکتے' وہابیت کے بوم بلکتے اور مذبوح گستاخ بھڑکتے-" (خالص الاعتقاد ص ۲ تا ۲۰)

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے متعلق فرماتے ہیں-

"سرکش' طاغی' شیطان' لعین' بندہ داغی" (الامن والعلی ص ۱۱۲)

فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

بھی نہ لگایا- ان کی بیوی نے کہا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے نظر ہی نہیں آئیں- حالانکہ وہ سالن کے ساتھ ہی رکھی ہوئی تھیں۔[۱۵]

جناب بریلوی نسیان میں مبتلا تھے- ان کی یادداشت کمزور تھی- ایک دفعہ عینک اونچی کر کے ماتھے پر رکھ لی' گفتگو کے بعد تلاش کرنے لگے' عینک نہ ملی اور بھول گئے کہ عینک ان کے ماتھے پر ہے- کافی دیر پریشان رہے' اچانک ان کا ہاتھ ماتھے پر لگا تو عینک ناک پر آ کر رک گئی- تب پتہ چلا کہ عینک تو ماتھے پر تھی-[۱۶]

ایک دفعہ وہ طاعون میں مبتلا ہوئے اور خون کی قے کی-[۱۷] بہت تیز مزاج تھے-[۱۸] بہت جلد غصے میں آ جاتے- زبان کے مسئلے میں بہت غیر محتاط[۱۹] اور لعن طعن کرنے والے تھے- فحش کلمات کا کثرت سے استعمال کرتے- بعض اوقات اس مسئلے میں حد سے تجاوز کر جاتے اور ایسے کلمات کہتے کہ ان کا صدور صاحب علم و فضل سے تو درکنار' کسی عام آدمی کے بھی لائق نہ ہوتا-

ان کے ایک معتقد بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ

"آپ مخالفین کے حق میں سخت تند مزاج واقع ہوئے تھے اور اس سلسلے میں شرعی احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھتے تھے-"[۲۰]

"غیر مقلدین و دیوبندیہ جہنم کے کتے ہیں- رافضیوں (شیعہ) کو ان سے بدتر کہنا رافضیوں پر ظلم اور ان کی شان خباثت میں تنقیص ہے-" (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۹۰)

سبحان السبوح میں ارشاد کرتے ہیں:

"جو شاہ اسمٰعیل اور نذیر حسین وغیرہ کا معتقد ہو' ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے- غیر مقلدین سب بے دین' پکے شیاطین پورے ملاعین ہیں-" (سبحان السبوح ص ۱۳۴)

۱۵- انوار رضا ص ۳۶۰

۱۶- حیات اعلیٰ حضرت ص ۶۴

۱۷- ایضاً ص ۲۲

۱۸- انوار رضا ص ۳۵۸

۱۹- الفاضل البریلوی مصنفہ مسعود احمد ص ۱۹۹

۲۰- مقدمہ مقالات رضا از کوکب ص ۳۰ مطبوعہ لاہور

یہی وجہ تھی کہ لوگ ان سے متنفر ہونا شروع ہو گئے- بہت سے ان کے مخلص دوست بھی ان کی اس عادت کے باعث ان سے دور ہوتے چلے گئے- ان میں سے مولوی محمد یٰسین بھی ہیں جو مدرسہ اشاعتہ العلوم کے مدیر تھے اور جنہیں جناب احمد رضا اپنے استاد کا درجہ دیتے تھے' وہ بھی ان سے علیحدہ ہو گئے-[۲۱]

اس پر مستزاد یہ کہ مدرسہ مصباح التہذیب جو ان کے والد نے بنوایا تھا' وہ ان کی ترش روی' سخت مزاجی' بذأت لسانی اور مسلمانوں کی تکفیر کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے جاتا رہا اور اس کے منتظمین ان سے کنارہ کشی اختیار کر کے وہابیوں سے جا ملے- اور حالت یہ ہو گئی تھی کہ بریلویت کے مرکز میں احمد رضا صاحب کی حمایت میں کوئی مدرسہ باقی نہ رہا- باوجودیکہ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت وہاں اپنی تمام تر سرگرمیوں سمیت موجود تھے-[۲۲]

جہاں تک بریلوی حضرات کا تعلق ہے' تو وہ دوسرے باطل فرقوں کی مانند اپنے امام و قائد کے فضائل و مناقب بیان کرتے وقت بہت سی جھوٹی حکایات اور خود ساختہ کہانیوں کا سہارا لیتے ہوئے نظر آتے ہیں- بریلوی حضرات اس بات کا بالکل خیال نہیں کرتے کہ جھوٹ کسی کی قدر و منزلت میں اضافے کی بجائے اس کی تذلیل اور استہزاء کا باعث ہوتا ہے-

چنانچہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ:

"آپ کی ذہانت و فراست کا یہ عالم تھا کہ چار برس کی مختصر سی عمر میں' جس میں عموماً دوسرے بچے اپنے وجود سے بھی بے خبر ہوتے ہیں' قرآن مجید ناظرہ ختم کر لیا- آپ کی رسم بسم اللہ خوانی کے وقت ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے لوگوں کو دریائے حیرت و استعجاب میں ڈال دیا- حضور کے استاد محترم نے آپ کو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھانے کے بعد الف' با' تا' ثا پڑھایا- پڑھاتے پڑھاتے جب لام الف (لا) کی نوبت آئی

۲۱- حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۱۱

۲۲- ایضاً ص ۲۱۱

تو آپ نے خاموشی اختیار فرمالی- استاد نے دوبارہ کہا کہ "کہو میاں لام الف" حضور نے فرمایا کہ یہ دونوں تو پڑھ چکے پھر دوبارہ کیوں؟

اس وقت آپ کے جدامجد مولانا رضا علی خان صاحب قدس سرہ العزیز نے فرمایا "بیٹا! استاد کا کہا مانو-"

حضور نے ان کی طرف نظر کی- جدامجد نے اپنی فراست ایمانی سے سمجھ لیا کہ بچے کو شبہ ہے کہ یہ حروف مفردہ کا بیان ہے- اب اس میں ایک لفظ مرکب کیوں آیا؟ اگرچہ بچے کی عمر کے اعتبار سے اس راز کو منکشف کرنا مناسب نہ تھا' مگر حضرت جدامجد نے خیال فرمایا کہ یہ بچہ آگے چل کے آفتاب علم و حکمت بن کر افق عالم پر تجلی ریز ہونے والا ہے' ابھی سے اسرار و نکات کے پردے اس کی نگاہ و دل پر سے ہٹا دیئے جائیں- چنانچہ فرمایا "بیٹا تمہارا خیال بجا و درست ہے' لیکن پہلے جو حرف الف پڑھ چکے ہو وہ دراصل ہمزہ ہے اور یہ الف ہے- لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ چونکہ ابتداء ناممکن ہے' اس لیے ایک حرف یعنی لام اول میں لا کر اس کی ادائیگی مقصود ہے- حضور نے اس کے جواب میں کہا تو کوئی بھی حرف ملا دینا کافی تھا' لام ہی کی کیا خصوصیت ہے؟ با' تا' دال اور سین بھی شروع میں لا سکتے تھے-

جدامجد علیہ الرحمہ نے انتہائی جوش محبت میں آپ کو گلے لیا اور دل سے بہت سی دعائیں دیں- پھر فرمایا کہ لام اور الف میں صورتاً خاص مناسبت ہے- اور ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی صورت ایک ہی ہے- لا یا لا اور سیرۃ اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام"-[۴۳]

اس بے معنی عبارت کو ملاحظہ فرمایئے- اندازہ لگائیں کہ بریلوی حضرات چار برس کی عمر میں اپنے اعلیٰ حضرت کی ذہانت و فراست بیان کرنے میں کس قسم کے علم کلام کا سہارا لے رہے ہیں اور لغو قسم کے قواعد و ضوابط کو بنیاد بنا کر ان کے ذریعہ سے اپنے امام کی علمیت ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں-

---

۴۳- البریلوی از بستوی ص ۲۶' ۲۷' انوار رضا ص ۳۵۵ وغیرہ

خود اہل زبان عرب میں سے تو کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس لایعنی قاعدے کو پہچان سکے اور اس کی وضاحت کر سکے۔ لیکن ان عجمیوں نے الف اور لام کے درمیان صورت وسیرت کے لحاظ سے مناسبت کو پہچان کر اس کی وضاحت کر دی۔

دراصل بریلوی قوم اپنے امام کو انبیاء ورسل سے تشبیہ ہی نہیں' بلکہ ان پر افضلیت دینا چاہتی اور یہ باور کرانا چاہتی ہے کہ ان کے امام و قائد کو کسی کی طرف سے تعلیم دینے کی ضرورت نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا سینہ علوم و معارف کا مرکز و مہبط بن چکا تھا اور تمام علوم انہیں وہبی طور پر عطا کیے جا چکے تھے۔ اس امر کی وضاحت نسیم بستوی کی اس نص سے بھی ہو جاتی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:

"عالم الغیب نے آپ کا مبارک سینہ علوم و معارف کا گنجینہ اور ذہن و دماغ و قلب و روح کو ایمان و یقین کے مقدس فکر و شعور اور پاکیزہ احساس و تخیل سے لبریز فرما دیا تھا۔ لیکن چونکہ ہر انسان کا عالم اسباب سے بھی کسی نہ کسی نہج سے رابطہ استوار ہوتا ہے' اس لیے بظاہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ (معاذاللہ) کو بھی عالم اسباب کی راہوں پر چلنا پڑا۔"(۲۴)

یعنی ظاہر طور پر تو جناب احمد رضا صاحب نے اپنے اساتذہ سے اکتساب علم کیا مگر حقیقی طور پر وہ ان کی تعلیم کے محتاج نہ تھے' کیونکہ ان کا معلم و مربی خود رب کریم تھا۔ جناب بریلوی خود اپنے متعلق لکھتے ہیں:

"درد سر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ہوتے تھے۔" (انوار رضا ص ۲۶)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"الحمد للہ کہ مجھے اکثر حرارت اور درد سر رہتا ہے۔"(۲۵)

جناب احمد رضا تاثر یہ دینا چاہتے ہیں کہ ان کی جسمانی کیفیت انبیاء کرامؑ سے مشابہت رکھتی ہے۔ اپنی تقدیس ثابت کرنے کے لیے ایک جگہ فرماتے ہیں:

۲۴۔ انوار رضا ص ۳۵۵' بستوی ص ۲۷

۲۵۔ ملفوظات جلد ۱ ص ۶۴

"میری تاریخ ولادت ابجدی حساب سے قرآن کریم کی اس آیت سے نکلتی ہے جس میں ارشاد ہے:

﴿اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ﴾

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پہ اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی روحانی تائید فرمادی ہے۔"[۲۶]

نیز ان کے بارے میں ان کے پیروکاروں نے لکھا ہے:

"آپ کے استاد محترم کسی آیہ کریمہ میں بار بار زبر بتا رہے تھے اور آپ زیر پڑھتے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضور کے جدامجد رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا اور کلام مجید منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب کی غلطی سے اعراب غلط لکھا گیا تھا۔ یعنی جو زیر حضور سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی زبان حق ترجمان سے نکلتا ہے' وہی صحیح اور درست تھا۔ پھر جدامجد نے آپ سے فرمایا کہ مولوی صاحب جس طرح بتاتے تھے' اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ عرض کی کہ میں ارادہ کرتا تھا کہ جس طرح بتاتے ہیں اسی کے مطابق پڑھوں' مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔"[۲۷]

نتیجہ یہ نکلا کہ "اعلیٰ حضرت" صاحب کو بچپن سے ہی عصمت عن الخطاء کا مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ بریلوی حضرات نہ صرف یہ کہ مختلف واقعات بیان کر کے اس قسم کا نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں' بلکہ وہ اپنے امام وبانی کے متعلق صراحتاً اس عقیدے کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ عبدالحکیم قادری صاحب لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت کی قلم و زبان ہر قسم کی لغزش سے محفوظ تھی۔ اور باوجودیکہ ہر عالم کی کوئی نہ کوئی لغزش ہوتی ہے' مگر اعلیٰ حضرت نے ایک نقطے کی غلطی بھی نہیں کی۔"[۲۸]

ایک دوسرے صاحب لکھتے ہیں:

۲۶۔ حیات اعلیٰ حضرت از بہاری ص ۱

۲۷۔ بستوی ص ۲۸' ایضاً حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۲

۲۸۔ یاد اعلیٰ حضرت از عبدالحکیم شرف قادری ص ۳۲

"اعلیٰ حضرت نے اپنی زبان مبارک سے کبھی غیر شرعی لفظ ادا نہیں کیا- اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کی لغزش سے محفوظ رکھا-"(۲۹)

نیز یہ کہ

"اعلیٰ حضرت بچپن سے ہی غلطیوں سے مبرا تھے- صراط مستقیم کی اتباع آپ کے اندر ودیعت کر دی گئی تھی-"(۳۰)

انوار رضا میں ایک صاحب بڑے برملا انداز میں تحریر فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے آپ کی قلم اور زبان کو غلطیوں سے پاک کر دیا تھا-"(۳۱)

مزید کہا جاتا ہے:

"اعلیٰ حضرت غوث اعظم کے ہاتھ میں اس طرح تھے جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم' اور غوث اعظم رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں اس طرح تھے جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم- اور خود رسول اللہ ﷺ وحی کے سوا کچھ ارشاد نہ فرماتے تھے-"(۳۲)

ایک بریلوی شاعر اپنے اعلیٰ حضرت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں

ہے حق کی رضا احمد کی رضا

احمد کی رضا مرضی رضا

(یعنی احمد رضا بریلوی)(۳۳)

ان کے ایک اور پیروکار لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت کا وجود اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھا-"(۳۴)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ایک گستاخ اپنے امام و راہنما کے بارے میں

۲۹- مقدمہ الفتاویٰ الرضویہ جلد ۲ ص ۵ از محمد اصغر علوی

۳۰- انوار رضا ص ۲۲۳

۳۱- ایضاً ص ۲۷۱

۳۲- ایضاً ص ۲۷۰

۳۳- باغ فردوس مصنفہ ایوب رضوی ص ۷

۳۴- انوار رضا ص ۱۰۰

کہتا ہے:

"اعلیٰ حضرت کی زیارت نے صحابہ کرام کی زیارت کا شوق کم کر دیا ہے۔"[۳۵]

مبالغہ آرائی کرتے وقت عموماً عقل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ایک بریلوی مصنف اس کا مصداق بنتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ساڑھے تین سال کی عمر شریف کے زمانے میں ایک دن اپنی مسجد کے سامنے جلوہ افروز تھے کہ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں تشریف لائے اور آپ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی۔ آپ نے (ساڑھے تین برس کی عمر میں) فصیح عربی میں ان سے کلام کیا اور اس کے بعد ان کی صورت دیکھنے میں نہیں آئی۔"[۳۶]

ایک صاحب لکھتے ہیں:

"ایک روز استاد صاحب نے فرمایا: احمد میاں! تم آدمی ہو کہ جن؟ مجھے پڑھاتے ہوئے دیر لگتی ہے، لیکن تمہیں یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔۔۱۰ برس کی عمر میں ان کے والد' جو انہیں پڑھاتے بھی تھے' ایک روز کہنے لگے: تم مجھ سے پڑھتے نہیں بلکہ پڑھاتے ہو۔"[۳۷]

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان کا استاد مرزا غلام قادر بیگ[۳۸] مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔

جناب بستوی صاحب کم سنی میں اپنے امام کے علم و فضل کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"۱۴ برس کی عمر میں آپ سند و دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ اسی دن رضاعت کے ایک مسئلے کا جواب لکھ کر والد ماجد صاحب قبلہ کی خدمت عالی میں پیش

۳۵۔ وصایا شریف ص ۲۴

۳۶۔ حیات اعلیٰ حضرت از بہاری ص ۲۲

۳۷۔ مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۶

۳۸۔ بستوی ص ۳۲

کیا۔جواب بالکل درست (صحیح) تھا۔آپ کے والد ماجد نے آپ کے جواب سے آپ کی ذہانت وفراست کا اندازہ لگالیا اور اس دن سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد کر دیا۔"

اس سے پہلے آٹھ سال کی عمر مبارک میں آپ نے ایک مسئلہ وراثت کا جواب تحریر فرمایا:

"واقعہ یہ ہوا کہ والد ماجد باہر گاؤں میں تشریف فرما تھے۔کہیں سے سوال آیا' آپ نے اس کا جواب لکھا اور والد صاحب کی واپسی پر ان کو دکھایا۔جسے دیکھ کر ارشاد ہوا معلوم ہوتا ہے یہ مسئلہ امن میاں (اعلیٰ حضرت) نے لکھا ہے۔ان کو ابھی نہ لکھنا چاہیے۔مگر اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہمیں اس جیسا مسئلہ کوئی بڑا لکھ کر دکھائے تو جانیں۔"[۳۹]

اس نص سے ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت صاحب نے آٹھ برس کی عمر میں فتویٰ نویسی کا آغاز کر دیا تھا۔مگر خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"سب سے پہلا فتویٰ میں نے ۱۲۸۶ھ میں لکھا تھا' جب میری عمر ۱۳ برس تھی۔اور اسی تاریخ کو مجھ پر نماز اور دوسرے احکام فرض ہوئے تھے۔"[۴۰]

یعنی بستوی صاحب فرمارہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے آٹھ برس کی عمر میں ہی وراثت جیسے پیچیدہ مسئلے کے متعلق فتویٰ صادر فرمادیا تھا جب کہ خود اعلیٰ حضرت صاحب اس کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں کہ میں نے سب سے پہلا فتویٰ ۱۳ برس کی عمر میں دیا تھا۔

اس سے بھی زیادہ لطف کی بات یہ ہے کہ بریلوی حضرات کا یہ دعویٰ ہے کہ جناب احمد رضا بریلوی صاحب نے ۱۴ برس کی عمر میں ہی تعلیم مکمل کر کے سند فراغت حاصل کرلی تھی۔[۴۱]

۳۹۔ اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۳۲

۴۰۔ من ہو احمد رضا از قادری ص ۱۷ (یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ حضورؐ کی شریعت میں نماز دس برس کی عمر میں فرض ہے اور جناب احمد رضا پر نماز ۱۳ برس کی عمر میں فرض ہوئی (ناشر)

۴۱۔ ملاحظہ ہو حیات اعلیٰ حضرت از بہاری ص ۳۳۔ایضاً انوار رضا صفحہ ۳۵۷ وغیرہ

مگر کئی مقامات پر خود ہی اس کی تردید بھی کر جاتے ہیں- چنانچہ حیات اعلیٰ حضرت کے مصنف ظفرالدین بہاری لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت نے مولانا عبدالحق خیر آبادی سے منطقی علوم سیکھنا چاہے' لیکن وہ انہیں پڑھانے پر راضی نہ ہوئے- اس کی وجہ یہ بیان کی کہ احمد رضا مخالفین کے خلاف نہایت سخت زبان استعمال کرنے کے عادی ہیں-"(۴۲)

بستوی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے' جب ان کی عمر ۲۰ برس تھی-(۴۳)

اسی طرح بریلوی صاحب کے ایک معتقد لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت نے سید آل رسول شاہ کے سامنے ۱۲۹۴ھ میں شرف تلمذ طے کیا اور ان سے حدیث اور دوسرے علوم میں سند اجازت لی-"(۴۴)

ظفر بہاری صاحب کہتے ہیں:

"آپ نے سید آل رسول شاہ کے بیٹے ابوالحسین احمد سے ۱۲۹۶ھ میں بعض علوم حاصل کیے-"(۴۵)

بہر حال ایک طرف تو بریلوی حضرات یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ احمد رضا ۱۳ برس یا ۱۴ برس کی عمر میں ہی تمام علوم سے فارغ ہو چکے تھے' دوسری طرف بے خیالی میں اس کی تکذیب بھی کر رہے ہیں- اب کسے نہیں معلوم کہ ۱۲۷۲ھ یعنی احمد رضا صاحب کی تاریخ پیدائش اور ۱۲۹۶ھ میں بھی بعض علوم حاصل کیے ہوں تو ۱۴ برس کی عمر میں سند فراغت کے حصول کا کیا معنی ہے؟

مگر بہت دیر پہلے کسی نے کہہ دیا تھا "لاذاکرۃ لکذاب" یعنی "دروغ گورا حافظہ نباشد-" (جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا)

۴۲- بہاری ص ۳۳ ایضاً انوار رضا ص ۳۵۷

۴۳- نسیم بستوی ص ۳۵

۴۴- انوار رضا ص ۳۵۶

۴۵- حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۴' ۳۵

خاندان وذریعہ معاش

جناب احمد رضا کے خاندان کے متعلق صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے کہ ان کے والد اور دادا کا شمار احناف کے علماء میں ہوتا ہے۔

البتہ جناب بریلوی صاحب کے مخالفین الزام لگاتے ہیں کہ ان کا تعلق شیعہ خاندان سے تھا۔ انہوں نے ساری عمر تقیہ کیے رکھا اور اپنی اصلیت ظاہر نہ ہونے دی' تاکہ وہ اہل سنت کے درمیان شیعہ عقائد کو رواج دے سکیں۔

ان کے مخالفین اس کے ثبوت کے لیے جن دلائل کا ذکر کرتے ہیں' ان میں سے چند ایک یہاں بیان کیے جاتے ہیں:

۱۔ جناب احمد رضا کے آباؤ اجداد کے نام شیعہ اسماء سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ان کا شجرہ نسب ہے:

احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی بن کاظم علی۔ (۴۶)

۲۔ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف نازیبا کلمات کہے ہیں۔ عقیدہ اہلسنت سے وابستہ کوئی شخص ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اپنے ایک قصیدے میں لکھا ہے:

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر (۴۷)

(نعوذ باللہ)

۴۶۔ حیات اعلیٰ حضرت ص ۲

۴۷۔ حدائق بخشش جلد ۳ ص ۲۳

۳-انہوں نے مسلمانوں میں شیعہ مذہب سے ماخوذ عقائد کی نشرواشاعت میں بھرپورا کردارادا کیا-(۴۸)

کوئی ظاہری شیعہ اپنے اس مقصد میں اتنا کامیاب نہ ہوتا' جتنی کامیابی احمد رضا صاحب کو اس سلسلے میں تقیہ کے لبادے میں حاصل ہوئی ہے-انہوں نے اپنے تشیع پر پردہ ڈالنے کے لیے چند ایسے رسالے بھی تحریر کیے جن میں بظاہر شیعہ مذہب کی مخالفت اور اہل سنت کی تائید پائی جاتی ہے- شیعہ تقیہ کا یہی مفہوم ہے' جس کا تقاضا انہوں نے کماحقہ ادا کیا-

۴-جناب احمد رضا صاحب نے اپنی تصنیفات میں ایسی روایات کا ذکر کثرت سے کیا ہے جو خالصتاً شیعی روایات ہیں اور ان کا عقیدہ اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے-

مثلاً:

ا- "انّ عليّا قسيم النّار-"

ب- "انّ فاطمة سمّيت بفاطمة لانّ الله فطمها و ذريّتها من النّار-"

یعنی "حضرت علی رضی اللہ عنہ قیامت کے روز جہنم تقسیم کریں گے-"(۴۹) اور "حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولاد کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے-"(۵۰)

ج- شیعہ کے اماموں کو تقدیس کا درجہ دینے کے لیے انہوں نے یہ عقیدہ وضع کیا کہ اغواث (جمع غوث' یعنی مخلوقات کی فریاد رسی کرنے والے) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوتے ہوئے حسن عسکری تک پہنچتے ہیں- اس سلسلے میں انہوں نے وہی ترتیب ملحوظ رکھی' جو شیعہ کے اماموں کی ہے-(۵۱)

۴۸- فتاوٰی بریلویہ ص ۱۴

۴۹- الامن والعلی مصنفہ احمد رضا بریلوی ص ۵۸

۵۰- ختم نبوت از احمد رضا ص ۹۸

۵۱- ملفوظات ص ۱۱۵

د-احمد رضا نے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کو مشکل کشا قرار دیا اور کہا:

"جو شخص مشہور دعائے سیفی (جو شیعہ عقیدے کی عکاسی کرتی ہے) پڑھے، اس کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔"

دعائے سیفی درج ذیل ہے:

ناد علیًا مظهر العجائب
تجده عونًا لك فی النوائب
كلّ همّ وغمّ سينجلی
بولايتك ياعلی يا علی

یعنی حضرت علیؓ کو پکارو جن سے عجائبات کا ظہور ہوتا ہے۔ تم انہیں مددگار پاؤ گے۔ اے علیؓ آپ کی ولایت کے طفیل تمام پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔(۵۲)

ھ-اسی طرح انہوں نے پنجتن پاک کی اصطلاح کو عام کیا اور اس شعر کو رواج دیا۔

لی خمسة اطفی بها حرّالوباء الحاطمة
المصطفی المرتضی و ابناهما و الفاطمة

یعنی پانچ ہستیاں ایسی ہیں جو اپنی برکت سے میری امراض کو دور کرتی ہیں۔ محمدؐ، علیؓ، حسنؓ، حسینؓ، فاطمہؓ!(۵۳)

و-انہوں نے شیعہ عقیدے کی عکاسی کرنے والی اصطلاح "جفر" کی تائید کرتے ہوئے اپنی کتاب خالص الاعتقاد میں لکھا ہے:

"جفر چمڑے کی ایک ایسی کتاب ہے جو امام جعفر صادقؒ نے اہل بیت کے لیے لکھی۔ اس میں تمام ضرورت کی اشیاء درج کر دی ہیں۔ اس طرح اس میں قیامت تک

۵۲- الامن والعلی ص ۱۲، ۱۳!

۵۳- فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۸۷

رونما ہونے والے تمام واقعات بھی درج ہیں۔"(۵۴)

ز۔اسی طرح شیعہ اصطلاح الجامعۃ کا بھی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الجامعۃ ایک ایسا صحیفہ ہے' جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام واقعات عالم کو حروف کی ترتیب کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ آپ کی اولاد میں سے تمام ائمہ امور و واقعات سے باخبر تھے۔"(۵۵)

ح۔جناب بریلوی نے ایک اور شیعہ روایت کو اپنے رسائل میں ذکر کیا ہے کہ:

"امام رضا (شیعہ کے آٹھویں امام) سے کہا گیا کہ کوئی ایسی دعاء سکھلائیں جو ہم اہل بیت کی قبروں کی زیارت کے وقت پڑھا کریں' تو انہوں نے جواب دیا کہ قبر کے قریب جا کر چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر کہو: "السلام علیکم یا اہل البیت' اے اہل بیت میں اپنے مسائل اور مشکلات کے حل کے لیے آپ کو خدا کے حضور سفارشی بنا کر پیش کرتا ہوں اور آل محمد ﷺ کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔(۵۶)

یعنی شیعہ کے اماموں کو مسلمانوں کے نزدیک مقدس اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اہل سنت سے افضل قرار دینے کے لیے انہوں نے اس طرح کی روایات عام کیں۔ حالانکہ اہل تشیع کے اماموں کی ترتیب اور اس طرح کے عقائد کا عقیدہ اہل سنت سے کوئی ناطہ نہیں ہے۔

ط۔جناب احمد رضا شیعہ تعزیہ کو اہل سنت میں مقبول بنانے کے لیے اپنی ایک کتاب میں رقمطراز ہیں:

"تبرک کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقبرے کا نمونہ بنا کر گھر کے اندر رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔"(۵۷)

۵۴۔خالص الاعتقاد از احمد رضا ص ۴۸

۵۵۔ایضاً ص ۴۸

۵۶۔حیاۃ الموات درج شدہ فتاویٰ رضویہ از احمد رضا بریلوی جلد ۴ ص ۲۹۹

۵۷۔رسالہ بدر الانوار ص ۵۷

اس طرح کی لاتعداد روایات اور مسائل کا ذکر ان کی کتب میں پایا جاتا ہے۔

۵۔ جناب احمد رضا نے شیعہ کے اماموں پر مبنی سلسلہ بیعت کو بھی رواج دیا۔ انہوں نے اس سلسلے میں ایک عربی عبارت وضع کی ہے جس سے ان کی عربی زبان سے واقفیت کے تمام دعووں کی حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"اللّٰهم صلّ وسلّم وبارك على سيّدنا مولانا محمّد المصطفٰى رفيع المكان المرتضى على الشان الذى رحيل من امّته خير من رّحال من السّالفين و حسين من زمرته احسن من كذا و كذا حسنا من السّابقين السّيّد السّجاد زين العابدين باقر علوم الانبياء والمرسلين ساقى الكوثر و مالك تسنيم و جعفر الّذى يطلب موسى الكليم رضا ربّه بالصّلاة عليه۔" (۵۸)

عربی زبان کا ادنیٰ علم رکھنے والے بھی اس عبارت کی عجمیت، رکاکت اور بے مقصدیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ایسے شخص کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ وہ ساڑھے تین برس کی عمر میں ہی فصیح عربی بولا کرتا تھا، کس قدر عجیب لگتا ہے؟

"حسين من زمرته احسن من كذا و كذا حسنا من السّابقين" کیسی بے معنی ترکیب ہے۔

"يطلب موسى الكليم رضا ربّه بالصّلاة عليه" میں موسیٰ الکلیم سے مراد کون ہیں؟ اگر مراد موسیٰ کاظم ہیں تو کلیم سے کیا معنی؟ اور اگر مراد نبی و رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) امام جعفر صادق پر درود بھیج کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

بہر حال یہ عبارت مجموعہ رکاکت بھی ہے اور مجموعہ خرافات بھی!

حاصل کلام یہ ہے کہ احمد رضا بریلوی صاحب نے اس نص میں شیعہ کے اماموں کو ایک خاص ترتیب سے ذکر کر کے مسلمانوں کو رفض و تشیع سے قریب لانے کی سعی کی ہے۔

۵۸۔ انوار رضا ص ۲۷

۶- جناب بریلوی صاحب نے برصغیر کے اہل سنت اکابرین کی تکفیر کی اور فتویٰ دیا

فصاحت عربی سے ناواقف

جناب احمد رضا کی یہ عبارت بے معنی ترکیبوں اور عجمیت زدہ جملوں کا مجموعہ ہے' مگر عبدالحکیم قادری صاحب کو اصرار ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہیں! دلیل سے خالی اصرار کا تو کوئی جواب نہیں' اگر انہیں اصرار ہے تو سو بار رہے' ہمیں اس پر کوئی انکار نہیں- ان کے اصرار سے یہ شکستہ عبارت درست تو نہیں ہو جائے گی! مگر ہمیں حیرت اس بات پر ہے کہ ایک صاحب نے مصنف رحمتہ اللہ علیہ کی عربی کتاب میں سے بزعم خویش چند غلطیاں نکال کر اپنی جہالت کا جس طرح ثبوت دیا ہے' وہ اپنی مثال آپ ہے-

انہوں نے اپنی عجمیت زدہ ذہنیت سے جب "البریلویۃ" کا مطالعہ کیا تو انہیں کچھ عبارتیں ایسی نظر آئیں جو ان کی تحقیق کے مطابق عربی قواعد کے اعتبار سے غیر صحیح تھیں- ساتھ ہی انہوں نے ان "غلطیوں" کی "تصحیح" بھی کی ہوئی تھی اور یہی "تصحیح" ان کی جہالت کا راز کھولنے کا سبب بن گئی-

ذرا آپ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ ان کی تصحیح میں کس قدر تغلیط ہے- ہم ذیل میں ان کی چند تصحیحات نقل کرتے ہیں- تاکہ قارئین ان کی علمی و تحقیقی کاوش سے استفادہ فرما سکیں-

۱- الحجم الصغیر:- موصوف لکھتے ہیں کہ یہ لفظ غلط ہے اس کی بجائے القطع الصغیر ہونا چاہئے تھا-

جناب کو اس بات کا علم ہی نہیں ہے کہ یہ لفظ عربی زبان کا ہے- موصوف کا یہ گمان ہوا کہ چونکہ حجم تو اردو میں مستعمل ہے' لہٰذا یہ عربی زبان کا لفظ نہیں ہو سکتا- المنجد مادہ ح ج م میں الحجم کا معنی مقدار الجم سے کیا گیا ہے- موصوف کو چاہئے کہ وہ اپنی معلومات درست کر لیں-

۲- المواضیع:- اس کی تصحیح جناب نے المواضع سے کی ہے- پوری عبارت ہے- "فلا جل ذلك تضاربت اقوالهم فی هذا الخصوص (ای الموضوع) مثل المواضیع (جمع الموضوع) الاخری"

موصوف نے اسے "موضع" کی جمع سمجھ لیا اور اس کی تصحیح "مواضع" سے کر دی' جو بجائے خود ایک غلطی ہے-

۳- نظرۃ تقدیر و احترام:- تصحیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں نظرۃ تعظیم و احترام گویا جناب نے اپنی علمیت کے زور پر یہ سمجھا کہ تقدیر عربی کا لفظ نہیں ہے- حالانکہ عربی لغت کی تمام کتب نے اس لفظ کو ذکر کیا ہے- اور اس کا معنی "الحرمتہ والوقار" سے کیا ہے-

ملاحظہ ہو المنجد ص ۶۴۵ وغیرہ مادہ القدر

۴- بین السنتہ:- موصوف کو یہ علم نہیں کہ لفظ "السنۃ" کہہ کر اہلسنت کا مفہوم بھی ادا کیا جاتا ہے- مولف رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب "الشیعہ والسنۃ" میں "السنۃ" سے مراد اہلسنت ہیں- عربی زبان سے معمولی واقفیت رکھنے والا بھی اس معنی سے ناآشنا نہیں- اس کی تصحیح "اہل السنۃ" سے کرنا اس لفظ کے استعمال سے عدم واقفیت کی دلیل ہے-

کہ ان کی مساجد کا حکم عام گھروں جیسا ہے انہیں خدا کا گھر تصور نہ کیا جائے۔(ملاحظہ ہو ملفوظات ص ۱۰۶)

اسی طرح انہوں نے اہل سنت کے ساتھ مجالست و مناکحت کو حرام قرار دیا۔اور جہاں تک شیعہ کا تعلق ہے تو وہ ان کے امام باڑوں کے ابجدی ترتیب سے نام تجویز کرتے رہے۔(۵۹)

۵۔ان بیوس:۔ فرماتے ہیں کہ یہ عجمی لفظ ہے'اس لیے عربی میں اس کا استعمال نادرست ہے۔موصوف کو اگر عربی ادب سے ذرا سی بھی واقفیت ہوتی تو شاید یہ بات لکھ کر علمی حلقوں میں جگ ہنسائی کا باعث نہ بنتے۔کیونکہ عربی زبان میں اس کا استعمال عام رائج ہے۔ملاحظہ ہو المنجد مادہ ب و س' باسہ 'بوسا' قبلہ

۶۔ترک الاتکایا:۔لکھتے ہیں: یہ عجمی لفظ ہے' حالانکہ یہ "اتکا" سے ماخوذ ہے۔جس کا معنی ہے: "اسند ظهرهٗ الیٰ شئی" ملاحظہ ہو المنجد مادہ وک ا

۷۔رسید:۔ ان کا اعتراض ہے: یہ لفظ عربی میں مستعمل نہیں ہے' حالانکہ عرب ممالک میں رسید الامتعته کا استعمال عام رائج ہے۔اسے رصید بھی لکھا جاتا ہے۔المنجد میں ہے۔(انظر مادہ ر ص د)

۸۔اصدر وافرمانا:۔ المنجد مادہ ف ر م۔الفرمان ج فرامین ای عهد السلطان للولاۃ

وہ الفاظ و کلمات جو عربی کے ساتھ ساتھ دوسری لغات میں بھی استعمال ہوتے ہیں'ان کا استعمال غلط نہیں ہے۔ان کی تغلیط جہالت کی واضح دلیل ہے۔

۹۔کتب فیہا لال البیت:۔شیعہ کے نزدیک آل البیت اور اہل البیت کا مفہوم ایک ہی ہے۔"البریلویۃ" کی اس عبارت میں آل البیت کا استعمال ہی صحیح ہے'کیونکہ اس میں احمد رضا صاحب نے شیعوں کی ترجمانی کی ہے۔

۱۰۔و من جاء:۔ان کی تصحیح الیٰ من جاء سے کی ہے۔یہاں الیٰ کا استعمال اس لیے نہیں کیا گیا کہ پہلے الیٰ پر عطف ہے۔اس لیے دوبارہ استعمال ضروری نہ رہا۔

علاوہ ازیں کچھ غلطیاں ایسی درج ہیں جو کتابت و طباعت کی ہیں۔مثلاً کبیب النمل! کہ اصل میں ہے "کد بیب النمل" ٹائپ کی غلطی سے د حذف ہو گئی ہے۔اسی طرح القراءت میں ء کی جگہ ۃ غلطی سے ٹائپ ہو گیا ہے۔مناصرۃ للاستمار۔کہ اصل میں یہ مناصرۃ للاستعمار یا استرقاق کی بجائے استرتقاق وغیرہ۔

بہر حال غلطیوں کی یہ فہرست قادری صاحب کی عربی زبان پر عدم قدرت کی بین اور واضح دلیل ہے۔بریلویت کے حاملین کی علمیت پہلے ہی مشکوک تھی'قادری صاحب نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔(ثاقب)

۵۹۔ملاحظہ ہو یاد اعلیٰ حضرت ص ۲۹

۷- احمد رضا صاحب پر رفض و تشیع کا الزام اس لیے بھی لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے شیعہ کے اماموں کی شان میں شیعوں کے انداز میں مبالغہ آمیز قصائد بھی لکھے۔[۶۰]

ذریعہ معاش

جناب احمد رضا صاحب کے ذریعہ معاش کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں۔ بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ وہ زمیندار خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور گھر کے اخراجات کے لیے انہیں سالانہ رقم مل جاتی تھی جس سے وہ گزر بسر کرتے۔[۶۱]

بعض اوقات سالانہ ملنے والی رقم کافی نہ ہوتی اور وہ دوسروں سے قرض لینے پر مجبور ہو جاتے' کیونکہ ان کے پاس ڈاک کے ٹکٹ خریدنے کے لیے بھی رقم موجود نہ ہوتی۔[۶۲]

کبھی کہا جاتا ہے کہ انہیں دست غیب سے بکثرت مال و دولت ملتا تھا۔ ظفر الدین بہاری راوی ہیں کہ جناب بریلوی صاحب کے پاس ایک مقفل صندوقچی تھی' جسے وہ بوقت ضرورت ہی کھولتے تھے۔ اور جب اسے کھولتے تو مکمل طور پر نہیں کھولتے تھے' اس میں ہاتھ ڈالتے اور مال' زیور اور کپڑے جو چاہتے نکال لیتے تھے۔[۶۳]

جناب بریلوی کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت اپنے احباب اور دوسرے لوگوں میں بکثرت زیورات اور دوسری چیزیں تقسیم کرتے تھے اور یہ سارا کچھ وہ اس چھوٹی سی صندوقچی سے نکالتے۔ ہمیں حیرت ہوتی کہ نامعلوم اتنی اشیاء اس

۶۰- ملاحظہ ہو حدائق بخشش از احمد رضا مختلف صفحات

۶۱- انوار رضا ص ۳۶۰

۶۲- حیات اعلیٰ حضرت ص ۵۸

۶۳- اعلیٰ حضرت بستوی ص ۷۵' انوار رضا ص ۵۷

میں کہاں سے آتی ہیں؟[۶۴]

ان کے مخالفین یہ تہمت لگاتے ہیں کہ "دست غیب" کا صندوقچی وغیرہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ انگریزی استعمار کا ہاتھ تھا' جو انہیں اپنے اغراض و مقاصد کے لیے استعمال کرنے اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے لیے امداد دیتا تھا۔[۶۵]

میری رائے یہ ہے کہ ان کی آمدن کا بڑا ذریعہ لوگوں کی طرف سے ملنے والے تحائف اور امامت کی تنخواہ تھی۔ جس طرح ہمارے ہاں عام رواج ہے کہ دیہاتوں میں اپنے علماء کی خدمت صدقات و خیرات سے کی جاتی ہے' اور عموماً یہی ان کا ذریعہ معاش ہوتا ہے۔

ان کے ایک پیروکار بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک روز ان کے پاس خرچ کے لیے ایک دمڑی نہ تھی۔ آپ ساری رات بے چین رہے۔ صبح ہوئی تو کسی تاجر کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے ۵۱ روپے بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کیے۔"[۶۶][۶۷]

ایک مرتبہ ڈاک ٹکٹ خریدنے کے لیے ان کے پاس کچھ رقم نہیں تھی تو ایک مرید نے انہیں دو سو روپے کی رقم ارسال کی۔[۶۸]

باقی جہاں تک زمینداری اور صندوقچی وغیرہ کا تعلق ہے' تو اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ یہ کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ ان کا خاندان زراعت وغیرہ سے متعلق تھا۔ باقی کرامتوں کے نام پہ صندوقچی وغیرہ کے افسانے بھی مریدوں کی نظر میں تقدیس و احترام کا مقام دینے کے لیے وضع کیے گئے ہیں' یہ سب بے سروپا باتیں ہیں۔

۶۴۔ حیات اعلیٰ حضرت ص ۵۷

۶۵۔ اس کا تفصیلاً ذکر آگے آرہا ہے۔

۶۶۔ حیات اعلیٰ حضرت ص ۵۶

۶۷۔ ایضاً ص ۵۶

۶۸۔ ایضاً ص ۵۸

ورنہ صندوقچی کی موجودگی میں نذرانوں اور لوگوں سے ادھار لینے کی کی ضرورت تھی؟

عادات اور طرز گفتگو

بریلوی اعلیٰ حضرت پان کثرت سے استعمال کرتے تھے' حتیٰ کہ رمضان المبارک میں وہ افطار کے بعد صرف پان پر اکتفا کرتے[۶۹]۔

اسی طرح حقہ بھی پیتے تھے[۷۰]' دوسری کھانے پینے کی اشیاء پر حقہ کو ترجیح دیتے۔ ہمارے ہاں دیہاتیوں اور بازاری قسم کے لوگوں کی طرح آنے جانے والے مہمانوں کی تواضع بھی حقے سے کرتے[۷۱]۔

مزے کی بات ہے کہ بریلوی اعلیٰ حضرت سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

"میں حقہ پیتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا' تاکہ شیطان بھی میرے ساتھ شریک ہو جائے۔"[۷۲]

لوگوں کے پاؤں چومنے کی عادت بھی تھی۔ ان کے ایک معتقد راوی ہیں کہ:

"آپ حضرت اشرفی میاں کے پاؤں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔"[۷۳]

جب کوئی صاحب حج کر کے واپس آتے تو ایک روایت کے مطابق فوراً اس کے پاؤں چوم لیتے![۷۴]

۶۹۔ انوار رضا ص ۲۵۶

۷۰۔ کتنی عجیب بات ہے کہ دوسروں کو معمولی باتوں پر کافر قرار دینے والا خود کیسے حقہ نوشی کو جائز سمجھتا ہے اور اس کا مرتکب ہے؟

۷۱۔ حیات اعلیٰ حضرت ص ۶۷

۷۲۔ ملفوظات

۷۳۔ اذکار حبیب رضا طبع مجلس رضا لاہور ص ۲۴

۷۴۔ انوار رضا ص ۳۰۶

اسلوب بیان

اپنے سے معمولی سا اختلاف رکھنے والوں کے خلاف سخت زبان استعمال کیا کرتے- اس سلسلے میں کسی قسم کی رورعایت کے قائل نہ تھے- بڑے فحش اور غلیظ لفظ بولتے- مخالف کو کتا' خنزیر' کافر' سرکش' فاجر' مرتد اور اس طرح کے دوسرے سخت اور غلیظ کلمات کی بریلوی حضرات کے اعلیٰ حضرت کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہ تھی- وہ بے مہابا و بے دریغ یہ کلمات ادا کر جاتے- ان کی کوئی کتاب اس انداز گفتگو اور "اخلاقیات" سے بھری ہوئی طرز تحریر سے خالی نہیں ہے-

ان کی "شیرینیٔ لب" کا ذکر گزشتہ صفحات میں حاشیے کے اندر گذر چکا ہے- یہاں ہم نمونے کے طور پر ان کی مختلف عبارتوں میں سے ایک قطعہ نقل کرتے ہیں' جس سے ان کے اسلوب بیان کی تصویر قارئین کے سامنے آجائے گی-

وہ دیوبندیوں کے خدا کی تصویر کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تمہارا خدا رنڈیوں کی طرح زنا بھی کرائے' ورنہ دیوبند کی چکلے والیاں اس پر ہنسیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہو سکا!"(۷۵)

"پھر ضروری ہے کہ تمہارے خدا کی زن بھی ہو- اور ضروری ہے کہ خدا کا آلہ تناسل بھی ہو- یوں خدا کے مقابلے میں ایک خدائن بھی ماننی پڑے گی!"(۷۶) نستغفر اللہ!

اندازہ لگائیں' اس طرح کا انداز تحریر کسی عالم دین کو زیب دیتا ہے؟ اور اس پر طرہ یہ کہ تجدید دین کا دعویٰ!

مجدد دین کے لیے اس قسم کی گفتگو کا اختیار کرنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

انہیں عالم دین کہنے پر اصرار ہو تو ضرور کہیے' مگر مجدد کہتے ہوئے تھوڑی سی

۷۵- سبحان السبوح از احمد رضا بریلوی ص ۱۴۲

۷۶- ایضاً

جھجک ضرور محسوس کر لیا کریں۔

اس ضمن میں ایک واقعہ ہے کہ یہ بریلوی صاحب ایک مرتبہ کسی کے ہاں تعلیم کی غرض سے گئے۔ مدرس نے پوچھا کہ آپ کا شغل کیا ہے؟

کہنے لگے "وہابیوں کی گمراہی اور ان کے کفر کا پول کھولتا ہوں۔" مدرس کہنے لگے "یہ انداز درست نہیں۔" تو جناب بریلوی صاحب وہیں سے واپس لوٹ آئے اور ان سے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے احمد رضا صاحب کو موحدین کی تکفیر و تفسیق سے روکا تھا۔[۷۷]

جہاں تک ان کی لغت کا تعلق ہے' تو وہ نہایت پیچیدہ اور مبہم قسم کی عبارتوں کا سہارا لیتے ہیں۔ بے معنی الفاظ و تراکیب استعمال کر کے تاثر یہ دینا چاہتے کہ انہیں علوم و معارف میں بہت گہری دسترس حاصل ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں عموماً اس عالم دین کو' جو اپنا مافی الضمیر کھول کر بیان نہ کر سکے اور جس کی بات سمجھ نہ آئے' اسے بڑے پائے کا عالم دین تصور کیا جاتا ہے۔

ان کے ایک معتقد لکھتے ہیں کہ:

"اعلیٰ حضرت کی بات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان علم کا سمندر ہو!"[۷۸]

ان کی زبان میں فصاحت و روانی نہیں تھی۔ اس بنا پر تقریر سے گریز کرتے تھے' صرف خود ساختہ عید میلاد النبیؐ یا اپنے پیر آل رسول شاہ کے عرس کے موقعہ پر چند کلمات کہہ دیتے![۷۹]

۷۷۔ حیات اعلیٰ حضرت از ظفر الدین بہاری

۷۸۔ انوار رضا ص ۲۸۶

۷۹۔ حیات اعلیٰ حضرت از ظفر الدین بہاری رضوی

تصنیفات

ان کی تصنیفات کے بیان سے قبل ہم قارئین کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں کہ بریلوی قوم کو مبالغہ آرائی کی بہت زیادہ عادت ہے- اور مبالغہ آرائی کرتے وقت غلط بیانی سے کام لینا ان کی سرشت میں داخل ہے- تصنیفات کے سلسلہ میں بھی انہوں نے بے جا غلو سے کام لیا ہے اور حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے ان کی سینکڑوں تصنیفات گنوادی ہیں' حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے- ان کے متضاد اقوال کا نمونہ درج ذیل ہے؛

ان کے ایک راوی کہتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت کی تصنیفات ۲۰۰ کے قریب تھیں-"(۸۰)

ایک روایت میں ہے کہ ۳۵۰ کے قریب تھیں-(۸۱)

ایک روایت ہے' ۴۴۰ کے لگ بھگ تھیں-(۸۲)

ایک اور صاحب کہتے ہیں' ۵۰۰ سے بھی متجاوز تھیں-(۸۳)

بعض کا کہنا ہے' ۶۰۰ سے بھی زائد تھیں-(۸۴)

ایک صاحب ان تمام سے آگے بڑھ گئے اور کہا کہ ایک ہزار سے بھی تجاوز کر گئی تھیں-(۸۵)

حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ ان کی کتب کی تعداد' جن پر کتاب کا اطلاق ہوتا ہے' دس سے زیادہ نہیں ہے- شاید اس میں بھی مبالغہ ہو--- تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

۸۰- مقدمہ الدولۃ المکیۃ مصنفہ احمد رضا بریلوی مطبوعہ لاہور

۸۱- ایضاً

۸۲- المجمل المعدد لتالیفات المجدد از ظفر بہاری

۸۳- ایضاً

۸۴- حیات البریلوی ص ۱۳

۸۵- من ھو احمد رضا ص ۲۵

جناب بریلوی صاحب نے مستقل کوئی کتاب نہیں لکھی۔ وہ فتویٰ نویسی اور عقیدہ توحید کے حاملین کے خلاف تکفیر و تفسیق میں مشغول رہے۔ لوگ ان سے سوالات کرتے اور وہ اپنے متعدد معاونین کی مدد سے ان کے جوابات تیار کرتے اور انہیں کتب و رسائل کی شکل دے کر شائع کروا دیا جاتا۔ بسا اوقات بعض کتب دستیاب نہ ہونے کے باعث سوالات کو دوسرے شہروں میں بھیج دیا جاتا' تاکہ وہاں موجود کتابوں سے ان کے جوابات کو مرتب کیا جا سکے۔ جناب بریلوی ان فتاویٰ کو بغیر تنقیح کے شائع کرواتے۔ اسی وجہ سے ان کے اندر ابہام اور پیچیدگی رہ جاتی اور قارئین کی سمجھ میں نہ آتے۔ جناب بریلوی مختلف اصحاب کے تحریر کردہ فتاویٰ کا کوئی تاریخی نام رکھتے' چنانچہ اسے ان کی طرف منسوب کر دیا جاتا۔

جناب بریلوی کا قلم سوالات کے ان جوابات میں خوب روانی سے چلتا تھا' جن میں توحید و سنت کی مخالفت اور باطل نظریات و عقائد کی نشر و اشاعت ہوتی۔ چند مخصوص مسائل مثلاً علم غیب' حاضر و ناظر' بشر و نور' تصرفات و کرامات اور اس قسم کے دوسرے خرافی امور کے علاوہ باقی مسائل میں جناب بریلوی کا قلم سلاست و روانی سے محروم نظر آتا ہے۔ یہ کہنا کہ ان کی کتب ایک ہزار سے بھی زائد ہیں' انتہائی مضحکہ خیز قول ہے۔

ان کی مشہور تصنیف جسے کتاب کہا جا سکتا ہے' فتاویٰ رضویہ ہے۔ باقی چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ کی آٹھ جلدیں ہیں' ہر ایک جلد مختلف فتاویٰ پر مبنی چھوٹے چھوٹے رسائل پر مشتمل ہے۔

بریلوی حضرات نے اپنے قائد و مؤسس کی تصانیف کی تعداد بڑھانے کے لیے اس میں مندرج رسائل کو مستقل تصانیف ظاہر کیا ہے۔ نمونے کے طور پر ہم فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد میں مندرج رسائل کو شمار کرتے ہیں۔ اس میں ۳۱ رسائل موجود ہیں' جنہیں کتب ظاہر کیا گیا ہے۔۔۔ ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔ الجواد الحلو ۲۔ تنویر القندیل

۳-آخر مسائل
۴-النمیقۃ الانقی
۵-رحب الساعۃ
۶-ہبۃ التحمیر
۷-مسائل اخر
۸-افضل البشر
۹-بارق النور
۱۰-ارتفاع الحجب
۱۱-الطرس المعدل
۱۲-الطلبۃ البدیعۃ
۱۳-برکات الاسماء
۱۴-عطاء النبی
۱۵-النور والنورق
۱۶-سمع الندر
۱۷-حسن التعمم
۱۸-باب العقائد
۱۹-قوانین العلماء
۲۰-الجد السعید
۲۱-مجلی الشمعۃ
۲۲-تبیان الوضوء
۲۳-الدقنہ والتبیان
۲۴-النہی النمیر
۲۵-الظفر لقول زفر
۲۶-المطر السعید
۲۷-لمع الاحکام
۲۸-المعلم الطراز
۲۹-نبہ القوم
۳۰-اجلی الاعلام
۳۱-الاحکام والعلل

چند سو صفحات پر مشتمل ایک جلد میں موجود ۳۱ رسائل کو بریلوی حضرات نے اپنے اعلیٰ حضرت کی ۳۱ تصنیفات ظاہر کیا ہے۔ (۸۶)

یہ کہہ دینا کہ فلاں شخص نے ایک ہزار' دو ہزار یا اس سے بھی زیادہ کتابیں تصنیف کی ہیں' سہل ہے--- مگر اسے ثابت کرنا آسان نہیں۔ بریلوی حضرات بھی اسی مخمصے کا شکار نظر آتے ہیں۔

خود اعلیٰ حضرت فرمارہے ہیں کہ ان کی کتابوں کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے۔ (۸۷)

۸۶- ملاحظہ ہو المجمل المعدد لتالیفات المجدد

۸۷-الدولۃ المکیہ ص ۱۰

ان کے ایک صاحبزادے کہہ رہے ہیں کہ ۴۰۰[88] کے لگ بھگ ہیں۔[89]

ان کے ایک خلیفہ ظفر الدین بہاری رضوی جب ان تصنیفات کو شمار کرنے بیٹھے' تو ۳۵۰ رسالوں سے زیادہ نہ گنوا سکے۔[90]

ایک اور صاحب نے ۵۴۸ تک تصنیفات شمار کیں۔[91]

اب ذرا یہ لطیفہ بھی سن لیجئے کہ انہوں نے کس طرح یہ تعداد پوری کی ہے۔ انوار رضا میں ان کی جو تصنیفات شمار کی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہاں ذکر کی جاتی ہیں' تاکہ قارئین پر کثرت تصانیف کے دعوے کا سربستہ راز منکشف ہو سکے۔

۱۔ حاشیہ صحیح بخاری
۲۔ حاشیہ صحیح مسلم
۳۔ حاشیہ النسائی
۴۔ حاشیہ ابن ماجہ
۵۔ حاشیہ التقریب
۶۔ حاشیہ مسند امام اعظم
۷۔ حاشیہ مسند احمد
۸۔ حاشیہ الطحاوی
۹۔ حاشیہ خصائص کبری
۱۰۔ حاشیہ کنز العمال
۱۱۔ حاشیہ کتاب الاسماء والصفات
۱۲۔ حاشیہ الاصابہ
۱۳۔ حاشیہ موضوعات کبیر
۱۴۔ حاشیہ شمس بازعہ
۱۵۔ حاشیہ عمدۃ القاری
۱۶۔ حاشیہ فتح الباری
۱۷۔ حاشیہ نصب الرایہ
۱۸۔ حاشیہ فیض القدیر
۱۹۔ حاشیہ اشعۃ اللمعات
۲۰۔ حاشیہ مجمع بحار الانوار
۲۱۔ حاشیہ تہذیب التہذیب
۲۲۔ حاشیہ مسامرہ ومسابرہ
۲۳۔ حاشیہ تحفۃ الاخوان
۲۴۔ حاشیہ مفتاح السعادۃ

۸۸۔ یعنی چند صفحات پر مشتمل چھوٹے چھوٹے رسالوں سمیت

۸۹۔ الدولۃ المکیۃ ص ۱۱

۹۰۔ ملاحظہ ہو المجمل المعدد

۹۱۔ انوار رضا ص ۳۲۵

۲۵- حاشیہ کشف الغمہ
۲٦- حاشیہ میزان الشریعۃ
۲۷- حاشیہ الہدایہ
۲۸- حاشیہ بحر الرائق
۲۹- حاشیہ منیۃ المصلی
۳۰- حاشیہ رسائل شامی
۳۱- حاشیہ الطحطاوی
۳۲- حاشیہ فتاوی خانیہ
۳۳- حاشیہ فتاوی خیراتیہ
۳۴- حاشیہ فتاوی عزیزیہ
۳۵- حاشیہ شرح شفا
۳٦- حاشیہ کشف الظنون
۳۷- حاشیہ تاج العروس
۳۸- حاشیہ الدر المکنون
۳۹- حاشیہ اصول الہندسہ
۴۰- حاشیہ سنن الترمذی
۴۱- حاشیہ تیسیر شرح جامع الصغیر
۴۲- حاشیہ کتاب الاثار
۴۳- حاشیہ سنن دارمی
۴۴- حاشیہ ترغیب والترہیب
۴۵- حاشیہ نیل الاوطار
۴٦- حاشیہ تذکرۃ الحفاظ
۴۷- حاشیہ ارشاد الساری
۴۸- حاشیہ مرعاۃ المفاتیح
۴۹- حاشیہ میزان الاعتدال
۵۰- حاشیہ العلل المتناہیہ
۵۱- حاشیہ شرح فقہ اکبر
۵۲- حاشیہ کتاب الخراج
۵۳- حاشیہ بدائع الصنائع
۵۴- حاشیہ کتاب الانوار
۵۵- حاشیہ فتاوی عالمگیری
۵٦- حاشیہ فتاوی بزازیہ
۵۷- حاشیہ شرح زرقانی
۵۸- حاشیہ میزان الافکار
۵۹- حاشیہ شرح چغمینی

یعنی وہ تمام کتب جو احمد رضا صاحب کے پاس تھیں اور ان کے زیر مطالعہ رہتیں اور انہوں نے ان کتب کے چند صفحات پر تعلیقاً کچھ تحریر کیا' ان کتابوں کو بھی اعلیٰ حضرت صاحب کی تصنیفات شمار کیا گیا ہے-

اس طرح تو کسی شخص کے بارے میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس کی تصنیفات ہزاروں ہیں--

میری لائبریری میں پندرہ ہزار سے زائد کتب موجود ہیں- فرق سے متعلقہ ہزاروں کتب میرے زیر مطالعہ رہ چکی ہیں- خود البریلویہ کی تصنیف کے لیے میں نے ۳۰۰ سے زائد کتب ورسائل کا مطالعہ کیا ہے-

اور تقریباً ہر کتاب کے حاشیہ پر تعلیقات بھی لکھی ہیں- اس حساب سے میری تصنیفات ہزاروں سے متجاوز ہو جاتی ہیں-

اگر معاملہ یہی ہو تو اس میں فخر کی بات کون سی ہے؟ آخر میں پھر ہم اس سلسلے میں بریلوی حضرات کے متضاد اقوال کو دہراتے ہیں- خود احمد رضا صاحب فرماتے ہیں کہ ان کی کتب کی تعداد ۲۰۰ ہے-(۹۲)

ان کے ایک خلیفہ کا ارشاد ہے ۳۵۰ ہے-(۹۳)

بیٹے کا قول ہے ۴۰۰ ہے-(۹۴)

انوار رضا کے مصنف کہتے ہیں ۵۴۸ ہے-(۹۵)

بہاری صاحب کا کہنا ہے ۶۰۰ ہے-(۹۶)

ایک صاحب کا فرمان ہے کہ ایک ہزار ہے-(۹۷)

اعلیٰ حضرت صاحب کی تمام وہ کتب ورسائل جو آج تک چھپی ہیں' ان کی تعداد ۱۲۵ سے زائد نہیں-(۹۸)

اور یہ وہی ہیں جن کے مجموعے کا نام فتاویٰ رضویہ ہے- یہاں ہم بریلوی حضرات کی ایک اور کذب بیانی نقل کرتے ہیں- مفتی برہان الحق قادری کہتے ہیں:

۹۲- الدولۃ المکیۃ ص ۱

۹۳- المجمل المعدد

۹۴- الدولۃ المکیۃ ص ۱۱

۹۵- الدولۃ المکیۃ ۳۲۳

۹۶- حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۳

۹۷- ضمیمہ المعتقد المتقلد ایضاً من ہو احمد رضا ص ۲۵

۹۸- انوار رضا ص ۳۲۵

"اعلیٰ حضرت کے مجدد ہونے کی شہادت آپ کا مجموعہ فتاویٰ ہے' جو بڑی تقطیع کی بارہ جلدوں میں ہے اور ہر جلد میں ایک ہزار صفحات سے زائد ہیں۔"(۹۹)

اس بات سے قطع نظر کہ ان فتاویٰ کی علمی وقعت کیا ہے' ہم ان کی کذب بیانی کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں۔

اولاً' یہ کہنا کہ اس کی بارہ جلدیں ہیں' سراسر غلط ہے۔ اس کی صرف آٹھ جلدیں ہیں۔

ثانیاً' بڑی تقطیع کی صرف ایک جلد ہے۔ تمام جلدوں کے متعلق کہنا کہ وہ بڑی تقطیع کی ہیں' یہ بھی واضح جھوٹ ہے۔

ثالثاً' ان میں سے کوئی بھی ایک ہزار صفحات پر مشتمل نہیں ہے۔ بڑی تقطیع والی جلد کے کل صفحات ۲۶۴ ہیں' باقی جلدوں کے صفحات پانچ چھ سو صفحات سے زیادہ نہیں۔ بہر حال ایک ہزار صفحات کسی جلد کے بھی نہیں ہیں۔

ہم نے تصنیفات کے موضوع کو اس قدر تفصیل سے اس لیے ذکر کیا ہے' تاکہ معلوم ہو سکے کہ بریلوی حضرات جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی تعریف و توصیف میں کس قدر مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ فتاویٰ نویسی میں جناب احمد رضا صاحب اکیلے نہ تھے' بلکہ ان کے متعدد معاونین بھی تھے۔ ان کے پاس استفتاء کی شکل میں سوالات آتے تو وہ ان کا جواب اپنے معاونین کے ذمے لگا دیتے۔ جناب بریلوی اپنے معاونین کو دوسرے شہروں میں بھی بھیجتے۔(۱۰۰)

ظفر الدین بہاری نے اپنے اعلیٰ حضرت کا ایک خط بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے' جو اس موضوع کو سمجھنے میں کافی حد تک ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ جناب احمد رضا صاحب اپنے کسی ایک معاصر کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

۹۹۔ اعلیٰ حضرت بریلوی از بستوی ص ۱۸۰

۱۰۰۔ ملاحظہ ہو حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۴۴

"تفسیر روح المعانی کون سی کتاب ہے' اور یہ آلوسی بغدادی کون ہیں؟ اگر ان کے حالات زندگی آپ کے پاس ہوں تو مجھے ارسال کریں- نیز مجھے "المدارک" کی بعض عبارتیں بھی درکار ہیں!"(۱۰۱)

کسی اور مسئلے کا ذکر کر کے ایک اور خط میں لکھتے ہیں:

"مجھے درج ذیل کتب کی فلاں مسئلے کے متعلق پوری عبارتیں درکار ہیں- اگر آپ کے پاس ہوں تو بہت بہتر' ورنہ پٹنہ جا کر ان کتابوں میں سے عبارتیں نقل کر کے ارسال کر دیں- کتب درج ذیل ہیں:

۱- فتاویٰ تاتارخانیہ
۲- زاد المعاد
۳- عقد الفرید
۴- نزہتہ المجالس
۵- تاج العروس
۶- قاموس
۷- خالق زمخشری
۸- مغرب مطرزی
۹- نہایہ ابن الاثیر
۱۰- مجمع البحار
۱۱- فتح الباری
۱۲- عمدۃ القاری
۱۳- ارشاد الساری
۱۴- شرح مسلم نووی
۱۵- شرح شمائل الترمذی
۱۶- السراج المنیر
۱۷- شرح جامع الصغیر-"(۱۰۲)

بہر حال گزشتہ تمام نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب احمد رضا تنہا فتویٰ نویسی نہیں کرتے تھے- بلکہ ان کے بہت سے معاونین بھی تھے' جو مختلف سوالات کا جواب دیتے- اور ان کے اعلیٰ حضرت انہیں اپنی طرف منسوب کر لیتے-

جہاد کی مخالفت اور استعمار کی حمایت

جناب بریلوی کا دور انگریزی استعمار کا دور تھا- مسلمان آزمائش میں مبتلا تھے' ان کا

۱۰۱- حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۶۶
۱۰۲- ایضاً ص ۲۸۱

عہد اقتدار ختم ہو چکا تھا- انگریز مسلمانوں کے وجود کو ختم کر دینا چاہتے تھے' علماء کو تختہ دار پر لٹکایا جا رہا تھا' مسلمان عوام ظلم و تشدد کا نشانہ بن رہے تھے اور ان کی جائیدادیں ضبط کی جا رہی تھیں' انہیں کالا پانی اور دوسرے عقوبت خانوں میں مختلف سزائیں دی جا رہی تھیں- ان کی شان و شوکت اور رعب و دبدبہ ختم ہو چکا تھا- انگریز مسلمان امت کے وجود کو برصغیر کی سرزمین سے مٹا دینا چاہتے تھے- اس دور میں اگر کوئی گروہ ان کے خلاف صدا بلند کر رہا تھا اور پوری ہمت و شجاعت کے ساتھ جذبہ جہاد سے سرشار ان کا مقابلہ کر رہا تھا' تو وہ وہابیوں کا گروہ تھا-[١٠٣]

انہوں نے علم جہاد بلند کیا' اپنی جائیدادیں ضبط کروائیں' کالا پانی کی سزائیں برداشت کیں' دار و رسن کی عقوبتوں سے دوچار ہوئے اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا' مگر انگریزی استعمار کو تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوئے- اس دور کے وہابی چاہتے تھے کہ برصغیر میں مسلمان سیاسی و اقتصادی طور پر مضبوط ہو جائیں-

اس وقت ضرورت تھی اتفاق و اتحاد کی' مل جل کر جدوجہد کرنے کی' ایک پرچم تلے متحد ہو کر انگریزی استعمار کو ختم کرنے کی- مگر استعمار یہ نہ چاہتا تھا- وہ انہیں ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرا کرنا چاہتا تھا- وہ مسلمانوں کو باہم دست و گریبان دیکھنا چاہتا تھا- اس کے لیے اسے چند افراد درکار تھے' جو اس کے ایجنٹ بن کر مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالیں' انہیں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کر دیں اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے ان کی قوت و شوکت کو کمزور کر دیں- اس مقصد کے لیے انگریز نے مختلف اشخاص کو منتخب کیا' جن میں مرزا غلام احمد قادیانی[١٠٤] اور جناب بریلوی کے مخالفین کے مطابق احمد رضا خان بریلوی صاحب سرفہرست تھے-[١٠٥]

١٠٣- وہابی کا لفظ سب سے پہلے اہل حدیث حضرات کے لئے انگریز نے استعمال کیا' تاکہ وہ انہیں بدنام کر سکیں- وہابی کا لفظ باغی کے معنی میں استعمال ہوتا تھا- بلاشبہ وہابی انگریز کے باغی تھے-

١٠٤- اس کے ثبوت کے لئے ہماری کتاب القادیانیہ ملاحظہ کیجئے!

١٠٥- اس کے لیے ملاحظہ ہوں کتب' بریلوی فتوے' تکفیری افسانے' آئینہ صداقت' مقدمۃ الشہاب الثاقب' مقدمہ رسائل چاندپوری "فاضل بریلوی" وغیرہ-

مرزا غلام احمد قادیانی کی سرگرمیاں تو کسی سے مخفی نہیں، مگر جہاں تک احمد رضا صاحب کا تعلق ہے، ان کا معاملہ ذرا محتاج وضاحت ہے۔ جناب احمد رضا بریلوی صاحب نے استعمار کے مخالفین وہابی حضرات کو سب وشتم اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔ ان وہابیوں کو، جو انگریز کے خلاف محاذ آرا تھے اور ان کے خلاف جہاد میں مصروف تھے، انگریز کی طرف سے ان کی بستیوں پر بلڈوزر چلائے گئے۔[١٠٦] صرف بنگال میں ایک لاکھ وہابی علماء و عوام کو پھانسی کی سزا دی گئی۔[١٠٧]

انگریز مصنف ہنٹر نے اعتراف حقیقت کرتے ہوئے اپنی کتاب Indian Muslims میں کہا ہے:

"ہمیں اپنے اقتدار کے سلسلے میں مسلمان قوم کے کسی گروہ سے خطرہ نہیں۔ اگر خطرہ ہے تو صرف مسلمانوں کے ایک اقلیتی گروہ وہابیوں سے ہے۔ کیونکہ صرف وہی ہمارے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں!"[١٠٨]

جنگ آزادی ١٨٥٧ء کے بعد وہابیوں کے تمام اکابرین کو پھانسی کی سزا دی گئی۔[١٠٩]

١٨٦٣ء تک کا عرصہ ان کے لیے نہایت دشوار تھا۔ اس عرصے میں انگریز کی طرف سے ان پر جو مظالم ڈھائے گئے، ہندوستان کی تاریخ اس کی گواہ ہے۔

وہابی علماء میں سے جن کو قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا، ان میں مولانا جعفر تھانیسری، مولانا عبدالرحیم، مولانا عبدالغفار، مولانا یحییٰ علی صادق پوری، مولانا احمد اللہ اور شیخ الکل مولانا نذیر حسین محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہم سرفہرست ہیں۔

١٠٦- تذکرہ صادق از عبدالرحیم

١٠٧- ملاحظہ ہو کتاب (Wahabi Trils)

١٠٨- انڈین مسلم ص ٣٢

١٠٩- تاریخ اہلحدیث کے متعلق ہم ایک مستقل کتاب تصنیف کریں گے۔ (مصنف)

یہ علامہ مرحوم کے مستقبل کے عزائم میں شامل تھا، لیکن بہت سے دوسرے منصوبوں کی طرح یہ بھی نامکمل رہ گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ!

١١٠- وہابی تحریک ص ٢٩٢

وہابی مجاہدین کی جائیدادیں ضبط کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا۔[110]

وہابیوں کے مکانوں کو مسمار کر دیا گیا اور ان کے خاندانوں کی قبروں تک کو اکھیڑ دیا گیا۔[111] ان کی بلڈنگوں پر بلڈوزر چلا دیے گئے۔[112] وہابی علماء کو گرفتار کر کے انہیں مختلف سزائیں دی گئیں۔ اس ضمن میں شیخ الکل سید نذیر حسین محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی گرفتاری کا واقعہ بہت مشہور ہے[113]

ان وہابیوں کے خلاف زبان استعمال کرنے کے لیے اور "فرق تسد" یعنی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی مشہور انگریزی پالیسی کو کامیاب کرنے کے لیے استعمار نے جناب احمد رضا صاحب کو استعمال کیا' تاکہ وہ مسلمانوں میں افتراق و انتشار کا بیج بو کر ان کے اتحاد کو ہمیشہ کے لیے پارہ پارہ کر دیں۔

اور عین اس وقت' جب کہ انگریز کے مخالفین ان کی حکومت سے نبرد آزما تھے اور جہاد میں مصروف تھے' جناب احمد رضا نے ان جملہ مسلم راہنمایان کا نام لے کر ان کی تکفیر کی' جنہوں نے آزادی کی تحریک کے کسی شعبے میں بھی حصہ لیا۔[114]

وہ جماعتیں' جنہوں نے تحریک آزادئ ہند میں حصہ لیا' ان میں وہابی تحریک کے علاوہ جمعیت علمائے ہند' مجلس احرار' تحریک خلافت' مسلم لیگ' نیلی پوش مسلمانوں میں سے اور آزاد ہند فوج خاص ہندوؤں میں سے اور گاندھی کی کانگرس قابل ذکر ہیں۔

جناب بریلوی آزادئ ہند کی ان تمام تحریکوں سے نہ صرف لا تعلق رہے' بلکہ ان تمام جماعتوں اور ان کے اکابرین کی تکفیر و تفسیق کی۔ ان کے خلاف سب و شتم میں مصروف رہے اور ان میں شمولیت کو حرام قرار دیا۔

۱۱۱۔ تذکرہ صادقہ

۱۱۲۔ ایضاً

۱۱۳۔ وہابی تحریک ۳۱۵

۱۱۴۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو اس کتاب کا باب "بریلویت اور تکفیری افسانے" علاوہ ازیں ان کتابوں کی طرف رجوع کیجئے: آئینہ صداقت' مقدمہ شہاب ثاقب' مقدمہ رسائل چاند پوری' فاضل بریلوی از مسعود احمد بریلوی

جناب احمد رضا تو تحریک خلافت کے دوران ہی وفات پا گئے' ان کے بعد ان کے جانشینوں نے ان کے مشن کو جاری رکھا اور وہابیوں کے علاوہ مسلم لیگ کی شدید مخالفت کی اور لیگی زعماء کے کافر و مرتد ہونے کے فتوے جاری کیے اور اس طرح انہوں نے بالواسطہ طور پر انگریزی استعمار کے ہاتھ مضبوط کیے- جناب احمد رضا کی سرپرستی میں بریلوی زعماء نے مسلمانوں کو ان تحریکوں سے دور رہنے کی تلقین کی اور جہاد کی سخت مخالفت کی- چونکہ شرعاً جہاد آزادی کا دارومدار ہندوستان کے دار الحرب ہونے پر تھا اور اکابرین ملت اسلامیہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے چکے تھے' احمد رضا خاں صاحب نے اس بنا پر جہاد کو منہدم کرنے کے لیے یہ فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے- اور اس کے لیے ۲۰ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ ﴿اعلام الا علام بانّ ہندوستان دارالاسلام﴾ یعنی "اکابرین کو ہندوستان کے دارالاسلام ہونے سے آگاہ کرنا" تحریر کیا-

جناب احمد رضا خاں صاحب نے اس رسالے کے شروع میں جس چیز پر زور دیا' وہ یہ تھا کہ وہابی کافر و مرتد ہیں- انہیں جزیہ لے کر بھی معاف کرنا جائز نہیں- اسی طرح نہ انہیں پناہ دینا جائز' نہ ان سے نکاح کرنا جائز' نہ ان کا ذبیحہ جائز' نہ ان کی نماز جنازہ جائز' نہ ان سے میل جول رکھنا جائز' نہ ان سے لین دین جائز' بلکہ ان کی عورتوں کو غلام بنایا جائے اور ان کے خلاف سوشل بائیکاٹ کیا جائے- اور آخر میں لکھتے ہیں:

﴿قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى یُؤفَكُوْنَ﴾

یعنی "خدا انہیں غارت کرے وہ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں"[115]

یہ رسالہ جناب احمد رضا کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کے لیے کافی ہے- اس سے ان کے مکروہ عزائم کھل کر سامنے آجاتے ہیں کہ وہ کس طرح مجاہدین کی مخالفت کر کے انگریز استعمار کی حمایت و تائید کر رہے تھے- اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر دشمنان دین وملت کا دست وبازو بن چکے تھے-

جس وقت دنیا بھر کے مسلمان ترکی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر

۱۱۵- ملاحظہ ہو اعلام الاعلام بانّ ہندوستان دارالاسلام ص ۱۹' ۲۰

انگریزوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے تھے اور مولانا محمد علی جوہرؒ اور دوسرے اکابرین کی زیر قیادت خلافت اسلامیہ کے تحفظ وبقاء کے لیے انگریزوں سے جنگ لڑ رہے تھے' عین اس وقت جناب احمد رضا انگریزوں کے مفاد میں جانے والی سرگرمیوں میں مصروف ومشغول تھے۔

بلاشبہ تحریک خلافت' انگریزوں کو ان کی بدعہدی پر سزا دینے کے لیے نہایت موثر ثابت ہو رہی تھی۔ تمام مسلمان ایک پرچم تلے جمع ہو چکے تھے۔ علماء و عوام اس تحریک کی حمایت و تائید کر رہے تھے۔ خود ایک بریلوی مصنف اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"۱۹۱۸ء میں جنگ عظیم ختم ہوئی' جرمنی اور اس کے ساتھیوں ترکی اور آسٹریا وغیرہ کو شکست ہوئی' ترکوں سے آزادی ہند کے متعلق ایک معاہدہ طے پایا۔ لیکن انگریزوں نے بدعہدی اور وعدہ خلافی کی' جس پر مسلمانوں کو سخت دھچکا لگا۔ چنانچہ وہ بپھر گئے اور ان کے خلاف ہو گئے۔ اہل سیاست اس فکر میں تھے کہ کسی ترکیب سے انگریزوں کو وعدہ خلافی کی سزا دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ خلافت اسلامیہ کا تحفظ فرائض وواجبات میں سے ہے۔ بس پھر کیا تھا ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔"(۱۱۶)

اور حقیقتاً تحریک خلافت انگریزوں کے خلاف ایک موثر ہتھیار ثابت ہو رہی تھی۔ مسلمان انگریزوں کے خلاف متحد ہو چکے تھے۔ قریب تھا کہ یہ تحریک انگریزی سلطنت کے خاتمے کا باعث بن جاتی۔ اس امر کی وضاحت اہل حدیث جید عالم دین امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے بھی فرمائی ہے۔(۱۱۷)

مگر بریلوی مکتب فکر کے امام ومجدد نے انگریزوں کے خلاف چلنے والی اس تحریک کے اثرات ونتائج کو بھانپتے ہوئے انگریزوں سے دوستی کا ثبوت دیا اور تحریک خلافت کو نقصان پہنچانے کے لیے ایک دوسرا رسالہ "دوام العیش" کے نام سے تالیف کیا'

۱۱۶۔ مقدمہ دوام العیش از مسعود احمد ص ۱۵

۱۱۷۔ ایضاً ص ۱۷

جس میں انہوں نے واضح کیا کہ چونکہ خلافت شرعیہ کے لیے قریشی ہونا ضروری ہے' اس لیے ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ترکوں کی حمایت ضروری نہیں' کیونکہ وہ قریشی نہیں ہیں- اس بنا پر انہوں نے انگریزوں کے خلاف چلائی جانے والی اس تحریک کی بھرپور مخالفت کی اور انگریزی استعمار کی مضبوطی کا باعث بنے-

احمد رضا خاں صاحب تحریک خلافت کے مسلم زعماء کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ترکوں کی حمایت تو محض دھوکے کی ٹٹی ہے- اصل مقصود یہ ہے کہ خلافت کا نام لو- عوام بھڑیں' چندہ خوب ملے اور گنگا و جمنا کی مقدس سرزمینیں آزاد ہوں-"[118]

جناب احمد رضا نے تحریک ترک موالات کی بھی شدید مخالفت کی- کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ یہ تحریک انگریز کے زوال کا باعث بن سکتی ہے-

تحریک ترک موالات کا مقصود یہ تھا کہ انگریزوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے- انہیں ٹیکس وغیرہ کی ادائیگی نہ کی جائے' اور اس کے تحت چلنے والے سرکاری محکموں میں ملازمت نہ کی جائے- غرضیکہ ان کی حکومت کو یکسر مسترد کر دیا جائے' تاکہ وہ مجبور ہو کر ہندوستان کی سرزمین سے نکل جائیں- اس مقصد کے لیے تمام مسلمانوں نے ۱۹۲۰ء میں متحد ہو کر جدوجہد شروع کر دی- جس سے انگریز حکومت کے خلاف ایک فتنہ کھڑا ہو گیا اور وہ متزلزل ہونے لگی- اس تحریک کو گاندھی کے علاوہ جناب احمد رضا نے بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی- اور ایک رسالہ تحریر کر کے اس کی سختی سے ممانعت کی اور اس تحریک کے سرکردہ راہنماؤں کے خلاف کفر کے فتوے صادر کیے-

چنانچہ وہ اس مقصد کے لیے تحریر کئے گئے رسالے ﴿والمحجته الموتمنه فی آیة الممتحنة﴾ میں اعتراف کرتے ہیں-

"اس تحریک کا ہدف انگریز سے آزادی کا حصول ہے-"[119]

۱۱۸- دوام العیش ص ۶۳ مطبوعہ بریلی و ص ۹۵ مطبوعہ لاہور

۱۱۹- المحجته الموتمنه از احمد رضا ص ۱۵۵

نیز اس رسالے میں جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں:

"ہم مسلمانان ہند پر جہاد فرض نہیں[120]- اور جو اس کی فرضیت کا قائل ہے' وہ مسلمانوں کا مخالف ہے اور انہیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے-"[121]

نیز لکھتے ہیں:

"حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جہاد سے استدلال کرنا جائز نہیں' کیونکہ ان پر جنگ مسلط کی گئی تھی- اور حاکم وقت پر اس وقت تک جہاد فرض نہیں' جب تک اس میں کفار کے مقابلے کی طاقت نہ ہو- چنانچہ ہم پر جہاد کیسے فرض ہو سکتا ہے' کیونکہ ہم انگریز کا مقابلہ نہیں کر سکتے-"[122]

مسلمانوں کو جہاد و قتال' نیز انگریز سے محاذ آرائی سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یَا یُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ﴾

یعنی "اے ایماندارو' تم اپنے آپ کے ذمہ دار ہو- کسی دوسرے شخص کا گمراہ ہونا تمہارے لیے نقصان دہ نہیں ہو سکتا' بشرطیکہ تم خود ہدایت پر گامزن ہو-"[123]

یعنی ہر مسلمان انفرادی طور پر اپنی اصلاح کرے' اجتماعی جدوجہد کی کوئی ضرورت نہیں!

اور اپنے رسالہ کے آخر میں ان تمام راہنماؤں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے' جو انگریزی استعمار کے مخالف اور تحریک ترک موالات کے حامی تھے-[124]

جناب احمد رضا نے جہاد کے منہدم کرنے کا فتویٰ اپنے رسالے "دوام العیش"

۱۲۰- مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی فتویٰ تھا-

۱۲۱- المحجتہ الموتمنتہ ص ۲۰۸

۱۲۲- ایضاً ص ۲۱۰

۱۲۳- ایضاً ص ۲۰۶

۱۲۴- ملاحظہ ہو خاتمۃ الکتاب ص ۲۱۱

میں بھی دیا ہے۔لکھتے ہیں:

"مسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں!"(١٢٥)

بہر حال احمد رضا صاحب کے متعلق مشہور ہو گیا تھا کہ وہ استعمار کے ایجنٹ ہیں۔ اور ہر اس تحریک کے مخالف ہیں' جو انگریزوں کے خلاف چلائی جاتی ہے۔

بریلوی اعلیٰ حضرت کے ایک پیروکار لکھتے ہیں:

"مسلمان امام احمد رضا سے بد ظن ہو گئے تھے۔"(١٢٦)

ایک اور مصنف لکھتے ہیں:

"مسئلہ خلافت سے ان کو اختلاف تھا۔ انتقال کے قریب ان کے خلاف مسلمانوں میں بہت چرچا ہو گیا تھا اور ان کے مرید اور معتقد اختلاف خلافت کے سبب ان سے برگشتہ ہو گئے تھے۔"(١٢٧)

بہر حال عین اس وقت' جب کہ مسلمانوں کو متحد ہو کر انگریزی استعمار کے خلاف جدوجہد کرنے کی ضرورت تھی' جناب احمد رضا خاں صاحب انگریزوں کے مفاد کے لیے کام کر رہے تھے۔

اگر یہ نہ بھی کہا جائے کہ احمد رضا خاں صاحب انگریز کے ایجنٹ تھے' تب بھی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان کی تمام تر سرگرمیاں مسلمانوں کے خلاف اور انگریز کے مفاد میں تھیں۔ کیونکہ انہوں نے مجاہدین کی تو مخالفت کی' مگر انگریز کے حامی و موید رہے۔

مستشرق فرانسس رابنس نے جناب احمد رضا صاحب کے متعلق لکھا ہے:

"احمد رضا بریلوی انگریزی حکومت کے حامی رہے۔ انہوں نے پہلی جنگ عظیم میں بھی انگریزی حکومت کی حمایت کی۔ اسی طرح تحریک خلافت میں بھی ١٩٢١ء میں وہ

١٢٥۔ دوام العیش ص ٤٦

١٢٦۔ مقدمہ دوام العیش ص ١٨

١٢٧۔ کتابی دنیا مقالہ حسن نظامی ص ٢' از مقدمہ دوام العیش ص ١٨

انگریز کے حامی تھے۔ نیز انہوں نے بریلی میں ان علماء کی کانفرنس بھی بلائی، جو تحریک ترک موالات کے مخالف تھے۔"[۱۲۸]

یہ تھے جناب احمد رضا اور ان کی سرگرمیاں!

وفات

جناب احمد رضا خاں بریلوی کی موت ذات الجنب کے مرض سے واقع ہوئی۔ مرتے وقت انہوں نے چند وصیتیں کیں، جو "وصایا شریف" کے نام سے ایک رسالے میں شائع ہوئیں۔

احمد رضا خاں صاحب نے مرتے وقت کہا:

"میرا دین و مذہب، جو میری کتب سے ظاہر ہے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"[۱۲۹]

نیز انہوں نے کہا:

"پیارے بھائیو! مجھے معلوم نہیں، میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں۔ تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں، جو تم کو بہکانا چاہتے ہیں اور فتنے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ ان سے بچو اور دور بھاگو۔ مثلاً دیوبندی وغیرہ!"[۱۳۰]

اور وصیت کے آخر میں کہا:

"اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں:

۱۲۸-(Indian Muslims) ص ۳۴۴ مطبوعہ کیمبرج یونیورسٹی ۱۹۷۴

۱۲۹-وصایا شریف ص ۱۰ ترتیب حسنین رضا مطبوعہ ہند

۱۳۰-اعلیٰ حضرت بریلوی از بستوی ص ۱۰۵

۱- دودھ کا برف خانہ ساز' اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو-
۲- مرغ کی بریانی
۳- مرغ پلاؤ
۴- خواہ بکری کا شامی کباب
۵- پراٹھے اور بالائی
۶- فیرنی
۷- ارد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم
۸- گوشت بھری کچوریاں
۹- سیب کا پانی
۱۰- انار کا پانی
۱۱- سوڈے کی بوتل
۱۲- دودھ کا برف

اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے' یوں کر دیا کرو' یا جیسے مناسب جانو--- پھر حاشیے میں درج ہے:

"دودھ کا برف دوبارہ پھر بتایا!"

چھوٹے مولانا نے عرض کیا

"اسے تو حضور پہلے لکھا چکے ہیں-"

فرمایا:

"پھر لکھو- ان شاء اللہ مجھے میرا رب صرف برف ہی عطا فرمائے گا-"

اور ایسا ہی ہوا کہ ایک صاحب وقت دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لے آئے!"(۱۳۱)

بریلوی مکتب فکر کے اعلیٰ حضرت کی وفات ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ' بمطابق ۱۹۲۱ء ۶۸

۱۳۱- بستوی ۹' ۱۰

۱۳۲- بستوی ص ۱۱۱

برس کی عمر میں ہوئی-[۱۳۲]

معلوم یہ ہوتا ہے کہ جناب بریلوی کا جنازہ قابل ذکر حاضری سے محروم تھا- بہر حال ہم اس سلسلے میں کوئی حتمی بات نہیں کہہ سکتے- کیونکہ بغیر دلیل کے کوئی حکم لگانا ہم اپنے اسلوب تحریر کے منافی تصور کرتے ہیں- تاہم قرائن و شواہد سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ عوام ان کی تلخ لسانی' بات بات پر تکفیر کے فتووں اور انگریز کی عدم مخالفت کی وجہ سے ان سے متنفر ہو گئے تھے-

اس بات کا اعتراف ایک بریلوی مصنف نے بھی کیا ہے کہ "مسلمان امام احمد رضا سے متنفر ہو گئے تھے-"[۱۳۳]

نیز:

"ان کے مرید و معتقد بھی اختلاف خلافت کے سبب ان سے برگشتہ ہو گئے تھے-"[۱۳۴]

ویسے بھی بریلویت کے پیروکار چونکہ اپنے امام و مجدد کے بارے میں بہت زیادہ غلوو مبالغہ کے عادی ہیں' اگر جنازے کی حاضری کسی عام عالم دین کے جنازے کے برابر بھی ہوتی تو ان کی تصانیف اس سلسلے میں مبالغہ آمیز دعووں سے بھری ہوتیں--- جب کہ انہوں نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی- البتہ بریلوی قوم حاضری کے علاوہ ان کے جنازے کے بارے میں دوسرے چند ایک مبالغوں سے باز نہیں آئی!

مبالغہ آمیزی

ایک صاحب لکھتے ہیں:

"جب امام احمد رضا صاحب کا جنازہ اٹھایا گیا تو کچھ لوگوں نے دیکھا کہ اسے

۱۳۲- مقدمہ دوام العیش از مسعود احمد ص ۱۸

۱۳۳- ایضاً

فرشتوں نے اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔"(۱۳۵)

بستوی صاحب فرماتے ہیں کہ امام احمد رضا کی وفات کے بعد ایک عرب بزرگ تشریف لائے' انہوں نے کہا:

"۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی!

خواب میں نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ حضور ﷺ جلوہ افروز ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں۔ لیکن مجلس پر ایک سکوت طاری ہے۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا انتظار ہے۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا ﴿فداك ابی و امی﴾ کس کا انتظار ہے؟

فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے۔

میں نے عرض کیا' احمد رضا کون ہیں؟

فرمایا "ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں!" بیداری کے بعد مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا۔ میں ہندوستان آیا اور بریلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے' اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی!"(۱۳۶)

بارگاہ رسالت میں بریلوی حضرات نے اپنے امام کی مقبولیت کو ثابت کرنے کے لیے جن من گھڑت واقعات اور دعووں کا سہارا لیا ہے' ان میں سے ایک "وصایا شریف" میں بھی درج ہے۔ ان کے بھتیجے حسنین رضا بیان کرتے ہیں کہ:

"تاجدار مدینہ ﷺ کے قربان' مدینہ طیبہ سے سرکاری عطا (زمزم شریف اور مدینہ کا عطر) عین غسل شریف کے وقت پر پہنچا۔ وصال محبوب (یعنی حضور ﷺ) کے لیے وہ (یعنی احمد رضا) آپ کی خوشبوؤں سے بسے ہوئے سدھارے۔"(۱۳۷)

یعنی نبی اکرم ﷺ نے احمد رضا کو غسل دینے کے لیے خصوصی طور پر آب زمزم اور عطر کسی حاجی کے ہاتھ ارسال کیا تاکہ احمد رضا صاحب حضور ﷺ سے

۱۳۵۔ انوار رضا ص ۲۷۲' ایضاً روحوں کی دنیا مقدمہ ص ۲۲

۱۳۶۔ بستوی ص ۱۲۱' فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ المقدمہ ص ۱۳

۱۳۷۔ وصایا شریف ص ۱۹

ملاقات کے وقت مدینہ منورہ کی خوشبو سے معطر ہوں۔العیاذ باللہ!

اگر مبالغات کا ذکر شروع ہو ہی گیا ہے' تو مناسب ہے کہ چند مزید مبالغہ آمیز اقوال ذکر کر دیئے جائیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں گستاخی پر مبنی کسی بریلوی کا قول ہے:

"میں نے بعض مشائخ کو کہتے سنا ہے' امام احمد رضا کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔"(۱۳۸) (معاذ اللہ)

اور:

گزشتہ دو صدی کے اندر کوئی ایسا جامع عالم نظر نہیں آتا۔"(۱۳۹)

ایک اور بریلوی مصنف ارشاد کرتے ہیں:

"آپ کی علمی جلالت اور علمی کمال کی کوئی نظیر نہیں۔ امام احمد رضا صاحب اپنے علم اور اصابت رائے میں منفرد تھے۔"(۱۴۰)

اور:

"امام احمد رضا صاحب نے دین کی تعلیمات کو از سر نو زندہ کیا۔"(۱۴۱)

"فتاویٰ رضویہ میں ہزارہا مسائل ایسے(۱۴۲) ہیں جن سے علماء کے کان بھی آشنا نہیں۔"(۱۴۳)

"اگر امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فتاوی رضویہ کو دیکھ لیتے تو اس کے مؤلف کو اپنے جملہ اصحاب میں شامل فرما لیتے۔"(۱۴۴)

۱۳۸۔وصایا شریف ص ۲۴ ترتیب حسنین رضا

۱۳۹۔ایضاً

۱۴۰۔شرح الحقوق۔مقدمہ ص ۸

۱۴۱۔ایضاً ص ۷

۱۴۲۔جی ہاں! احکام و مسائل کے نام پر قصے کہانیوں سے واقعی علماء کے کان آشنا نہیں!

۱۴۳۔بہار شریعت جلد ا ص ۳

۱۴۴۔مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ ص ۴

ایک دوسرے بریلوی مصنف کا کہنا ہے:

"امام احمد رضا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ تھے۔"(۱۴۵)

ایک اور بریلوی مصنف کی مبالغہ آراء ہیں:

"امام احمد رضا کے دماغ میں امام ابو حنیفہ کی مجتہدانہ ذہانت' ابو بکر رازی کی عقل اور قاضی خاں کا حافظہ تھا۔"(۱۴۶)

بریلوی حضرات نے خلفائے راشدینؓ کی توہین کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے امام و مجدد کو "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" کا مصداق ٹھہراتے ہوئے بڑی ڈھٹائی سے لکھا ہے:

"امام احمد رضا حق میں صدیق اکبر کا پرتو' باطل کو چھانٹنے میں فاروق اعظم کا مظہر' رحم و کرم میں ذوالنورین کی تصویر اور باطل شکنی میں حیدری شمشیر تھے۔"(۱۴۷) معاذاللہ!

اس پر بھی مستزاد:

"اعلیٰ حضرت معجزات نبی ﷺ میں سے ایک معجزہ تھے۔"(۱۴۸)

قارئین کو علم ہونا چاہئے کہ معجزہ اس خرق عادت شے کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبیؑ کے ہاتھوں پر صادر ہو۔ اب یہ تو بریلوی حضرات ہی بتا سکتے ہیں کہ کیا احمد رضا کی ذات کی پیدائش یا ان کی صفات اور خصائل خلاف عادت تھیں؟ اور پھر چودھویں صدی میں ان کا وجود نبی اکرم ﷺ کا معجزہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جناب بریلوی کے اس معتقد نے تو انہیں معجزہ ہی کہا تھا۔ ان کے ایک اور پیروکار نے تو انہیں واجب الاطاعت نبی کے مقام پر فائز قرار دے دیا۔ وہ کہتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت زمین میں اللہ تعالیٰ کی حجت تھے!"(۱۴۹)

۱۴۵۔ مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ۵

۱۴۶۔ مقدمہ فتاویٰ رضویہ ص ۲۱۰

۱۴۷۔ ایضاً ص ۲۶۳

۱۴۸۔ ایضاً

۱۴۹۔ ایضاً ص ۳۰۳

اب ظاہر ہے' اللہ تعالیٰ کی حجت تو نبی کی ذات ہی ہوتی ہے- بریلوی حضرات سمجھانا یہ چاہتے ہیں کہ اگر جناب خاں صاحب کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا' ان کی بات کو ٹھکرایا گیا اور ان کی اتباع اور اطاعت سے انکار کیا گیا' تو یہ رب کائنات کی طرف سے پیش کی جانے والی دلیل و حجت کو ٹھکرانے کے مترادف ہو گا-

ان تمام مبالغہ آمیز دعووں سے ثابت ہوتا ہے کہ خاں صاحب بریلوی کے متبعین ان کی ذات کو مقدس قرار دینے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں ہیں- ہم گزشتہ صفحات میں یہ بیان کر آئے ہیں کہ بریلوی حضرات اپنے مجدد اعلیٰ حضرت کو غلطیوں سے مبرا اور معصوم عن الخطاء سمجھتے ہیں- اور بلاشبہ "عصمت" انبیائے کرامؑ کی خاصیت ہے اور انبیائے کرامؑ کے علاوہ کسی امتی کو معصوم سمجھنا ختم نبوت سے انکار کے مترادف ہے- اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت کی توفیق عطا فرمائے اور سوء الاعتقادی سے محفوظ رکھے- آمین!

گزشتہ غلو آمیز دعووں کے علاوہ چند اور مبالغات کا ذکر کر کے ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں- کہا جاتا ہے کہ:

ساڑھے تین برس کی عمر میں جناب احمد رضا ایک بازار سے گزر رہے تھے- انہوں نے صرف ایک بڑا سا کرتہ زیب تن کیا ہوا تھا سامنے سے طوائفیں آ رہی تھیں- انہوں نے اپنا کرتہ اٹھایا اور دامن سے آنکھیں چھپا لیں-

طوائفوں نے کہا "واہ منے میاں! آنکھیں تو چھپا لیں' مگر ستر ننگا کر دیا-"

ساڑھے تین برس کی عمر میں بریلویت کے مؤسس نے جواب دیا: "جب نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے' اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے-"[150]

اب ان سے کون پوچھے کہ ساڑھے تین برس کی عمر میں خاں صاحب کو کیسے علم ہو گیا کہ آنے والی عورتیں طوائفیں ہیں؟ اور پھر جس بچے نے ابھی اپنا ستر ڈھانپنا شروع نہ کیا ہو' اسے نظر اور دل کے بہکنے سے ستر کے بہکنے کا جنسی راز کیسے معلوم ہو گیا؟

۱۵۰- سوانح اعلیٰ حضرت از بدر الدین ص ۱۱۰' و انوار رضا

لیکن جھوٹ بولنے کے لیے عقل و خرد کا ہونا تو ضروری نہیں!

بریلوی حضرات کہتے ہیں:

''امام احمد رضا کے علمی دبدبے سے یورپ کے سائنسدان اور ایشیا کے فلاسفر لرزتے رہے!''(۱۵۱)

نیز:

''اعلیٰ حضرت کو خداداد قوت حافظہ سے ساری چودہ سو برس کی کتابیں حفظ تھیں' ان کے بلند مقام کو بیان کرنے کے لیے اہل لغت لفظ پانے سے عاجز رہے ہیں۔''(۱۵۲)

نیز:

''اعلیٰ حضرت جب حج کے لیے تشریف لے گئے' تو انہیں مسجد خیف میں مغفرت کی بشارت دی گئی۔''(۱۵۳)

بریلوی شاعر ایوب علی رضوی اپنے قصیدہ میں کہتا ہے

اندھوں کو بینا کر دیا بہروں کو شنوا کر دیا
دین نبی زندہ کیا یا سیدی احمد رضا
امراض روحانی و نفسانی امت کے لیے
در ہے تیرا دار الشفاء یا سیدی احمد رضا
یا سیدی یا مرشدی یا مالکی یا شافعی
اے دستگیر راہنما یا سیدی احمد رضا
جب جان کنی کا وقت ہوا اور رہزنی شیطاں کرے
حملہ سے اس کے لے بچا یا سیدی احمد رضا
احمد کا سایہ غوث پر اور تجھ پر سایہ غوث کا

۱۵۱۔ روحوں کو دنیا ص ۲۶

۱۵۲۔ انوار رضا ص ۶۵

۱۵۳۔ حیات اعلیٰ حضرت از ظفر الدین بہاری ص ۱۲' ایضاً انوار رضا ص ۲۳۵

اور ہم پہ ہے سایہ تیرا یا سیدی احمد رضا
احمد پہ ہو رب کی رضا احمد کی ہو تجھ پر رضا
اور ہم پہ ہو تیری رضا یا سیدی احمد رضا!(۱۵۴)

ان کے ایک اور شاعر ہرزہ سرا ہیں

"خلق کے حاجت روا احمد رضا
ہے میرا مشکل کشا احمد رضا
کون دیتا ہے مجھ کو کس نے دیا؟
جو دیا تم نے دیا احمد رضا!
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا
ہاں مدد فرما شاہ احمد رضا
حشر میں جب ہو قیامت کی تپش
اپنے دامن میں چھپا احمد رضا
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا
قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے
ہو مرا مشکل کشا احمد رضا
تو ہے داتا اور میں منگتا ترا
میں ترا ہوں اور تو مرا احمد رضا!"(۱۵۵)

یہ ہیں جناب بریلوی اور ان کے پیروکار! اور یہ ہیں ان کی پھیلائی ہوئی تعلیمات! غلو اور مبالغہ آمیزی میں اس قوم کی کوئی نظیر نہیں' ہر آنے والا جانے والے کو اس طرح کی شرکیہ خرافات سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوا نظر آتا ہے- اللہ تعالیٰ اس قوم کو راہ راست پر آنے کی توفیق عطا فرمائے!

۱۵۴-مدائح اعلیٰ حضرت از ایوب علی رضوی ص ۵

۱۵۵-نفخته الروح از ایوب رضوی ص ۷ '۴ '۸ '۴

خود جناب بریلوی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان میں مبالغہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کریں اقطاب عالم کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا (۱۵۶)

اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں! (۱۵۷)

نیز:

"میرا سینہ ایک صندوق ہے کہ جس کے سامنے کسی علم کا بھی سوال پیش کیا جائے' فوراً جواب مل جائے گا۔" (۱۵۸)

احمد رضا صاحب ایک طرف تو اپنے بارے میں اس قدر مبالغہ آرائی سے کام لے رہے' اور دوسری طرف اپنے آپ کو دائرہ انسانیت سے خارج کرتے ہوئے نغمہ سرا ہیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں (۱۵۹)

مزید:۔

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا (۱۶۰)

ایک مرتبہ خاں صاحب بریلوی کے پیر صاحب نے رکھوالی کے لیے اچھی نسل

۱۵۶- حدائق بخشش از بریلوی ص ۷

۱۵۷- انوار رضا ص ۳۱۹ وایضاً حدائق بخشش

۱۵۸- مقدمہ شرح الحقوق ص ۸

۱۵۹- ایضاً ص ۱۱' حدائق بخشش ص ۴۳

۱۶۰- حدائق بخشش ص ۵

کے دو کتے منگوائے' تو جناب بریلوی اپنے دونوں بیٹوں کو لیے اپنے پیر صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

"میں آپ کی خدمت میں دو اچھی اور اعلیٰ قسم کے کتے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ انہیں قبول فرمالیجئے!"(۱۶۱)

تو یہ ہیں جناب احمد رضا خاں بریلوی صاحب کی شخصیت کے دونوں پہلو' ایک طرف تو وہ امام' غوث' قطب اور قاضی الحاجات وغیرہ کے القاب سے متصف ہیں۔ اور دوسری طرف شرف انسانیت سے بھی گرے ہوئے اور انسان کی بجائے ایک ناپاک جانور سے خود کو تشبیہ دینے پر فخر محسوس کر رہے ہیں!

اس باب کے آخر میں ہم بریلوی مذہب کے چند اکابرین کا ذکر کر کے اس باب کو ختم کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک نعیم الدین مراد آبادی ہیں۔

یہ ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ یہ جناب بریلوی کے ہم عصروں میں سے تھے۔ انہوں نے بھی جناب بریلوی کی طرح توحید و سنت کی مخالفت' شرک و بدعت کی حمایت اور غیر شرعی رسم و رواج کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا ایک مدرسہ بھی تھا' جس کا نام شروع میں "مدرسہ اہل السنۃ" تھا۔ بعد میں تبدیل کر کے "جامعہ نعیمیہ" رکھ دیا گیا۔ اس مدرسے سے فارغ ہونے والے نعیمی کہلاتے ہیں۔ ان کی تالیفات میں "خزائن العرفان" جسے بعد میں جناب احمد رضا خاں صاحب کے ترجمہ قرآن کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔۔۔ "اطیب البیان"(۱۶۲) جو شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تصنیف "تقویۃ الایمان" کے جواب میں لکھی گئی' اور "الکلمۃ العلیا" قابل ذکر ہیں۔

ان کی وفات ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔(۱۶۳) بریلوی حضرات انہیں "صدر الافاضل" کے

۱۶۱۔ انوار رضا ص ۲۳۸

۱۶۲۔ اس کتاب کا رد مراد آباد ہی کے اہل حدیث مشہور عالم دین مولانا عزیز الدین مراد آبادی مرحوم نے اپنی کتاب "اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان" میں کیا ہے۔ اور نعیم الدین صاحب کے استدلالات کو باطل ثابت کیا ہے۔

۱۶۳۔ ملاحظہ ہو "تذکرہ علمائے اہل سنت اور حیات صدر الافاضل وغیرہ

لقب سے موسوم کرتے ہیں۔

بریلوی زعماء میں سے امجد علی بھی ہیں۔ یہ ہندوستان کے صوبہ اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے اور مدرسہ حنفیہ جون پور میں تعلیم حاصل کی۔ جناب امجد علی احمد رضا صاحب کے بھی کچھ عرصہ تک زیر تربیت رہے اور ان کے مذہب کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کی تصنیف "بہار شریعت" بریلوی فقہ کی مستند کتاب ہے' جس میں احمد رضا صاحب کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی احکام و مسائل کی توضیح کی گئی ہے۔

ان کی وفات ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔[۱۶۴]

ان کے اکابرین میں سے دیدار علی بھی ہیں' جو نواب پور میں ۱۲۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور احمد علی سہارن پوری سے تعلیم حاصل کی' اور ۱۲۹۳ھ میں فارغ ہونے کے بعد مستقل طور پر لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے:

> "مولانا دیدار علی نے لاہور شہر کو وہابیوں اور دیو بندیوں کے زہریلے عقائد سے محفوظ رکھا۔ ان کی وفات ۱۹۳۵ء میں ہوئی"[۱۶۵]
>
> ان کی تالیفات میں تفسیر میزان الادیان اور علامات وہابیہ قابل ذکر ہیں۔"

ان میں سے حشمت علی بھی ہیں۔ یہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے' ان کے والد سید عین القضاۃ کے مریدوں میں سے تھے۔ یہ جناب بریلوی کے مدرسے منظر اسلام میں زیر تعلیم رہے۔ انہوں نے امجد علی صاحب سے بھی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۴۰ھ میں فارغ ہوئے۔ اس طرح انہوں نے احمد رضا صاحب کے بیٹے سے بھی سند لی اور بعد میں جناب بریلوی کی تعلیمات پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔ احمد رضا صاحب کے بیٹے نے انہیں "غیظ المنافقین" کے لقب سے نوازا۔

۱۶۴۔ حاشیہ الاستمداد ص ۹۰'۹۱

۱۶۵۔ ایضاً ص ۹۴' تذکرہ علمائے اہل سنت ۸۳

۱۳۸۰ھ میں سرطان میں مبتلا ہوئے اور بیلی بھیت میں وفات پائی۔[۱۶۶]

ان کے قائدین میں سے احمد یار نعیمی بھی ہیں۔ یہ بدایون میں ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے دیوبندیوں کے مدرسے "المدرستہ الاسلامیہ" میں پڑھتے رہے' پھر یہ نعیم الدین مراد آبادی کے ہاں چلے گئے اور ان سے تعلیم مکمل کی۔ مختلف شہروں میں گھومنے پھرنے کے بعد گجرات میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور وہاں "جامعہ غوثیہ نعیمیہ" کے نام سے ایک مدرسے کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے اپنی کتاب "جاء الحق" میں جناب بریلوی کے مذہب کی تائید اور متبعین کتاب و سنت کی مخالفت میں کافی زور لگایا ہے۔

جناب احمد یار نے احمد رضا صاحب کے ترجمہ قرآن پر "نور العرفان" کے نام سے حاشیہ بھی لکھا ہے جس میں اپنے پیشرو قائدین کی طرح بڑے شدومد سے قرآن کریم کی بہت سی آیات کی تاویل و معنوی تحریف سے کام لیا گیا ہے۔

اسی طرح ان کی دو معروف کتابیں "رحمتہ الالہٰ بوسیلتہ الاولیاء" اور "سلطنتہ مصطفٰی" بھی ہے۔ ان کی وفات ۱۹۷۱ء میں ہوئی![۱۶۷]

یہ تھے بریلوی مذہب کے زعماء' جنہوں نے اس مذہب کے اصول اور ضوابط وضع کیے اور جناب بریلوی کے لگائے ہوئے پودے کو پروان چڑھایا۔

اگلے باب میں ہم ان کے عقائد کو بیان کریں گے۔ واللہ الموفق!

۔ تذکرہ علمائے اہل سنت از محمود بریلوی ص ۸۲ مطبوعہ کانپور

۱۔ تذکرہ اکابر اہل السنہ ص ۵۹' ۵۸ از اشرف قادری' الیواقیت المھریہ ص ۲۹' سیرۃ سالک از کوکب

باب ۲

بریلوی عقائد

بریلوی حضرات کے چند امتیازی عقائد ہیں جو انہیں برصغیر میں موجود حنفی فرقوں سے بالعموم جدا کرتے ہیں- ان کے اکثر عقائد شیعہ حضرات سے مشابہت رکھتے ہیں- یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ بریلویت تسنن سے زیادہ تشیع کے قریب ہے' البتہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کون کس سے متاثر ہے؟ ان کے عقائد کو بیان کرنے سے قبل ہم قارئین کے لیے دو باتوں کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں:

(ا) وہ مخصوص عقائد جو بریلوی حضرات اختیار کیے ہوئے ہیں اور جن کا وہ برصغیر میں پرچار کر رہے ہیں' وہ بعینہ ان خرافات و تقالید اور توہمات و افسانوی عقائد پر مشتمل ہیں جو مختلف اوقات میں مختلف زمانوں کے صوفیاء' ضعیف الاعتقاد اور توہم پرست لوگوں میں منتشر اور رائج تھے--- جن کا شریعت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں' بلکہ وہ یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کے ذریعے مسلمانوں میں منتقل ہو گئے تھے-

ائمہ و مجتہدین اسلام ہر دور میں ان باطل عقائد کے خلاف صف آرا اور ان سے نبرد آزما رہے ہیں- اسی طرح ان میں بعض عقائد قبل از اسلام دور جاہلیت سے وابستہ ہیں' جن کی تردید قرآن مجید کی آیات اور حضور اکرم ﷺ کے ارشادات میں موجود ہے-

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگوں نے ان غیر اسلامی اور دور جاہلیت کے عقائد کو اسلام کے لوازمات اور بنیادی عقائد سمجھ لیا ہے- حالانکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے ان کو باطل قرار دیا ہے--- مثلاً غیر اللہ سے استغاثہ و استعانت' انبیاء اور رسلؑ کی بشریت سے انکار' عقیدہ علم غیب اور خدائی اختیارات میں انبیاء و اولیاء کو شریک کرنا' نیز دوسرے عقائد جن کا ہم آگے چل کر ذکر کریں گے- حاصل کلام یہ ہے کہ ان خرافات و شطحات اور الف لیلوی افسانوں کو انہوں نے عقائد کا نام دے دیا ہے- اگرچہ یہ خرافات و بدعات' مشرکانہ رسوم و تقالید اور جاہلانہ افکار و عقائد جناب

احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے معاونین سے قبل بھی موجود تھے' مگر انہوں نے ان ساری باتوں کو منظم شکل دی اور قرآن و حدیث کی معنوی تحریف اور ضعیف و موضوع روایات کی مدد سے انہیں مدلل کرنے کی کوشش کی۔

(۲) دوسری بات جس کی ہم یہاں وضاحت کرنا چاہتے ہیں' وہ یہ ہے کہ اس باب میں ہم بریلویت کے انہی عقائد کا ذکر کریں گے جنہیں خود جناب احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے مساعدین اور یا پھر اس گروہ کی معتمد شخصیات نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔ جہاں تک ان حضرات کا تعلق ہے' جو ان میں معتبر اور ثقہ نہیں سمجھے جاتے یا ان کی شخصیت متنازع فیہ ہے' تو باوجود ان کی کثرت تصانیف کے ہم ان سے کوئی چیز نقل نہیں کریں گے' تاکہ ہمارے موقف میں کسی قسم کا ضعف واقع نہ ہو۔

غیر اللہ سے فریاد رسی

بریلوی حضرات اسلام کے عطا کردہ تصور توحید کے برعکس غیر اللہ سے فریاد طلبی کو اپنے عقائد کا حصہ سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے:

"اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لیے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے ان کے پاس اپنی حاجتیں لاتے ہیں۔"[1]

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

"اولیاء سے مدد مانگنا اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع و شئی مرغوب ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا دشمن انصاف!"[2]

مدد مانگنے کے لیے ضروری نہیں کہ صرف زندہ اولیاء کو ہی پکارا جائے' بلکہ ان حضرات کے نزدیک اس سلسلہ میں کوئی تمیز نہیں --- نبی و رسول' ولی و صالح' خواہ زندہ

۱- الامن والعلی از احمد رضا بریلوی ص ۲۹ طدار التبلیغ لاہور

۲- "رسالہ حیاۃ الموات" از احمد رضا بریلوی درج در فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۰۰ پاکستان

ہو یا فوت شدہ' اسے مدد کے لیے پکارا جاسکتا ہے --- کیونکہ وہی تمام اختیارات کے مالک' نظام کائنات کی تدبیر کرنے والے اور مشکلات و مصائب سے نجات دینے والے ہیں۔

چنانچہ جناب بریلوی کہتے ہیں:

"انبیاء و مرسلین' اولیاء' علماء' صالحین سے ان کے وصال کے بعد بھی استعانت و استمداد جائز ہے' اولیاء بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔"(۳)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"حضور ہی ہر مصیبت میں کام آتے ہیں' حضور علیہ السلام ہی بہتر عطا کرنے والے ہیں' عاجزی و تذلل کے ساتھ حضور کو ندا کرو' حضور ہی ہر بلا سے پناہ ہیں۔"(۴)

مزید لکھتے ہیں:

"جبریل علیہ السلام حاجت روا ہیں' پھر حضور اقدس ﷺ کو حاجت روا' مشکل کشا' دافع البلاء ماننے میں کس کو تامل ہو سکتا ہے؟ وہ تو جبریل علیہ السلام کے بھی حاجت روا ہیں۔"(۵)

صرف حضور کریم ﷺ ہی نہیں' بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان خدائی صفات کے حامل ہیں --- جناب بریلوی عربی اشعار سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

نادعلیّا مظهر العجائب تجده عونا لّك فی النّوائب
کلّ همّ وغمّ سینجلی! بولا یتك یا علی یا علی!

ترجمہ:

"پکار علی مرتضی کو کہ مظہر عجائب ہیں تو انہیں مددگار پائے گا مصیبتوں میں' سب پریشانی و غم اب دور ہو جائیں گے' تیری ولایت سے یا علی یا علی!"(۶)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بھی انہی صفات کے ساتھ متصف ہیں۔ بریلوی حضرات کذب و افتراء سے کام لیتے ہوئے آپ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ

۳۔ایضاً

۴۔"الامن والعلی" از بریلوی ص ۱۰

۵۔ملفوظات ص ۹۹ ط لاہور

۶۔الامن والعلی ص ۱۳

انہوں نے فرمایا:

"جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے' اس کا رنج و غم دور ہو گا- اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے' تو وہ شدت رفع ہو گی- اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے' اس کی حاجت پوری ہو گئی-"(۷)

ان کے نزدیک قضائے حاجات کے لیے نماز غوثیہ بھی ہے جس کی ترکیب یہ ہے:

"ہر رکعت میں ۱۱' ۱۱ بار سورت اخلاص پڑھے' ۱۱ بار صلوٰۃ و سلام پڑھے' پھر بغداد کی طرف "جانب شمالی" ۱۱ قدم چلے' ہر قدم پر میرا نام لے کر اپنی حاجت عرض کرے اور یہ شعر پڑھے۔

ایدرکنی ضیم و انت ذخیرتی و اظلم فی الدنیا و انت نصیری

ترجمہ:

"کیا مجھے کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے' جب کہ آپ میرے لیے باعث حوصلہ ہوں؟ اور کیا مجھ پر دنیا میں ظلم ہو سکتا ہے جب کہ آپ میرے مددگار ہیں؟"(۸)

اسے بیان کرنے کے بعد جناب احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ: "معلوم ہوا کہ بزرگوں سے بعد وفات مدد مانگنا جائز اور فائدہ مند ہے-"

جناب بریلوی اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

یا ظل اللہ شیخ ، عبدالقادر شیئا للہ شیخ عبدالقادر
عطفا عطفا عطوف عبدالقادر اصرف عنا الصروف عبدالقادر
اے ظل الٰہ شیخ عبدالقادر اے بندہ پناہ شیخ عبدالقادر
محتاج و گدائم تو ذوالتاج و کریم شیئا للہ شیخ عبدالقادر
عطفا عطفا عطوف عبدالقادر رؤفاء راروف عبدالقادر

۷- برکات الاستمداد از بریلوی درج در رسالہ رضویہ ج ۱ ص ۱۸۱' اور فتاویٰ افریقہ از بریلوی ص ۶۲' جاء الحق از احمد یار ص ۲۰۰

۸- جاء الحق از مفتی بریلوی احمد یار ص ۲۰۰

اے آنکہ بدست تست تصرف   امور اصرف عنا الصرف عبدالقادر
اے ظل خدا شیخ عبدالقادر   اے پناہ گاہ بندگان شیخ عبدالقادر
میں محتاج وگدا ہوں تو سخی وکریم ہے   اللہ کے نام پر کچھ عطاء کر دیجئے

"اے شفقت کرنے والے عبدالقادر مجھ پر شفقت فرمایئے اور میرے ساتھ مہربانی کا سلوک کیجئے- تیرے ہاتھ میں تمام اختیارات وتصرفات ہیں میرے مصائب و مشکلات دور کیجئے-"[9]

اسی طرح وہ لکھتے ہیں:

"اہل دین رامغیث عبدالقادر-"[10]

جناب بریلوی رقم طراز ہیں:

"میں نے جب بھی مدد طلب کی' یا غوث ہی کہا- ایک مرتبہ میں نے ایک دوسرے ولی (حضرت محبوب الٰہی) سے مدد مانگنی چاہی' مگر میری زبان سے ان کا نام ہی نہ نکلا- بلکہ زبان سے یا غوث ہی نکلا!"[11]

یعنی اللہ تعالیٰ سے بھی کبھی مدد نہ مانگی- "یا اللہ مدد فرما" نہیں' بلکہ ہمیشہ کہتے "یا غوث مدد فرما-"

احمد زروق بھی مصائب کو دور کرنے والے ہیں- چنانچہ بریلوی علماء اپنی کتب میں ان سے عربی اشعار نقل کرتے ہیں ؎

انا لمریدی جامع لشتاته   انا ما سطا جورا الزّمان بنکبته
و ان کنت فی ضیق و کرب ووحشة   فناد یازروق ات یسرعته

ترجمہ:

میں اپنے مرید کی پراگندگیوں کو جمع کرنے والا ہوں' جب کہ زمانہ کی مصیبتیں

۹- حدائق بخشش ص ۱۸۶

۱۰- ایضاً ص ۱۸۱

۱۱- ملفوظات ص ۳۰۷

اس کو تکلیف دیں- اگر تو تنگی یا مصیبت میں پکارے 'اے زروق! میں فوراً آؤں گا-"[۱۲]

اسی طرح ابن علوان بھی ان اختیارات کے مالک ہیں- چنانچہ منقول ہے:

"جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا وہ چیز واپس ملادے' تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب نبی علیہ السلام کو ہدیہ کرے' پھر سیدی احمد بن علوان کو پکارے اور پھر یہ دعا پڑھے اے میرے آقا احمد بن علوان' اگر آپ نے میری چیز نہ دی تو میں آپ کو دفتر اولیاء سے نکال دوں گا-"[۱۳]

سید محمد حنفی بھی مشکلات کو دور کرنے والے ہیں- جناب بریلوی لکھتے ہیں:

"سیدی محمد شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرۂ خلوت میں وضو فرما رہے تھے' ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہو گئی--- حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی- دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے' جب تک وہ پہلی واپس آئے- ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع ہدایا لے کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے! جب چور میرے سینے پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا "یا سیدی محمد حنفی" اسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینے پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا-"[۱۴]

سید بدوی بھی مصائب و مشکلات میں بندوں کی مدد کرتے ہیں:

"جب بھی کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ یہ کہے: "یا سیدی احمد بدوی خاطر معی!"

"اے میرے آقا احمد بدوی میرا ساتھ دیجئے-"[۱۵]

سید احمد بدوی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

"جسے کوئی حاجت ہو تو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر اپنی حاجت مانگے تو میں اس کی

۱۲- حیات الممات از بریلوی درج در فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۰۰ و جاء الحق ص ۱۹۹

۱۳- جاء الحق ص ۱۹۹

۱۴- انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ' مندرج در مجموعہ رسائل رضویہ جلد اول ص ۱۸۰ مطبوعہ کراچی-

۱۵- ایضاً

حاجت کو پورا کروں گا۔"(۱۶)

ابو عمران موسیٰ بھی:

"جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں ندا کرتا' جواب دیتے! اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے زائد۔"(۱۷)

پھر جناب بریلوی اس مسئلے میں اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو شخص کسی نبی یا رسول یا کسی ولی سے وابستہ ہو گا' تو وہ اس کے پکارنے پر حاضر ہو گا اور مشکلات میں اس کی دستگیری کرے گا۔"(۱۸)

سلسلہ تصوف سے متعلق مشائخ بھی اپنے مریدوں کو مشکلات سے رہائی عطا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ جناب احمد رضا لکھتے ہیں:

"صوفیہ کے مشائخ سختی کے وقت اپنے پیروکاروں اور مریدوں کی نگہبانی فرماتے ہیں۔"(۱۹)

اہل قبور سے استعانت کے عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے جناب بریلوی رقم طراز ہیں:

"جب تم کاموں میں متحیر ہو تو مزارات اولیاء سے مدد مانگو۔"(۲۰)

قبروں کی زیارت کے فوائد بیان کرتے ہوئے جناب احمد رضا کے ایک پیروکار کہتے ہیں:

"قبروں کی زیارت کرنے سے نفع حاصل ہوتا ہے نیک مردوں سے مدد ملتی ہے۔"(۲۱)

مزید کہتے ہیں:

"زیارت سے مقصود یہ ہے کہ اہل قبور سے نفع حاصل کیا جائے۔"(۲۲)

۱۶۔ انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ (ﷺ) مندرج در مجموعہ رسائل رضویہ جلد اول ص ۱۸۱

۱۷۔ مجموعہ رسائل رضویہ از بریلوی ج ۱ ص ۱۸۲ ط کراچی

۱۸۔ فتاویٰ افریقہ از بریلوی ص ۱۳۵

۱۹۔ حیات الموات درج در فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۸۹

۲۰۔ الامن والعلی ص ۴۴

۲۱۔ کشف فیوض از محمد عثمان بریلوی ص ۳۹

۲۲۔ ایضاً ص ۴۳

جناب موسیٰ کاظم کی قبر کے متعلق فرماتے ہیں

"حضرت موسیٰ کاظم کی قبر تریاق اکبر ہے۔"[۲۳]

خود جناب احمد رضا بریلوی محمد بن فرغل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے:

"میں ان میں سے ہوں جو اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں۔ جسے کوئی حاجت ہو تو میرے پاس میرے چہرے کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے' میں روا فرما دوں گا۔"[۲۴]

سید بدوی سے یہی مقولہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

انہوں نے کہا" مجھ میں اور تم میں یہ ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے۔ اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے تو وہ مرد ہی کاہے کا ہے؟"[۲۵]

ایک طرف تو بریلوی حضرات کے یہ عقائد ہیں اور دوسری طرف قرآنی تعلیمات و ارشادات ہیں۔ ذرا ان کا تقابل کیجئے' تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آسکے کہ قرآن کریم کے نزدیک توحید باری تعالیٰ کا کیا تصور ہے' اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ نیک بندے اپنے رب سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

"اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ"[۲۶] (تجھی کی ہم بندگی کریں اور تجھی سے ہم مدد چاہیں) اور پھر اللہ مشرکین کے عقیدے کو رد کرتے ہوئے اور اس پر ان کو ڈانٹتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ﴾[۲۷]

"آپ کہیں' تم انہیں پکارو تو جنہیں تم اللہ کے سوا (شریک خدائی) سمجھ رہے ہو' وہ ذرہ بھر بھی اختیار نہیں رکھتے۔ نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں! اور نہ ان کی ان دونوں میں کوئی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی بھی اللہ کا مددگار ہے۔"

۲۳۔ایضاً ص ۵

۲۴۔انوار الانتباہ ص ۱۸۲

۲۵۔ایضاً ص ۱۸۱

۲۶۔سورۃ فاتحہ آیت ۴

۲۷۔سورۃ السبا آیت ۲۲

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾[۲۸]

"یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے' اسی کی حکومت ہے!- اور جنہیں تم اس کے علاوہ پکارتے ہو' وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے- اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری سنیں گے بھی نہیں' اور اگر سن بھی لیں تو تمہارا کہا نہ کر سکیں- اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کرنے ہی سے منکر ہوں گے اور تجھ کو (خدائے) خبیر کا سا کوئی نہ بتائے گا-"

نیز:

﴿قُلْ اَرَاَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا﴾[۲۹]

"آپ کہہ دیجئے' تم نے اپنے خدائی شریکوں کے حال پر بھی نظر کی ہے' جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو؟ ذرا مجھے بھی تو بتاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا جزو بنایا ہے' یا ان کا آسمان میں کچھ ساجھا ہے' یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم ہیں؟ اصل یہ ہے کہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکہ (کی باتوں) کا وعدہ کرتے آئے ہیں-"

اور مزید فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ﴾[۳۰]

"اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تو تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں-"

۲۸- سورۃ فاطرہ آیت ۱۳'۱۴

۲۹- سورۃ فاطر آیت ۴۰

۳۰- سورۃ اعراف آیت ۱۹۷

اور فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لاَ یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ بِشَیْءٍ﴾(۳۱)

'اور جن کو (یہ لوگ) اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کا کچھ جواب نہیں دے سکتے۔"

﴿وَمَالَکُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ﴾(۳۲)

"اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی بھی نہ کارساز ہے اور نہ مددگار!"

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے فرمایا کہ وہ مشرکین اور ان لوگوں سے سوال کریں' جو اللہ کے سوا کسی اور سے مدد مانگتے ہیں کہ وہ آپؐ کے سوال کا جواب دیں:

﴿اَفَرَأَیْتُمْ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰہُ بِضُرٍّ ھَلْ ھُنَّ کَاشِفَاتُ ضُرِّہٖ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَۃٍ ھَلْ ھُنَّ مُمْسِکَاتُ رَحْمَتِہٖ﴾(۳۳)

کہ "بھلا یہ تو بتاؤ کہ اللہ کے سوا تم جنہیں پکارتے ہو' اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کی دی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اللہ مجھ پر عنایت کرنا چاہے' تو یہ اس کی عنایت کو روک سکتے ہیں؟"

﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قَلِیْلاً مَّا تَذَکَّرُوْنَ﴾(۳۴)

"وہ کون جو بے قرار کی فریاد سنتا ہے' جب وہ اسے پکارتا ہے؟ اور مصیبت کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں خلفاء بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی الٰہ ہے؟ تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو۔"

پھر ان کو سمجھاتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾(۳۵)

۳۱- سورۃ رعد آیت ۱۴

۳۲- سورۃ شوریٰ آیت ۳۱

۳۳- سورۃ زمر آیت ۳۸

۳۴- سورۃ نمل آیت ۶۲

۳۵- سورۃ اعراف آیت ۱۹۴

"بے شک جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں- سو اگر تم سچے ہو تو تم انہیں پکارو! پھر ان کو چاہیے کہ تمہیں جواب دیں-"

اور مزید فرمایا:

﴿قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَاۤءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا﴾(۳۶)

کہہ دیجئے کہ تو کیا تم نے پھر بھی اس کے سوا اور کارساز قرار دے لیے ہیں' جو اپنی ذات کے لیے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟"

مزید فرمایا:

﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا﴾(۳۷)

"یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے بھی ہیں تو بس زنانی چیزوں کو! اور یہ لوگ پکارتے بھی ہیں تو بس شیطان سرکش کو-"

نیز:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۤىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾(۳۸)

"اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کے سوا اور کسی کو پکارے؟ جو قیامت تک بھی اس کی بات نہ سنے' بلکہ انہیں ان کے پکارنے کی خبر تک نہ ہو؟"

ان آیات کریمہ سے یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی مصائب و مشکلات میں بندوں کی مدد کر سکتا ہے' اور ان کے کام آ سکتا اور ان کے دکھ درد دور کر سکتا ہے- اختیار و تصرف کا دائرہ فقط اسی کی ذات تک محدود ہے اور ساری کائنات کا نظام اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے- اور تمام انبیاء و رسلؑ نے بھی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے فقط اسی کا دامن تھاما اور صرف اسی کے سامنے

۳۶-سورۂ رعد آیت ۱۶

۳۷-سورۂ نساء آیت ۱۱۷

۳۸-سورۂ احقاف آیت ۵

سر نیاز خم کیا---ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ شدائد و مشکلات میں ان سے استمداد واستعانت جائز ہے' قرآن کریم کی صریح' صاف اور واضح آیات سے متصادم ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا' حضرت نوح علیہ والسلام کا اپنے غرق ہونے والے بیٹے کے لیے رب کائنات سے نجات طلب کرنا' حضرت ابراہیم علیہ السلام کا صرف اسی سے اپنے لیے بیٹا مانگنا' مشکلات و مصائب میں گھرے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صرف اپنے رب کو پکارنا' حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے نجات حاصل کرنے کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز و نیاز کرنا' اور حضرت ایوب علیہ السلام کا صرف ذات باری تعالیٰ سے شفا طلب کرنا' یہ سارے واقعات اس بات کی واضح اور بین دلیل ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی مالک ذی اختیار نہیں ہے جو مصیبت رفع کر سکتا ہو!

لیکن ان تمام شواہد و دلائل کے برعکس بریلوی حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کسی نبی یا رسول یا ولی سے وابستہ ہوتا ہے 'وہ مصائب و مشکلات میں اس کی دستگیری کرتا ہے۔[۳۹]

احمد رضا بریلوی کے ایک پیروکار یوں رقمطراز ہیں:

اولیائے کرام ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھتے ہیں۔ اور بعید و قریب کی آوازیں سنتے' یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرتے اور صدہا کوس پر حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں۔"[۴۰]

ایک طرف ان حضرات کا یہ عقیدہ ہے---اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ اپنے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ فرما رہے ہیں کہ "اپنی حاجت صرف خدا سے طلب کر' فریاد فقط اسی سے کر! قلم کی سیاہی خشک ہو چکی ہے' ساری کائنات مل کر بھی تجھے نہ نفع دے سکتی ہے اور نہ نقصان!"[۴۱]

۳۹-فتاویٰ افریقہ از بریلوی ص ۱۳۵

۴۰-جاء الحق ص ۱۳۸' ۱۳۹

۴۱-جامع الترمذی

لیکن جناب بریلوی کہتے ہیں:

"جب تمہیں پریشانی کا سامنا ہو تو اہل قبور سے مدد مانگو!"[۴۲]

پھر ستم بالائے ستم یہ کہ جناب بریلوی نہ صرف یہ کہ خود قرآنی آیات کی مخالفت کرتے ہیں' بلکہ جو لوگ شرک و بدعت کے خلاف سچے اور مجاہدانہ جذبے کے ساتھ صف آرا ہیں اور ان صریح آیات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف رب کائنات ہی مضطر اور مصیبت زدہ لوگوں کی التجا سنتا ہے اور اس کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور صرف وہی مصائب و مشکلات کو دور کرنے والا ہے' بریلی کے یہ خاں صاحب ان کے خلاف طعن و تشنیع اور اظہار کدورت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے زمانہ میں معدودے چند ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ حضرات اولیاء سے مدد کے منکر ہیں اور کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں انہیں اس پر کچھ علم نہیں' یوں ہی اپنے سے اٹکلی لڑاتے ہیں۔"[۴۳]

ان جیسے لوگوں کے متعلق ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَ نَا اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ شَيۡئًا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ﴾[۴۴]

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے اتارا ہے اس کی پیروی کرو! تو کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو اس کی پیروی کریں گے' جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے --- خواہ ان کے باپ دادا نہ ذرا عقل رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں؟"

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىۡ عَنِّىۡ فَاِنِّىۡ قَرِيۡبٌ اُجِيۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لِىۡ وَلۡيُؤۡمِنُوۡا بِىۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡشُدُوۡنَ﴾[۴۵]

۴۲- الامن والعلی ص ۴۶

۴۳- رسالہ حیات الموات درج در فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۰۱' ۳۰۲

۴۴- سورۃ بقرہ آیت ۱۷۰

۴۵- سورۃ بقرہ آیت ۱۸۶

"اور جب آپؐ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں' تو میں تو قریب ہی ہوں! دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے! پس لوگوں کو چاہئے کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں عجب نہیں کہ ہدایت پا جائیں-"

نیز:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾[۴۶]

"اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو' میں تمہاری درخواست قبول کرونگا-"

لیکن ؎

ہے مریدوں کو تو حق بات گوارا لیکن
شیخ و ملا کو بری لگتی ہے درویش کی بات

انبیاءؑ و اولیاء کے اختیارات

اسلام کے نزدیک توحید کا تصور یہ ہے کہ پوری مخلوق کی حاجت روائی اور مصائب و مشکلات کو حل کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے- وہی ساری کائنات کا خالق' مالک' رازق اور مدبر و منتظم ہے- ساری طاقتیں اسی کے ہاتھ میں ہیں- وہ اکیلا ہی ساری نعمتوں کا مالک ہے- اس لیے اپنی حاجتوں کی طلب میں صرف اسی کی طرف رجوع کیا جائے' صرف اسی کو پکارا جائے اور اسی کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار کیا جائے مگر بریلویت کا عقیدہ اس کے برعکس ہے- ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے تدبیر امور کے اختیارات و تصرفات اپنے بعض بندوں کو عطا کر دیئے ہیں' جن کی وجہ سے وہ مخلوق کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کر سکتے ہیں- اسی بناء پر یہ لوگ انہیں مصیبت کے وقت پکارتے' ان کے سامنے اپنا دامن پھیلاتے اور ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں-

ان کے عقائد کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تمام اختیارات اور کائنات کا سارا نظام اپنے مقرب بندوں کے سپرد کر دیا ہے' اور خود اللہ تعالیٰ کی ذات معاذ اللہ معطل و معزول ہو کر رہ گئی ہے- اب کٹھن اور دشوار حالات میں ان بندوں سے استغاثہ کیا جائے' انہی

۴۶- سورہ غافر آیت ۶۰

سے مدد مانگی جائے' انہی سے شفا طلب کی جائے--- کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں' تمام اختیارات ان کے ہاتھ میں ہیں' وہ زمین و آسمان کے مالک ہیں! جسے چاہیں عطا کریں اور جسے چاہیں محروم رکھیں۔ زندگی و موت' رزق و شفا غرضیکہ تمام خدائی اختیارات ان کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔

اس سلسلے میں ان کی کتب سے نصوص و عبارات ذکر کرنے سے قبل قارئین کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ مشرکین مکہ کے عقائد بھی ان عقائد سے مختلف نہ تھے۔ سرور کائنات ﷺ نے ان عقائد کی تردید کی اور ان لوگوں نے نبی ﷺ سے عشق و محبت کے تمام دعووں کے باوجود ان عقائد کو پھر سے اپنا لیا ہے۔

اب اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات سنئے اور پھر ان کے عقائد سے موازنہ کیجئے---

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ يُحْيِي وَ يُمِيتُ﴾[47]

"کوئی معبود اس کے سوا نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔"

﴿بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾[48]

"اسی کے ہاتھ میں ساری حکومت ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔"

﴿بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَ هُوَ يُجِيْرُ وَلاَ يُجَارُ عَلَيْهِ﴾[49]

"اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔ اور وہ پناہ دیتا ہے اور کوئی اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دے سکتا۔"

﴿بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾[50]

"اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

۴۷۔اعراف ۱۵۸

۴۸۔سورہ ملک آیت ۱

۴۹۔سورۃ مومنون آیت ۸۸

۵۰۔سورۃ یاسین آیت ۸۳

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾(۵۱)

"بیشک اللہ ہی سب کو روزی پہنچانے والا ہے' قوت والا ہے' مضبوط ہے۔"

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾(۵۲)

"کوئی جاندار زمین پر ایسا نہیں کہ اللہ کے ذمہ اس کا رزق نہ ہو۔"

﴿وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لاَ تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾(۵۳)

"اور کتنے ہی جاندار ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے --- اللہ ہی انہیں روزی دیتا ہے اور تم کو بھی' اور وہی خوب سننے والا ہے اور خوب جاننے والا ہے۔"

﴿اِنَّ رَبِّىْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ﴾(۵۴)

"میرا پروردگار زیادہ روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے' اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔"

﴿اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ﴾(۵۵)

"اے سارے ملکوں کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے دے اور تو جس سے چاہے حکومت چھین لے' تو جسے چاہے عزت دے اور تو جسے چاہے ذلت دے' تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

قرآن کریم نے انسانیت کو توحید سے آشنا کر کے اس پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ رسول کائنات ﷺ اپنے تیرہ سالہ مکی دور میں اسی فکر کو لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کرتے رہے۔ اسلام نے انسانیت کو بندوں کی غلامی سے نجات دے کر اور ان طوق و سلاسل کو جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان حائل ہو گئی تھیں' اپنی مقدس

۵۱- سورۃ ذاریات آیت ۵۸

۵۲- سورۃ ہود آیت ۶

۵۳- سورۃ عنکبوت آیت ۶۰

۵۴- سورۃ السبا آیت ۳۶

۵۵- سورۃ آل عمران آیت ۲۶

تعلیمات سے پاش پاش کر کے براہ راست انہیں اللہ تعالیٰ کی چوکھٹ پر جھکادیا۔۔۔ مگر بریلوی حضرات ان شکستہ زنجیروں کے ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے انسان کو انسان کا محتاج و گداگر بنار ہے ہیں اور مخلوق کو مخلوق کی غلامی کا درس دے رہے ہیں!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يَسْتَوِى الْأَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ﴾(۵۶)

"نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔"

یہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو توحید کی بصیرت سے بہرہ ور ہوں۔ توحید کے تصور کے بغیر امت اسلامیہ کا اتحاد ممکن نہیں ہے۔ توحید سے کنارہ کشی اختیار کر کے دوسرے مشرکانہ افکار و نظریات کی تعلیم دینا امت محمدیہ کے درمیان اختلافات کے بیج بونے کے مترادف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ أَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ إِلَّا الَّذِيْنَ أُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهٖ وَ اللّٰهُ يَهْدِى مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾(۵۷)

"لوگ ایک ہی امت تھے' پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دینے اور ڈرانے والے۔ اور ان کے ساتھ کتب حق نازل کیں کہ وہ لوگوں کے درمیان اس بات کا فیصلہ کریں جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے۔ اور کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا' مگر انہی نے جنہیں وہ ملی تھی' انہی کی ضد کے باعث' بعد اس کے کہ انہیں کھلی ہوئی نشانیاں پہنچ چکی تھیں' پھر اللہ نے اپنے فضل سے انہیں جو ایمان والے تھے ہدایت دی' اور اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست بتا دیتا ہے۔"

۵۶۔ سورۃ الفاطر آیت ۱۹

۵۷۔ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۳

آج حالت یہ ہے کہ شرک' قبر پرستی اور بدعات و خرافات کا ایک سیلاب ہے اور مسلمان اس میں بہے جا رہے ہیں- شیطان نے ان کے دل و دماغ کو مسخر کر لیا ہے اور وہ اس کی پیروی کو اپنی نجات کا سبب سمجھ رہے ہیں-

اللہ تعالیٰ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالاً ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾(۵۸)

"آپؐ کہہ دیجئے کہ کیا ہم تمہیں ان لوگوں (کا پتہ) بتائیں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل ہی گھاٹے میں ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری محنت دنیا ہی کی زندگی میں غارت ہو کر رہی اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ بڑے اچھے کام کر رہے ہیں-"

نیز ان کے متعلق ارشاد ہے:

﴿اَعْيُنُهُمْ فِىْ غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِىْ وَ كَانُوْا لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِىْ مِنْ دُوْنِىْ اَوْلِيَاءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلاً﴾(۵۹)

"ان کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہیں سکتے تھے- کیا پھر بھی کافروں کا خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز قرار دے لیں؟ بے شک ہم نے دوزخ کو کافروں کی مہمانی کے لیے تیار کر رکھا ہے-"

اب اس سلسلے میں ان کی نصوص ملاحظہ فرمائیں:

جناب احمد رضا بریلوی حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات سے انحراف کرتے ہوئے اور آپؐ کی شان میں غلو کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

قادر کل کے نائب اکبر   کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھوں میں ہر کنجی ہے   مالک کل کہلاتے یہ ہیں

احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان

۵۸- سورۃ کہف آیت ۱۰۳' ۱۰۴

۵۹- سورۃ کہف آیت ۱۰۱' ۱۰۲

اشعار کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

"جو نعمت تمام عالم میں کہیں ظاہر ہوتی ہے وہ محمد ﷺ ہی عطا فرماتے ہیں۔انہی کے ہاتھ میں سب کنجیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر محمد ﷺ کے ہاتھوں سے۔ حضور اکرم کوئی بات چاہتے ہیں وہی ہوتی ہے' اس کے خلاف نہیں ہوتی۔ حضور کی چاہت کو جہاں میں کوئی پھیرنے والا نہیں ہے۔"(۶۰)

جناب بریلوی کے اس قصیدے کے مزید اشعار سنئے ؎

"ڈوبی ناویں تراتے یہ ہیں ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں
جلتی جانیں بجھاتے یہ ہیں روتی آنکھیں ہنساتے یہ ہیں
اس کے نائب ان کے صاحب حق سے خلق ملاتے یہ ہیں
شافع نافع رافع دافع کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں
دافع یعنی حافظ و حامی دفع بلا فرماتے یہ ہیں
ان کے نام کے صدقے جس سے جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں
اس کا حکم جہاں میں نافذ قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں"(۶۱)

جناب احمد رضا دوسری جگہ کہتے ہیں:

"کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے۔کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے!"(۶۲)

اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

"ہر چیز' ہر نعمت' ہر مراد' ہر دولت' دین میں' دنیا میں' آخرت میں' روز اول سے آج تک' آج سے ابدا آباد تک' جسے ملی یا ملتی ہے' حضور اقدس سید عالم ﷺ کے دست اقدس سے ملی اور ملتی ہے۔"(۶۳)

۶۰۔(الاستمداد علی اجیال الارتداد)للبریلوی ص ۳۲'۳۳

۶۱۔(الاستمداد علی اجیال الارتداد)للبریلوی ص ۲۹'۳۰

۶۲۔الامن والعلی ص ۱۰۵

۶۳۔فتاویٰ الرضویہ ج ۱ ص ۵۷۷

بریلوی فرقے کے ایک دوسرے راہنما لکھتے ہیں:

آقائے دوجہاں سخی داتا ہیں اور ہم ان کے محتاج ہیں' تو کیا وجہ ہے کہ ان سے استمداد نہ کی جائے؟"[۶۴]

دوسری جگہ کہتے ہیں ؎

"خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

اسی لیے حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر حضور علیہ السلام کا نام پاک لکھا دیکھا' تاکہ معلوم ہو کہ مالک عرش آپ ہیں"[۶۵]

ایک اور جگہ نقل کرتے ہیں:

"حضور مدینہ منورہ میں رہ کر ذرے ذرے کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور ہر جگہ آپ کا عمل در آمد اور تصرف بھی ہے"[۶۶]

بریلویت کے فرماں روا جناب احمد رضا صاحب بریلوی کہتے ہیں:

حضور ﷺ خلیفہ اعظم اور زمین و آسمان میں تصرف فرماتے ہیں۔[۶۷]

جناب احمد رضا کے ایک پیروکار اپنے مطاع و مقتدا سے نقل کرتے ہیں کہ:

"رسول اکرم ﷺ زمینوں اور لوگوں کے مالک ہیں اور تمام مخلوقات کے مالک ہیں۔ اور حضور اکرمؐ کے ہاتھ میں نصرت اور مدد کی کنجیاں ہیں اور انہی کے ہاتھ میں جنت و دوزخ کی کنجیاں ہیں۔ اور وہی ہیں جو آخرت میں عزت عطا فرماتے ہیں اور حضور اکرمؐ مصیبتوں اور تکالیف کو دور فرماتے ہیں اور وہ اپنی امت کے محافظ اور مددگار ہیں۔"[۶۸]

۶۴- مواعظ نعیمیہ ص ۷۲ ط پاکستان

۶۵- مواعظ نعیمیہ ص ۴۱

۶۶- مواعظ نعیمیہ ص ۳۳۶

۶۷- الفتاویٰ الرضویہ ج ۶ ص ۱۵۵

۶۸- انوار رضا ص ۲۴۰ مقالہ اعجاز البریلوی

بریلویت کے ایک اور راہنما رقم طراز ہیں:

"حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں- تمام جہاں حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں-"(۶۹)

زید ارادرماتے ہیں:

"تمام زمین ان کی ملک ہے تمام جنت ان کی جاگیر ہے ملکوت السّموات والارض حضورؑ کے زیر رمان جنت ونار کی کنجیاں آپ کے دست اقدس میں دے دی گئیں- رزق خوراک اور ہر قسم کی عطائیں حضورؑ ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں- دنیا وآخرت حضورؑ کی عطا کا ایک حصہ ہیں-"(۷۰)

بریلوی طائفہ کے مفتی احمد یار گجراتی اپنے اس عقیدے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

"سارا معاملہ حضورؑ ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے جو چاہیں جس کو چاہیں دے دیں-"(۷۱)

صرف حضور اکرم ﷺ ہی مالک کل اور مختار مطلق نہیں بلکہ دوسرے انبیاء کرام بھی مخلوق کی اندرونی حالت اور ان کی ارواح پر تصرف کر سکتے ہیں- اور ان کو قدرت وقوت حاصل ہے جس سے مخلوق کے ظاہر پر تصرف کر سکتے ہیں-(۷۲)

انبیاء ورسلؑ کے علاوہ صحابہ کرامؓ بھی جنت ودوزخ کے مالک ہیں چنانچہ

بریلویت کے امام احمد رضا صاحب موضوع روایت کا سہارا لیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو منبر نور لا کر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے- ان پر دو شخص چڑھیں گے: داہنے والا پکارے گا: اے جماعات مخلوق' جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغہ بہشت ہوں- مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں

۶۹- بہار شریعت امجد علی جزء ا ص ۱۵

۷۰- بہار شریعت امجد علی جز ا ص ۱۵

۷۱- جاء الحق احمد یار البریلوی ص ۱۹۵

۷۲- جاء الحق احمد یار البریلوی ۱۹۵' ۱۹۶

محمد ﷺ کو سپرد کر دوں- اور محمد ﷺ نے حکم دیا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کو دو کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں- سنتے ہو گواہ ہو جاؤ!

پھر بائیں والا پکارے گا اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں- مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ دوزخ کی کنجیاں محمد ﷺ کو سپرد کر دوں- اور محمد ﷺ نے حکم دیا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں-"(۷۳)

پھر اپنے تشیع کا ثبوت دیتے ہوئے اور تقیہ کا لبادا اتارتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کرتے ہیں:

حضرت علی قسیم دوزخ ہیں یعنی وہ اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے-"(۷۴)

جناب احمد رضا بریلوی شیخ عبدالقادر جیلانی کی شان میں غلو کرتے ہوئے مشرکانہ عقیدے کی یوں وضاحت کرتے ہیں ؎

"ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر"(۷۵)

مزید ارشاد ہوتا ہے ؎

"جلا دے جلا دے کفر و الحاد
کہ تو محیی ہے تو قاتل ہے یا غوث
خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی
نبی قاسم ہے موصل ہے یا غوث"(۷۶)

۷۳- الامن والعلی از احمد رضا ص ۵۷

۷۴- الامن والعلی للبریلوی ص ۵۷

۷۵- حدائق بخشش للبریلوی ص ۲۸

۷۶- ایضاً ص ۱۲۵، ۱۲۶

آگے چل کر فرماتے ہیں۔

"اے ظلِ الٰہ شیخ عبدالقادر
اے بندہ پناہ شیخ عبدالقادر
محتاج و گدائم تو ذوالتاج و کریم
شیئاً للہ شیخ عبدالقادر"(۷۷)

ایک اور جگہ یوں گویا ہوتے ہیں:

"اے عبدالقادر' اے فضل کرنے والے' بغیر مانگے سخاوت کرنے والے' اے انعام واکرام کے مالک' تو بلند و عظیم ہے۔ ہم پر احسان فرما اور سائل کی پکار کو سن لے۔ اے عبدالقادر ہماری آرزوؤں کو پورا کر۔"(۷۸)

احمد رضا صاحب دوسری جگہ گل فشانی فرماتے ہیں:

"عبدالقادر نے اپنا بستر عرش پر بچھا رکھا ہے اور عرش کو فرش پر لے آتے ہیں۔"(۷۹)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"اہل دین رامغیث عبدالقادر!"(۸۰)

مزید سنئے۔

"احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو' کن اور سب کن فیکون حاصل ہے یا غوث"(۸۱)

بریلوی حضرات اپنے مشرکانہ عقائد کو ثابت کرنے کے لیے شیخ جیلانیؒ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے!

"اللہ نے مجھے تمام قطبوں کا سردار بنایا ہے۔ مرا حکم ہر حال میں جاری و ساری

۷۷۔ایضاً ص ۱۸۲

۷۸۔(حدائق بخشش)للبریلوی ص ۱۷۹

۷۹۔ایضاً ص ۱۸۴

۸۰۔ایضاً ص ۱۷۹

۸۱۔ایضاً ص ۱۷۹

ہے۔اے میرے مرید! دشمن سے مت گھبرا۔ میں مخالف کو ہلاک کر دینے والا ہوں۔ آسمان و زمین میں میرا ڈنکا بجتا ہے۔ میں بہت بلند رتبے پر فائز ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ساری مملکت میرے زیر تصرف ہے۔ میرے تمام اوقات ہر قسم کے عیب سے پاک صاف ہیں۔ پورا عالم ہر دم میری نگاہ میں ہے۔ میں جیلانی ہوں' محی الدین میرا نام' میرے نشان پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہیں۔"(۸۲)

ایک اور افتراء سنئے:

"تمام اہل زمانہ کی باگیں میرے سپرد ہیں' جسے چاہوں عطا کروں یا منع کروں۔"(۸۳)

جناب بریلوی شیخ جیلانی کی جانب ایک اور جھوٹ منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ میں چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں اور چاہوں تو پھیر دوں۔"(۸۴)

احمد رضا خاں کے ایک پیروکار کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے ۔

"لوح محفوظ میں تشیت کا حق ہے حاصل
مرد سے عورت بنا دیتے ہیں غوث الاغواث"

اس شعر کی تشریح بھی بریلوی حضرات کی زبانی سنئے:

"شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ' جو سلسلہ سہروردیہ کے امام ہیں' آپ کی والدہ ماجدہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں' میرے لڑکا پیدا ہو۔ آپ نے لوح محفوظ میں دیکھا' اس میں لڑکی مرقوم تھی۔ آپ نے فرمادیا کہ تیری تقدیر میں لڑکی ہے۔ وہ بی بی یہ سن کر واپس ہوئیں' راستہ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ آپ کے

۸۲۔(الزمزمتہ القمریہ فی الذب عن الخمر) ص ۳۵۶

۸۳۔(خالص الاعتقاد) للبریلوی ص ۴۹

۸۴۔(حکایات رضویہ) للبرکاتی منقولہ عن (ملفوظات) للبریلوی ص ۱۲۵

استفسار پر انہوں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا' جا تیرے لڑکا ہوگا۔ مگر وضع حمل کے وقت لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ بی بی بارگاہ غوثیت میں اس مولود کو لے کر آئیں اور کہنے لگیں' حضور لڑکا مانگوں اور لڑکی ملے؟ فرمایا' یہاں تو لاؤ اور کپڑا ہٹا کر ارشاد فرمایا دیکھو تو یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ دیکھا تو لڑکا! اور وہ یہی شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ تھے۔ آپ کے حلیہ مبارکہ میں ہے کہ آپ کی پستان مثل عورتوں کے تھیں"۔[۸۵]

یہی متبع بریلویت ایک اور واقعہ نقل کرتے ہیں' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص کی تقدیر میں موت تھی۔ شیخ جیلانی نے اس کی تقدیر کو بدل کر مقررہ وقت پر مرنے سے بچالیا۔[۸۶]

جناب احمد رضا بریلوی اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں:

"ہمارے شیخ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بلند کرہ ہوا پر مستی فرماتے اور ارشاد کرتے: آفتاب طلوع نہیں ہوتا' یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے' مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے' جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ نیا ہفتہ جب آتا ہے' مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ نیا دن جو آتا ہے' مجھ پر سلام کرتا ہے ور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔"[۸۷]

اور یہ اختیارات شیخ جیلانی تک ہی محدود نہیں ہیں' بلکہ دوسرے اولیاء و مشائخ تصوف بھی خدا کی خدائی میں شریک ہیں۔ وہ ان صفات سے متصف اور ان طاقتوں کے مالک ہیں۔ چنانچہ احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے ارشاد کرتے ہیں:

"بے شک سب پیشوا' اولیاء' علماء اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں۔ اور جب ان کے پیروکار کی روح نکلتی ہے' جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں' جب اس کا

۸۵۔(باغ فردوس) ایوب علی رضوی البریلوی ص۲۶ بریلی الہند

۸۶۔ایضاً ۲۶

۸۷۔(الامن والعلی للبریلوی ص ۱۰۹

حشر ہوتا ہے' جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے' جب اس سے حساب لیا جاتا ہے' جب اس کے عمل تلتے ہیں' جب صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے اور تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت نگہداشت فرماتے ہیں جب تک وہ صراط پر سے پار نہ ہو جائیں"[۸۸]

"آسمان سے زمین تک ابدال کی ملک ہے اور عارف کی ملک عرش سے فرش تک"[۸۹]

اور خود جناب بریلوی فرماتے ہیں:

"اولیاء کی وساطت سے خلق کا نظام قائم ہے۔"[۹۰]

اور سنئے:

"اولیاء کرام مردے کو زندہ کر سکتے ہیں' مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دے سکتے ہیں اور ساری زمین کو ایک قدم میں طے کرنے پر قادر ہیں"[۹۱]

"غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے اس کے بغیر زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے"[۹۲]

بریلوی صاحب کے ایک پیروکار لکھتے ہیں:

"اولیاء کرام اپنے مریدوں کی مدد فرماتے اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں"[۹۳]

ان کے مشہور مفتی احمد یار گجراتی گوہر افشانی کرتے ہیں:

"اولیاء کو اللہ سے یہ قدرت ملی ہے کہ چھوٹا ہوا تیر واپس کر لیں"[۹۴]

۸۸۔(الاستمداد) الحواشی ۳۵'۳۶

۸۹۔ایضاً ص ۳۴

۹۰۔(الامن والعلی) ص ۳۴

۹۱۔(الحکایات الرضویہ) ص ۴۴

۹۲۔حکایات رضویہ ص ۱۰۲

۹۳۔ایضاً ص ۲۹ اط لاہور

۹۴۔(جاء الحق) احمد یار ص ۱۹۷

یہی مفتی صاحب رقمطراز ہیں:

"اولیاء کو قبر کی مکھی تو کیا' عالم پلٹ دینے کی طاقت ہے --- مگر توجہ نہیں دیتے"[(۹۵)]

بریلویت کے ایک اور راہنما لکھتے ہیں:

"ظاہر قضائے معلق تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے-"[(۹۶)]

ایک دوسرے بریلوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

"اولیاء کا تصرف و اختیار مرنے کے بعد اور زیادہ ہو جاتا ہے-"[(۹۷)]

یہ ہیں غیر اللہ کے بارے میں ان کے عقائد- انہوں نے اپنی دعاؤں اور طلب گاریوں میں دوسری ہستیوں کو بھی شریک کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے اختیارات و تصرفات اس کی مخلوق میں تقسیم کر دیے ہیں' حالانکہ شریعت اسلامیہ میں کارسازیوں اور بے نیازیوں کا تصور صرف اللہ تعالیٰ تک ہی محدود ہے-

بریلوی حضرات نے اپنے اولیاء کو وہ تمام اختیارات تفویض کر دیے' جو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام' یہودی حضرت عزیر علیہ السلام اور مشرکین مکہ لات' ہبل' عزیٰ اور منات وغیرہ میں سمجھتے تھے-

﴿أُفٍّ لَّكُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُوْنَ﴾

یہ مت سمجھئے کہ بریلویت کے امام جناب احمد رضا خان صاحب کا ان خدائی اختیارات میں کوئی حصہ نہ تھا- وہ بھی دوسرے اولیاء کی طرح رزاق' داتا' شافی' غوث' مختار' قادر مطلق' حاجت روا اور مشکل کشا تھے- ان کی صفات ملاحظہ کیجئے-

بریلویت کے ایک پیروکار اپنے ہادی و مرشد کی شان بالا صفات میں اپنی کتاب مدائح اعلیٰ حضرت میں نغمہ سرا ہیں-

---

۹۵- رسول الکلام از دیدار علی للبریلوی ص ۱۲۵ طبع لاہور

۹۶- (بہار شریعت) جز اول ص ۶

۹۷- (فتاویٰ نعیمیہ) ص ۲۴۹

یا سیدی' یا مرشدی' یا مالکی' یا شافعی
اے دستگیر راہنما یا سیدی احمد رضا
اندھوں کو بینا کر دیا بہروں کو شنوا کر دیا
دین نبی زندہ کیا یا سیدی احمد رضا
امراض روحانی و نفسانی امت کے لئے
ادر ترا دارالشفا یا سیدی احمد رضا"(۹۸)

یہی مرید اپنے پیرو شیخ جناب احمد رضا کے سامنے عجز و نیاز کرتے ہوئے اور اپنا دامن پھیلا کر یوں پکارتا ہے۔

میرے آقا' میرے داتا' مجھے ٹکڑ ملجائے
در سے آس لگائے ہے یہ کتا تیرا
اپنی رحمت سے اسے کر لے قبول اے پیارے
نذر میں لایا ہے یہ چادر یہ کمینا تیرا
اس عبید رضوی پر بھی کرم کی ہو نظر
بد سہی چور سہی ہے تو وہ کتا تیرا"(۹۹)

اور سنئے جناب احمد رضا خاں بریلوی کے ایک معتقد ارشاد کرتے ہیں۔

"قیامت میں مفر کی منکرو تدبیر کیا سوچی؟
کہ ہوگا گھومتا کوڑا امام اہل سنت کا"(۱۰۰)

"کس سے کریں فریاد خدائی مالک و مولی تیری دوہائی
تیرے سوا ہے کون ہمارا حامئ سنت اعلیٰ حضرت
بھیک سدا منہ مانگی پائی دیر کیوں اس بار لگائی

۹۸۔ملاحظہ ہو(مدائح اعلیٰ حضرت)ایوب رضوی ص ۵

۹۹۔(مدائح اعلیٰ حضرت)ایوب رضوی ص ۵'۴

۱۰۰۔(باغ فردوس)ایوب رضوی ص ۴

میرے کریم' سخی' ان داتا' حامی سنت اعلیٰ حضرت
کب سے کھڑے ہیں ہاتھ پسارے بندہ نواز گدا بیچارے
اب تو کرم ہو جائے حامی سنت اعلیٰ حضرت!"[۱۰۱]

اور سنئیے ۔

"وہی فریاد رس ہے بے کسوں کا
وہی محتاج کا حاجت روا ہے
ستارہ کیوں نہ میرا اوج پر ہو
ادھر آقا ادھر احمد رضا ہے
مجھے کیا خوف ہو وزن عمل کا
حمایت پر مرا حامی تلا ہے"[۱۰۲]

بریلویت کے ایک دوسرے شاعر کا عقیدہ:

"میری کشتی پڑ گئی منجدھار میں
دے سہارا اک ذرا احمد رضا
چار جانب مشکلیں ہیں ایک میں
اے مرے مشکل کشا احمد رضا
لاج رکھ لے میرے پھیلے ہاتھ کی
اے میرے حاجت روا احمد رضا
جھولیاں بھر دے میری داتا میرے
ہوں تیرے در کا گدا احمد رضا"[۱۰۳]

چند اور اشعار نقل کر کے ہم اپنی اس بحث کو سمیٹتے ہیں۔

۱۰۱۔(مدائح اعلیٰ حضرت) ص ۲۳

۱۰۲۔(ایضاً) ص ۵۴

۱۰۳۔(نغمۃ الروح) اسماعیل رضوی ص ۴۴' ۴۵

بریلویت کے ایک اور شاعر اپنے مذہب کے عقائد کی وضاحت کرتے ہوئے نغمہ سرا ہیں ؂

"غوث و قطب اولیاء احمد رضا
ہے میرا مشکل کشا احمد رضا
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا
ہاں مدد فرما شاہ احمد رضا'
تو ہے داتا اور میں منگتا ترا
میں تیرا ہوں تو میرا احمد رضا!"(۱۰۴)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمایئے' کیا یہ عقائد قرآن کریم کی واضح آیات سے استہزاء کے مترادف نہیں ہیں؟ کیا ان میں اور کتاب و سنت میں کوئی مطابقت ہے؟ کیا ان سے یہ بات اچھی طرح واضح نہیں ہو جاتی کہ ان حضرات کا مقصد مشرکانہ عقائد اور دور جاہلیت کے افکار کی نشر و اشاعت ہے؟ کیا مشرکین مکہ کے عقائد ان عقائد سے ابتر تھے؟

اس سلسلے میں ہم یکتائے عصر' فرید دھر اور برصغیر کے مفسر و محدث علامہ نواب صدیق حسن خاںؒ کی تفسیر فتح البیان کی عبارت ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں--- نواب صدیق حسن رحمتہ اللہ علیہ فرمان خداوندی ﴿قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّاوَّ لَا نَفْعًا اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے' جنہوں نے مصائب کے وقت نبی ﷺ کو پکارنا اپنا عقیدہ بنالیا ہے- کیونکہ قرآن کریم نے بڑی فصاحت سے یہ بیان فرمادیا ہے کہ تکالیف و مصائب میں مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے' انبیاء و صالحین کا بھی وہ مددگار ہے- اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی امت سے واشگاف الفاظ میں کہہ دیں کہ میں اپنی ذات کے لیے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں- قرآن تو یہ بتلا رہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اپنی

۱۰۴-(ایضاً) نور محمد اعظمی ص ۴۷'۴۸

ذات کے لیے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں ہے' پھر وہ مختار کل کیونکر ہو سکتے ہیں؟

اور پھر جب خاتم النبیین ﷺ کو یہ خدائی اختیار حاصل نہیں ہیں' تو باقی مخلوق میں سے کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا کیسے مانا جا سکتا ہے؟

تعجب ہے ان لوگوں پر' جو ان بندوں کے سامنے دامن پھیلاتے اور ان سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں' جو منوں مٹی تلے دفن ہیں۔

وہ اس شرک سے باز کیوں نہیں آتے اور اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر کیوں دھیان نہیں دیتے؟

کب انہیں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی صحیح تفسیر کا علم ہو گا؟

یہ لوگ کب ﴿لا اله الا الله﴾ کے صحیح مفہوم سے آشنا ہوں گے؟

اور ستم بالائے ستم ہے کہ علم و فضل کے دعویدار ان کے واعظین و علماء' جنہیں عوام نے سچے راہنما سمجھ رکھا ہے' وہ انہیں ان مشرکانہ اور دور جاہلیت کے تصورات و اعمال سے کیوں نہیں روکتے؟

انہوں نے اپنی زبانوں پر مہر کیوں لگا رکھی ہے؟

ان کے عقائد تو دور جاہلیت کے مشرکوں سے بھی بدتر ہیں۔ وہ تو اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں فقط سفارشی سمجھتے تھے' مگر انہوں نے تو تمام خدائی اختیارات اپنے بزرگوں کو عطا کر دیئے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بجائے براہ راست اپنے بزرگوں سے مدد و معاونت مانگتے ہوئے ذرا سا بھی خوف محسوس نہیں کرتے۔ شیطان نے ان کے اذہان میں اپنے افکار اتار لیے ہیں۔ وہ شیطان کی پیروی کرتے چلے جا رہے ہیں اور انہیں اس کی خبر بھی نہیں۔ وہ سمجھ رہے ہیں ہم نیکی کے راستے پر گامزن ہیں' حالانکہ وہ شیطان کی آنکھ کو ٹھنڈا کر رہے ہے اور اس کی خوشی کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون!"[۱۰۵]

اور سب سے آخر میں ہم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی عبارت نقل کرتے ہیں---

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ: "حضرت بایزید بسطامی کہا کرتے تھے' مخلوق کا مخلوق سے

۱۰۵- فتح البیان' نواب صدیق حسن خان ج ۴ ص ۲۲۵

استغاثہ کرنا بالکل ایسے ہی ہے' جیسے کوئی غرق ہونے والا شخص دوسرے غرق ہونے والے سے مدد طلب کرے۔"

شیخ ابو عبداللہ القرشی کہتے ہیں کہ "مخلوق کا مخلوق سے استغاثہ کرنا اس طرح ہے جیسے کہ کوئی قیدی دوسرے قیدی سے رہائی کی طلب کرے۔"

پھر موسیٰ علیہ السلام اپنی دعاء میں فرمایا کرتے تھے:

"اے اللہ تو ہی تمام تعریفوں کا حق دار ہے۔ ہم آپ کے سامنے ہی اپنی حاجتوں کو پیش کرتے ہیں۔ صرف تو ہی معین و مددگار ہے۔ تو ہی مخلوق کی فریاد رسی پر قادر ہے۔ ہم تجھ پر توکل کرتے ہیں۔ نفع و نقصان صرف تیرے ہاتھ میں ہے۔"

سلف صالحین میں سے کوئی بزرگ بھی مافوق القدرت اشیاء سے استغاثے کو جائز نہیں سمجھتا ہے۔"[۱۰۶]

سماع موتی

بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ گزشتہ عقیدے کا لازمی جزو ہے' کیونکہ انتقال کے بعد صرف وہی شخص مخلوق کی داد رسی و دستگیری کر سکتا ہے' جو ان کی پکار کو سن سکتا ہو۔ مذہب بریلویت کا اپنے بزرگوں کے بارے میں یہ اعتقاد ہے کہ وہ اپنے مریدوں کی نداء کو سنتے اور ان کی مدد کے لیے پہنچتے ہیں۔ خواہ ان کا مرید اس دنیا کے کسی گوشے سے بھی پکارے۔ اسی بنیاد پر یہ کہتے ہیں:

"اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کے علم و ادراک و سمع و بصر پہلے کی نسبت بہت قوی ہیں۔"[۱۰۷]

یعنی مرنے کے بعد ان کے سننے اور دیکھنے کی قوت اور زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ اس

۱۰۶۔ فتاویٰ شیخ الاسلام ج ۱ ص ۱۱۲

۱۰۷۔ بہار شریعت از امجد علی ص ۵۸

لیے کہ وہ اپنی زندگی میں اسباب کے تابع تھے' مگر مرنے کے بعد وہ ان اسباب سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس غیر اسلامی فلسفے کی وضاحت کرتے ہوئے بریلویت کے ایک امام نقل کرتے ہیں:

"بے شک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں' عالم بالا سے مل جاتی ہیں' تو سب کچھ ایسے دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔"(۱۰۸)

مذہب بریلویت کے ایک اور پیروکار لکھتے ہیں:

"مردے سنتے ہیں اور محبوبین کی وفات کے بعد مدد کرتے ہیں۔"(۱۰۹)

ایک اور بریلوی عالم دین رقمطراز ہیں:

"شیخ جیلانی ہر وقت دیکھتے ہیں اور ہر ایک کی پکار سنتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو قریب اور بعید کی چیزیں سب برابر دکھائی دیتی ہیں۔"(۱۱۰)

اور خود بریلویت کے امام جناب احمد رضا خاں نقل کرتے ہیں:

"مُردے سنتے ہیں کہ خطاب(۱۱۱) اسی سے کیا جاتا ہے' جو سنتا ہو۔"(۱۱۲)

بریلویت کے خاں صاحب نے اپنی کتب میں بہت سی اسرائیلی حکائتیں اور افسانوی قصے کہانیاں نقل کی ہیں' جن سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بزرگان دین نہ صرف یہ کہ مرنے کے بعد سنتے ہیں' بلکہ کلام بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد کرتے ہیں:

"سید اسماعیل حضرمی ایک قبرستان سے گزرے تو مُردوں پر عذاب ہو رہا تھا۔

۱۰۸۔ ایضاً ص ۱۸' ۱۹

۱۰۹۔ علم القرآن از احمد یار ص ۱۸۹

۱۱۰۔ ازالتہ اضلالتہ از مفتی عبدالقادر ص ۶۷ طبع لاہور

۱۱۱۔ نبی ﷺ چاند کو خطاب کر کے فرمایا کرتے تھے "ربی وربک اللہ" اسی طرح نبی ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو زمین کو مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے "یا ارض ربی وربک اعوذ باللہ من شرک" بہر حال ضروری نہیں کہ خطاب اسے ہی کیا جائے جو سنتا ہے۔

۱۱۲۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۷

آپ نے دعاء کر کے ان پر سے عذاب اٹھوادیا-ایک قبر میں سے آواز آئی' حضرت! مجھ سے عذاب نہیں اٹھا- آپ نے دعا فرمائی اس سے بھی عذاب اٹھالیا گیا(ملخصاً)-"(۱۱۳)

بریلوی فرقے کے ایک اور امام کا غیر اسلامی فلسفہ سماعت فرمایئے-ارشاد ہوتا ہے:

"یا علی یا غوث کہنا جائز ہے' کیونکہ اللہ کے پیارے بندے برزخ میں سن لیتے ہیں-"(۱۱۴)

جناب احمد رضا بریلوی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء واولیاء پر موت طاری نہیں ہوتی' بلکہ انہیں زندہ ہی دفنادیا جاتا ہے-اور ان کی قبر کی زندگی دنیا کی زندگی سے زیادہ قوی اور افضل ہوتی ہے- جناب بریلوی انبیائے کرامؑ کے متعلق فرماتے ہیں:

"انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے- ان کی تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کی آن موت طاری ہوتی ہے' پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے-اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں-ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا' ان کی ازواج کا نکاح حرام' نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں- وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں-"(۱۱۵)

ایک اور صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

"انبیائے کرام چالیس دن قبر میں رہنے کے بعد نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں-"(۱۱۶)

مزید سنئے:

"انبیائے کرام اپنی قبر میں زندہ ہیں-وہ چلتے پھرتے ہیں- نماز پڑھتے اور کلام کرتے ہیں اور مخلوق کے معاملات میں تصرف فرماتے ہیں-"(۱۱۷)

۱۱۳- حکایات رضویہ ۵۷

۱۱۴- فتاویٰ نوریہ نور اللہ قادری ص ۵۲۷

۱۱۵- ملفوظات للبریلوی جز ۳ ص ۲۷۶

۱۱۶- رسول الکلام دیدار علی ص ۱

۱۱۷- حیات النبی ﷺ کاظمی ص ۳ ط ملتان

نبی کریم علیہ کی توہین کاارتکاب کرتے ہوئے انہوں نے اپنی کتب میں لکھا ہے کہ آپ علیہ کو جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے دفن کیا تو آپؐ زندہ تھے - چنانچہ جناب بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

"قبر شریف میں اتاوتے وقت حضور علیہ "امتی امتی" فرمار ہے تھے-"[۱۱۸]

جناب بریلوی کے متبع کا فرمان سنئے:

"جس وقت حضور علیہ کی روح اقدس قبض ہو رہی تھی' اس وقت بھی جسم میں حیات موجود تھی-"[۱۱۹]

مزید سنئے:

"ہمارے علماء نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں - اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات و نیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں - یہ آپؐ کو بالکل ظاہر ہیں - ان سے پوشیدہ نہیں-"[۱۲۰]

ایک اور بریلوی امام تحریر کرتے ہیں-

"تین روز تک روضہ شریف سے برابر پانچوں وقت اذان کی آواز آتی رہی-"[۱۲۱]

نیز ارشاد ہوتا ہے:

"جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ حجرہ مبارک کے سامنے رکھا گیا آواز آئی ﴿ادخلوا الحبیب الی الحبیب﴾

یعنی دوست کو دوست کے پاس لے آؤ-"[۱۲۲]

۱۱۸- رسالہ نفی الفئ عمن انار نبورہ کل شئ للبریلوی المندرجتہ فی مجموعۃ رسائل رضویہ ۱۷ اص ۲۲۱' حیات النبی للکاظمی ص ۴۷

۱۱۹- حیات النبی علیہ ص ۱۰۴

۱۲۰- جاء الحق احمد یار بریلوی ص ۱۵۱' ۱۵۰

۱۲۱- مادینۃ الطریق بیان التحقیق والتقلید' دیدار علی ص ۸۶

۱۲۲- حیاۃ النبی علیہ ص ۱۲۵

یہ وصف صرف انبیاء کرامؑ تک ہی محدود نہیں ہے' بلکہ بزرگان دین بھی اس رتبے کے حامل ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"اللہ کے ولی مرتے نہیں' بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔ان کی ارواح صرف ایک آن کے لیے خروج کرتی ہیں' پھر اسی طرح جسم میں ہوتی ہیں جس طرح پہلے تھیں۔"(۱۲۳)

بریلویت کے امام اکبر بھی اسی عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اولیاء بعد الوصال زندہ اور ان کے تصرفات و کرامات پائندہ۔اور ان کے فیض بدستور جاری اور ہم غلاموں' خادموں' محبوں' معتقدوں کے ساتھ وہی امداد و اعانت ساری۔"(۱۲۴)

ان کے ایک پیروکار کا ارشاد سنئے۔ نقل کرتے ہیں:

"اولیاء اللہ کی موت مثل خواب کے ہے۔"(۱۲۵)

جناب خاں صاحب بریلوی فرماتے ہیں:

"اولیاء کرام اپنی قبروں میں پہلے سے زیادہ سمع اور بصر رکھتے ہیں۔"(۱۲۶)

مزید نقل کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مر جائیں۔وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر میں بدلائے جاتے ہیں۔"(۱۲۷)

ظرافت طبع کے لیے ایک افسانوی قصہ بھی سن لیجئے۔ایک عارف راوی ہیں:

"مکہ .... مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا' پیرو مرشد میں کل ظہر کے

۱۲۳۔ فتاویٰ نعیمیہ اقتدار بن احمد یار بریلوی ص ۲۴۵

۱۲۴۔ فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۳۶

۱۲۵۔ فتاویٰ نعیمیہ ص ۲۴۵

۱۲۶۔ حکایات رضویہ ص ۴۴

۱۲۷۔ احکام قبور مومنین مندرجہ رسائل رضویہ ص ۲۴۳

بعد مر جاؤں گا۔ حضرت ایک اشرفی لیں' آدھی میں میرا دفن اور آدھی میں میرا کفن کریں۔ جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا' مرید مذکور نے آکر طواف کیا' پھر کعبے سے ہٹ کر لیٹا تو روح نہ تھی۔ میں نے قبر میں اتارا' آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا' "کیا موت کے بعد زندگی؟"

کہا ﴿انا حیّ و کلّ محبّ للّٰہ حیّ﴾

"میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے۔"[128]

جناب بریلوی نے اپنی ایک اور کتاب میں عنوان باندھا ہے:

"انبیاء و شہداء اور اولیاء اپنے ابدان مع اکفان کے زندہ ہیں۔"[129]

جناب بریلوی کی طرف سے ایک اور افسانہ پیش خدمت ہے۔۔۔ کسی بزرگ سے نقل کرتے ہیں:

"میں ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا۔ رات کو خندق میں اترا' وضو کیا' دو رکعت نماز پڑھی' پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا' مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا ہے:

﴿قد اذیتنی منذا للّیلۃ﴾[130]

"اے شخص' تو نے مجھ کو رات بھر ایذا دی۔"[131]

اس طرح کے جھوٹے واقعات' خانہ ساز کرامتوں اور قصے کہانیوں سے ان کی کتب بھری ہوئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے' افسانہ نگاری میں ان کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ہر شخص دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔

اس مذہب کے ایک پیروکار افسانہ نگاری کرتے ہوئے کسی بزرگ کے متعلق لکھتے ہیں:

۱۲۸۔ احکام قبور مؤمنین' رسائل رضویہ ۲۴۵

۱۲۹۔ ایضاً ص ۲۴۹

۱۳۰' ۱۳۱۔ احکام قبور مومنین ص ۲۴۷

"انتقال کے بعد انہوں نے فرمایا: میرا جنازہ جلدی لے چلو، حضور ﷺ جنازے کا انتظار فرمارہے ہیں۔"[۱۳۲]

اس طرح کی اسرائیلی اساطیر اور خود ساختہ واقعات پر انہوں نے اپنے مذہب کی عمارت قائم کی ہے۔

اب ذرا اس مشرکانہ عقیدے کے متعلق قرآن کریم کی وضاحت سنئے اور ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح سے ان لوگوں کے رگ دپے میں شرک کے اثرات سرایت کر گئے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّن يَّدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لاَّ يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وُهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾[۱۳۳]

"اور اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا، جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارے؟ جو قیامت تک بھی اس کی بات نہ سنے، بلکہ انہیں ان کے پکارنے کی خبر تک نہ ہو۔"

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿اَيُشْرِكُوْنَ مَالاَ يَخْلُقُ شَيْأً وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ٥ وَلاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلاَ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ٥ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لاَ يَتَّبِعُوْكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْ تُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ٥ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ٥ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَكَاءَ كُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلاَ تُنْظِرُوْنِ٥ اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ٥ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلاَ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ٥ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْكِتٰبِ

۱۳۲۔ حیاۃ النبی ﷺ بریلوی ص ۴۶

۱۳۳۔ سورۃ احقاف آیت ۵

۱۳۴۔ سورۃ اعراف آیت ۱۹۱ تا ۱۹۸

الْهُدٰی لَا یَسْمَعُوْاؕ وَ تَرٰهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَ هُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ﴾(۱۳۴)

"کیا (اللہ کے ساتھ) یہ انہیں شریک کرتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہ کر سکیں' بلکہ خود ہی پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ انہیں کسی قسم کی مدد بھی نہیں دے سکتے (بلکہ) خود اپنی ہی مدد نہیں کر سکتے۔ اور اگر تم انہیں کوئی بات بتلانے کو پکارو تو تمہاری پیروی نہ کر سکیں۔ برابر ہیں (دونوں امر تمہارے اعتبار سے) کہ خواہ انہیں پکارو' خواہ خاموش رہو۔ بے شک جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو تو وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں' سو اگر تم سچے ہو تو تم انہیں پکارو۔ پھر ان کو چاہئے تمہیں جواب دیں کیا ان کے پیر ہیں جن سے وہ چلتے ہیں؟ کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ کسی چیز کو پکڑتے ہیں؟ کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں؟ کیا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں؟ آپؐ کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شریکوں کو بلا لو' پھر میرے خلاف چال چلو اور مجھے مہلت نہ دو۔ یقیناً میرا کارساز اللہ ہے جس نے مجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے اور وہ صالحین کی کارسازی کرتا ہی رہتا ہے۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو' وہ نہ تو تمہاری ہی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔ اور اگر تم انہیں کوئی بات بتلانے کو پکارو تو وہ سن نہ سکیں' اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ گویا آپ کی طرف نظر کر رہے ہیں' در آں حالیکہ انہیں کچھ نہیں سوجھ رہا۔"

اللہ تعالیٰ قریش مکہ کے مشرکوں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِؕ حَتّٰۤی اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِۚ وَ جَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۬ۚ لَىِٕنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ﴾(۱۳۵)

"وہی اللہ جو تم کو خشکی اور سمندر میں لئے لئے پھرتا ہے' چنانچہ جب تم کشتی میں سوار ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو ہوائے موافق کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور

۱۳۵۔ سورۃ یونس آیت ۲۲

وہ لوگ اس سے خوش ہوتے ہیں' (ناگہاں) ایک تھپیڑا ہوا کا آتا ہے اور ان کے اوپر ہر طرف سے موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں۔ اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ بس اب ہم گھر گئے' تو اس وقت اللہ کو اس کے ساتھ اعتقاد کو بالکل خالص کر کے پکارتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دلا دی تو ہم یقیناً بڑے شکر گزاروں میں ہوں گے۔"

یعنی دور جاہلیت کے مشرکین جب کشتی میں سوار ہوتے تھے اور ان کی کشتی گرداب میں پھنس جاتی تھی' تو وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اور ان کی اصل فطرت ابھر آتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی صاحب تصرف اور مالک ذی اختیار نہیں ہے۔ مگر ذرا ان لوگوں کی سوء الاعتقادی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ سمندر میں ہوں یا خشکی کے مقام پر' ہر جگہ کبھی بہاؤ الحق اور معین الدین چشتی کا نام لے کر اور کبھی دوسرے بزرگوں کو پکار کر غیر اللہ ہی سے فریاد کرتے نظر آتے ہیں۔ خود بریلویت کے امام' خاں صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"جب کبھی میں نے استعانت کی' یا غوث ہی کہا۔"(۱۳۶)

ان کے عقیدے کی تردید کرتے ہوئے حنفی مفسر شیخ آلوسیؒ مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مشرکین اس قسم کے کٹھن حالات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں پکارتے تھے۔ مگر افسوس ہے ان لوگوں پر کہ مشکل وقت آنے پر غیر اللہ کا سہارا لیتے ہیں اور ان ہستیوں کو پکارتے ہیں جو نہ ان کی آواز سن سکتے ہیں' نہ جواب دے سکتے ہیں' نہ نفع کے مالک ہیں' نہ نقصان کے۔ ان میں سے کوئی خضر و الیاس کے نام کی دہائی دیتا ہے' کوئی ابوالخمیس اور عباس سے استغاثہ (کرتا) اور کوئی اپنے امام کو فریاد کے لیے پکارتا ہے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی توفیق نہیں ہوتی۔

مجھے بتائیے کہ ان دونوں طریقوں میں سے کون ہدایت کے قریب ہے؟ اور کون ذلالت اور گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے؟ یقیناً مشرکین مکہ کا عقیدہ ان سے بہتر

۱۳۶۔ ملفوظات ص ۳۰۷

تھا- ان لوگوں نے شریعت کی مخالفت اور شیطان کی اتباع کو نجات کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے- خدا سب کو ہدایت دے-"[۱۳۷]

اسی طرح مصر کے مفکر و عالم دین سید رشید رضا مصری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس قسم کی آیات میں کس قدر وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے کہ مشرکین دشوار اور کٹھن حالات میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے' مگر اس دور کے نام نہاد مسلمانوں کی عقل کا ماتم کیجئے کہ وہ شدائد و مشکلات کے وقت اپنے معبود حقیقی کو چھوڑ کر اپنے معبودان بدوی' رفاعی' دسوقی' جیلانی' متبولی اور ابو سریع وغیرہ سے استغاثہ کرنے میں کسی قسم کی حیا محسوس نہیں کرتے-

اور بہت سارے جبہ پوش' جو درگاہوں کے مجاور بنے ہوئے ہیں اور غیر اللہ کے نام پر چڑھائے جانے والے چڑھاووں اور نذر و نیاز کی بدولت عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں' انہیں سادہ لوح افراد کو گمراہ کرتے اور دین فروشی کرتے ہوئے ذرا سی شرم بھی محسوس نہیں ہوتی-

کہا جاتا ہے کہ کچھ افراد سمندر کے سفر میں کشتی پر سوار ہوئے- کچھ دور جا کر کشتی بھنور میں پھنس گئی- موت سامنے نظر آنے لگی تو ان میں سے ہر شخص اپنے اپنے پیر کو پکارنے لگا: اے بدوی' اے رفاعی' اے جیلانی- ان کے اندر ایک اللہ کا بندہ توحید پرست بھی تھا- وہ تنگ آکر کہنے لگا کہ اللہ ان سب کو غرق فرما' ان کے اندر کوئی بھی تجھے پہچاننے والا نہیں!"[۱۳۸]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سیدھی راہ پر گامزن فرمائے اور شرک و بت پرستی سے محفوظ رکھے- آمین!

۱۳۷- نقلا عن الادلۃ البینات فی عدم سماع الاموات مقدمہ ص ۱۷

۱۳۸- تفسیر المنار ج ۱۱ ص ۳۳۸' ۳۳۹

عقیدہ علم غیب

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام اشیاء کا علم فقط ذات الٰہی کے لئے خاص ہے' عالم الغیب صرف اللہ کی ذات ہے- انبیائے کرامؑ کو بھی کسی شئے کا علم اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا' جب تک کہ ان پر وحی نازل نہ ہو جائے- انبیاءؑ کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھنا اعتراف عظمت نہیں' بلکہ انتہائی گمراہی اور ضلالت ہے- سیرت رسول ﷺ کے واقعات و حقائق کے اور روشن دلائل کے خلاف ہے- اور نہ صرف یہ کہ اس میں کتاب و سنت کی مخالفت ہے' بلکہ یہ عقیدہ فقہ حنفی کے بھی مخالف ہے-

بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاءؑ و اولیاء کو ہر اس واقعہ کا علم ہے' جو ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے- ان کی نظر سے کوئی چیز مخفی نہیں' سارا عالم ان کی نظر کے سامنے ہے- وہ دلوں کے حالات کو جاننے والے' ہر راز سے باخبر اور تمام مخلوقات سے واقف ہیں- انہیں قیامت کا علم' آنے والے دن کے حالات کی اطلاع ہوتی ہے- رحم مادر میں جو کچھ ہے' اس سے آشنا ہوتے ہیں- ہر حاضر و غائب پر ان کی نظر ہوتی ہے-

غرضیکہ دنیا میں جو کچھ ہو چکا ہے' جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے' اولیاء سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے-

اب سنئے قرآنی آیات اور اللہ تعالیٰ کے ارشادات' جن سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے- مخلوق کا کوئی فرد بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں شریک و ساجھی نہیں ہے!

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [۱۳۹]

"نہیں جانتا کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے غیب مگر اللہ۔"

﴿اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ غَیۡبِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ﴾(۱۴۰)

"تحقیق اللہ جانتا ہے پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی، تحقیق وہ جاننے والا ہے سینے والی بات کو۔"

﴿اِنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ غَیۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاللّٰہُ بَصِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ﴾(۱۴۱)

"تحقیق اللہ جانتا ہے پوشیدہ غیب آسمانوں کا اور زمین کا، اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے جو کچھ کرتے ہو تم۔"

﴿وَلِلّٰہِ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاِلَیۡہِ یُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ کُلُّہٗ﴾(۱۴۲)

"اور واسطے اللہ کے ہیں پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی، یعنی علم ان کا! اور طرف اسی کی پھیرا جاتا ہے کام سارا۔"

﴿اِنَّمَا الۡغَیۡبُ لِلّٰہِ فَانۡتَظِرُوۡا اِنِّیۡ مَعَکُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِیۡنَ﴾(۱۴۳)

"سوائے اس کے نہیں کہ علم غیب واسطے خدا کے ہے، پس انتظار کرو۔ تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے انتظار کرنے والوں میں سے ہوا۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ لَا یَعۡلَمُہَاۤ اِلَّا ہُوَ وَ یَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ مَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعۡلَمُہَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ﴾(۱۴۴)

"اور پاس اس کے ہیں کنجیاں غیب کی۔ نہیں جانتا ان کو مگر وہ! اور جانتا ہے جو کچھ بیچ جنگل کے ہے اور دریا کے ہے۔ اور نہیں گرتا کوئی پتہ، مگر جانتا ہے اس کو۔ اور نہیں

۱۴۰۔ سورۃ الفاطر آیت ۳۸

۱۴۱۔ سورۃ الحجرات آیت ۱۸

۱۴۲۔ سورۃ ہود آیت ۱۲۳

۱۴۳۔ سورۃ یونس آیت ۲۰

۱۴۴۔ سورۃ انعام آیت ۵۹

گرتا کوئی دانہ بیچ اندھیروں زمین کے اور نہ کوئی خشک اور نہ کوئی گیلی چیز، مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے۔"

اور فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾(۱۴۵)

"تحقیق اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے بارش، اور جانتا ہے جو کچھ بیچ پیٹوں ماں کے ہے۔ اور جانتا نہیں کوئی جی کیا کماوے گا کل کو؟ اور نہیں جانتا کوئی جی کس زمین میں مرے گا؟ تحقیق اللہ خبردار ہے۔"

مگر بریلوی حضرات کتاب و سنت کے برعکس یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام روز اول سے روز آخر تک کے تمام "ماکان و مایکون" کو جانتے بلکہ دیکھ رہے ہیں اور مشاہدہ فرما رہے ہیں۔(۱۴۶)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"انبیاء پیدائش کے وقت ہی عارف باللہ ہوتے ہیں اور علم غیب رکھتے ہیں۔"(۱۴۷)

نبی آخر الزمان ﷺ کے متعلق امام بریلویت جناب احمد رضا رقمطراز ہیں:

"نبی ﷺ کو تمام جزئی و کلی علم حاصل ہو گئے اور سب کا احاطہ فرمالیا۔"(۱۴۸)

ایک دوسری جگہ نقل کرتے ہیں:

"لوح و قلم کا علم، جس میں تمام ماکان و مایکون ہے، حضورؐ کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔"(۱۴۹)

مزید لکھتے ہیں:

۱۴۵- سورۃ لقمان آیت ۳۴

۱۴۶- الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ ص ۵۸ لاہور پاکستان

۱۴۷- مواعظ نعیمیہ احمد یار ص ۱۹۲

۱۴۸- الدولۃ المکیۃ ص ۲۳۰

۱۴۹- انباء المصطفیٰ ص ۸

"حضورؐ کے علم انواع میں کلیات' جزئیات' حقائق ودقائق' عوارف اور معارف کہ ذات وصفات الٰہی کے متعلق ہیں اور لوح وقلم کا علم تو حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر اور اس کے سمندروں سے ایک نہر ہے' پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت سے تو ہے۔ حضور کا علم وحلم تمام جہاں کو محیط ہے"(۱۵۰)

"نبی علیہ کو ذات الٰہی کے شانوں اور صفات حق کے احکام اور افعال اور آثار غرض جمیع اشیا کا علم اور حضور نے جمیع علوم اول وآخر ظاہر وباطن کا احاطہ فرمایا۔"(۱۵۱)

جناب بریلوی کے ایک معتقد ارشاد فرماتے ہیں:

"نبی پاک علیہ سے عالم کی کوئی شئے پردہ میں نہیں۔ یہ روح پاک عرش اور اس کی بلندی وپستی' دنیا وآخرت' جنت ودوزخ سب پر مطلع ہے۔ کیونکہ یہ سب اسی ذات جامع کمالات کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔"(۱۵۲)

مزید لکھتے ہیں:

"جناب رسالت مآب علیہ کا علم تمام معلومات غیبیہ ولدنیہ پر محیط ہے۔"(۱۵۳)

ایک اور بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

"حضور علیہ اللہ کو بھی جانتے اور تمام موجودات' مخلوقات' ان کے جمیع احوال کو بتمام وکمال جانتے ہیں۔ ماضی' حال' مستقبل میں کوئی شئے کسی حال میں ہو' حضور علیہ سے مخفی نہیں۔"(۱۵۴)

ایک اور بریلوی مفکر اس پر بھی سبقت لے جاتے ہوئے یوں گویا ہے:

"حضور علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا علم غیب بخشا کہ آپ پتھر کے دل کا حال بھی

۱۵۰۔ ایضاً ص ۳۸

۱۵۱۔ الدولتہ المکیتہ ص ۲۱۰

۱۵۲۔ الکلمتہ العلیاء لاعلاء علم المصطفیٰ نعیم الدین مراد آبادی ص ۱۴

۱۵۳۔ ایضاً ۵۶

۱۵۴۔ تسکین الخواطر فی مسئلتہ الحاضر والناظر' احمد سعید کاظمی ص ۶۵

جانتے تھے تو ان سرکار کو اپنے عشاق انسانوں کے دلوں کا پتہ کیوں نہ ہوگا؟"[(۱۵۵)]

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"جس جانور پر سرکار قدم رکھیں' اس کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیے جاتے ہیں- جس دل کے سر پر حضور کا ہاتھ ہو' اس پر سب غائب و حاضر کیوں نہ ظاہر ہو جائے؟"[(۱۵۶)]

خود امام بریلویت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذات پر جھوٹ باندھتے ہوئے فرماتے ہیں:

"صحابہ کرامؓ یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم ہے-"[(۱۵۷)]

قرآن کریم کی صریح مخالفت کرتے ہوئے بریلویت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو ان پانچ مخفی امور کا بھی علم تھا' جو قرآنی آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں- چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡاَرۡحَامِ وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌ مَّا ذَا تَكۡسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌ بِاَىِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ﴾[(۱۵۸)]

"تحقیق اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے بارش' اور جانتا ہے جو کچھ بیچ پیٹوں ماں کے ہے- اور نہیں جانتا کوئی جی کیا کماوے گا کل کو؟ اور نہیں جانتا کوئی جی کس زمین میں مرے گا؟ تحقیق اللہ جاننے والا خبردار ہے-"

﴿اَللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ كُلُّ اُنۡثٰى وَ مَا تَغِيۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَ مَا تَزۡدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَىۡءٍ عِنۡدَهٗ بِمِقۡدَارٍ ۝ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ الۡكَبِيۡرُ الۡمُتَعَالِ﴾[(۱۵۹)]

۱۵۵- مواعظ نعیمیہ' اقتدار بن احمد یار ص ۱۹۲

۱۵۶- ایضاً ص ۳۶۴' ۳۶۵

۱۵۷- خالص الاعتقاد ص ۲۸

۱۵۸- سورہ لقمان آیت ۳۴

۱۵۹- سورۃ رعد آیت ۸' ۹

"اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کہ اٹھاتی ہے ہر عورت' اور جو کچھ کہ کم کرتے ہیں رحم اور جو کچھ بڑھاتے ہیں' اور ہر چیز نزدیک اس کے اندازے پر ہے- جاننے والا ہے پوشیدہ کا اور ظاہر کا' بڑا بلند!"

﴿اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى﴾(۱۶۰)

"تحقیق قیامت آنے والی ہے- نزدیک ہے کہ چھپا ڈالوں میں اس کو' تاکہ بدلا دیا جائے ہر جی ساتھ اس چیز کے کہ کرتا ہے-"

اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾(۱۶۱)

"یہ لوگ آپ سے قیامت کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہو گا؟ آپؐ کہہ دیجئے کہ اس کا علم بس میرے پروردگار ہی کے پاس ہے- اس کے وقت پر اسے کوئی نہ ظاہر کرے گا بجز اس اللہ کے' بھاری حادثہ ہے وہ آسمانوں اور زمین میں' وہ تم پر محض اچانک ہی آ پڑے گی- آپؐ سے دریافت کرتے بھی ہیں تو اس طرح کہ گویا آپؐ اس کی تحقیق کر چکے ہیں- آپؐ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے' لیکن اکثر لوگ (یہ بھی) نہیں جانتے-"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾(۱۶۲)

" یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارہ میں دریافت کرتے ہیں- آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو بس اللہ ہی کو ہے-"

۱۶۰- سورۃ طہٰ آیت ۱۵

۱۶۱- سورۃ اعراف آیت ۱۸۷

۱۶۲- سورہ احزاب آیت ۶۳

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلاً وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ﴾(۱۶۳)

"وہ اللہ ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ایک وقت مقرر کیا اور متعین وقت اسی کے علم میں ہے۔۔۔ پھر بھی تم شک رکھتے ہو؟"

﴿وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾(۱۶۴)

"اور اسی کو قیامت کی خبر ہے اور اسی کی طرف تم سب واپس کیے جاؤ گے۔"

﴿عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لاَ يَعْلَمُهَآ اِلاَّ هُوَ﴾(۱۶۵)

"اور اس کے پاس ہیں غیب کے خزانے' انہیں بجز اس کے کوئی نہیں جانتا۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرمان میں واضح کر دیا ہے کہ یہ غیبی امور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہیں۔ چنانچہ مشہور حدیث جبریلؑ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے آپؐ سے قیامت کے متعلق دریافت فرمایا تو آپؐ نے جواب دیا:

﴿مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَ سَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا- اَلْخ﴾

یعنی "مجھے اس کے وقوع کا علم نہیں' البتہ اس کی نشانیاں آپ کو بتلا دیتا ہوں۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾(۱۶۶)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا "غیب کی کنجیاں پانچ ہیں' انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (۱) رحم مادر میں جو کچھ ہے (۲) آنے والے

۱۶۳- سورۃ انعام آیت ۲

۱۶۴- سورت زخرف آیت ۸۵

۱۶۵- سورت انعام ۵۹

۱۶۶- رواہ البخاری

کل کے واقعات (۳) بارش ہو گی یا نہیں (۴) موت کہاں آئے گی؟ (۵) قیامت کب قائم ہو گی؟"[۱۶۷]

مزید برآں حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ارشاد فرمایا: "تم مجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم تو سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی کو نہیں۔"[۱۶۸]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں:
وقت قیامت' نزول بارش' مافی الارحام' واقعات مستقبل اور مقام موت"[۱۶۹]

آیات قرآنیہ اور اس مفہوم کی بہت ساری احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں' مگر بریلوی حضرات تعلیمات نبویہؐ کو پس پشت ڈالتے ہوئے بالکل اس کے برعکس عقیدہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ احمد رضا بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

"نبی ﷺ دنیا سے تشریف نہ لے گئے' مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو ان پانچوں غیبوں کا علم دے دیا۔"[۱۷۰]

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"حضور ﷺ کو پانچوں غیبوں کا علم تھا' مگر آپؐ کو ان سب کو مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔"[۱۷۱]

ایک دوسرے بریلوی کا ارشاد سنئے۔ لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ کو تمام گزشتہ اور آئندہ واقعات' جو لوح محفوظ میں ہیں' ان کا بلکہ

۱۶۷- بخاری' مسلم' مسند احمد

۱۶۸- مسلم

۱۶۹- مسند احمد' ابن کثیر' فتح الباری

۱۷۰- خالص الاعتقاد ص ۵۳

۱۷۱- خالص الاعتقاد ص ۵۶ (الدولتہ المکیتہ بالمادۃ الغیبیہ ص ۱۴۴

ان سے بھی زیادہ کا علم ہو گیا- آپؐ کو قیامت کا بھی علم ملا کہ کب ہو گی-"[۱۷۲]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"حضور علیہ السلام مخلوق کے پہلے کے حالات جانتے ہیں- اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کو پیدا کرنے کے پہلے کے واقعات اور ان کے پیچھے کے حالات بھی جانتے ہیں- قیامت کے احوال' مخلوق کی گھبراہٹ اور رب تعالیٰ کا غضب وغیرہ-"

"حضور علیہ السلام لوگوں کے حالات کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور ان کے حالات جانتے ہیں- ان کے حالات ان کے معاملات اور ان کے قصے وغیرہ اور ان کے پیچھے کے حالات بھی جانتے ہیں- آخرت کے احوال' جنتی اور دوزخی لوگوں کے حالات! اور وہ لوگ حضور علیہ السلام کی معلومات میں سے کچھ بھی نہیں جانتے' مگر اسی قدر جتنا کہ حضور چاہیں- اولیاء اللہ کا علم علم انبیاء کے سامنے ایسا ہے' جیسے ایک قطرہ سات سمندروں کے سامنے! اور انبیاء کا علم حضور علیہ السلام کے علم کے سامنے اسی درجہ کا ہے-"[۱۷۳]

اور سنئے:

"حضور علیہ السلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں- اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات ونیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں-"[۱۷۴]

ایک اور صاحب فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ مدینہ منورہ میں رہ کر ذرے ذرے کا مشاہدہ فرما رہے ہیں-"[۱۷۵]

بریلویت کا ایک پیروکار حضور ﷺ کی ذات کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"میرا علم میری وفات کے بعد اسی طرح ہے جس طرح میری زندگی میں تھا-"[۱۷۶]

۱۷۲- جاء الحق ص ۴۳

۱۷۳- جاء الحق ۵۰' ۵۱

۱۷۴- خالص الاعتقاد ص ۳۹' جاء الحق ص ۱۵۱

۱۷۵- مواعظ نعیمیہ احمد یار ص ۳۲۶

۱۷۶- رسول الکلام لبیان المولد والقیام لدیدار علی ص ۱

اسی پر بس نہیں' جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی غیوب خمسہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کو نہ صرف یہ کہ خود ان باتوں کا علم ہے' بلکہ آپؐ جسے چاہیں عطا کر دیں۔"(۱۷۷)

ایک اور بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

"قرآنی آیت ﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ سے مراد ہے کہ نبی ﷺ ہر چیز کو جانتے ہیں۔"(۱۷۸)

قرآن کریم کی تحریف کرتے ہوئے ان مدعیان علم و فضل کو ذرا سا بھی خوف خدا محسوس نہیں ہوتا۔ آہ ے

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ان کے نزدیک غیوب خمسہ کا علم فقط نبی ﷺ تک محدود نہیں ہے' بلکہ آپؐ کی امت میں سے بہت سے دوسرے افراد بھی اس صفت الٰہیہ میں آپؐ کے شریک ہیں۔ چنانچہ امام بریلویت جناب احمد رضا صاحب بریلوی نقل کرتے ہیں:

"قیامت کب آئے گی؟ مینہ کب کتنا برسے گا؟ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ کل کیا ہو گا؟ فلاں کہاں مرے گا؟ یہ پانچوں غیب جو آیہ کریمہ میں مذکور ہیں' ان سے کوئی چیز حضور رسول اللہ ﷺ پر مخفی نہیں! اور کیوں کر یہ چیزیں حضور سے پوشیدہ ہو سکتی ہیں' حالانکہ حضور کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں اور ان کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے۔ غوث کا کیا کہنا! پھر ان کا کیا پوچھنا جو اگلوں' پچھلوں' سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شے انہیں سے ہے۔"(۱۷۹)

مزید سنئے اور اندازہ لگایئے' شیطان نے صریح قرآنی آیات کے مقابلہ میں انہیں

۱۷۷۔ خالص الاعتقاد بریلوی ص ۱۴

۱۷۸۔ تسکین الخواطر کاظمی بریلوی ص ۵۲' ۵۳

۱۷۹۔ خالص الاعتقاد ۵۳' ۵۴

بصارت و بصیرت سے کس طرح محروم کر رکھا ہے؟

یہ لوگ اتباع شیطان کو دین کا نام دے کر خود بھی گمراہی کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور سادہ لوح عوام کی گمراہی کا سبب بھی بنے ہوئے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"ان پانچوں غیبوں کا معاملہ حضور ﷺ پر کیوں کر چھپا ہے؟ حالانکہ حضورؐ کی امت مرحومہ میں کوئی صاحب تصرف تصرف نہیں کر سکتا' جب تک کہ ان پانچوں کو نہ جانے۔ تو اے منکرو! ان کلاموں کو سنو اور اولیاء اللہ کی تکذیب نہ کرو۔"[180]

ملاحظہ فرمایئے' حضور ﷺ عالم الغیب ہیں اور اس کی دلیل نہ قرآنی آیت' نہ حدیث نبویؐ بلکہ دلیل اور حجت و برہان یہ ہے کہ اولیاء کرام کو غیب کا علم ہے۔ اور چونکہ اولیاء غیب دان ہیں' اس لیے نبی ﷺ بھی عالم الغیب ہیں۔ یہ ہیں وہ "منطقی دلائل" جن پر ان کے عقائد کی عمارت ایستادہ ہے۔ سچ ہے:

﴿وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ﴾

ایک اور دلیل سنئے:

"ہم نے ایسی جماعتوں کو دیکھا کہ جنہوں نے یہ جان لیا کہ کہاں مریں گے؟ اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کر لیا کہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے۔ لڑکا یا لڑکی؟ کہئے' اب بھی آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے؟"[181]

یعنی اگرچہ آیت کریمہ میں بڑی وضاحت سے مذکور ہے کہ ان غیبی امور کو اللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں جانتا' مگر چونکہ بریلوی حضرات میں ایسے اصحاب معرفت اور اہل اللہ موجود ہیں' جنہیں ان باتوں کا پہلے سے علم ہو جاتا ہے' لہٰذا بلاتردد یہ ماننا پڑے گا کہ علم غیب غیر اللہ کو بھی حاصل ہے اس عقیدے کے لیے اگر قرآنی مفہوم میں تبدیلی بھی کرنا پڑے' تو بریلوی مذہب میں جائز ہے ؎

خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا
آنکھوں سے شرم سرورؐ کون و مکاں گئی

۱۸۰۔ ایضاً ص ۵۴' الدولتہ المکیتہ ص ۴۸

۱۸۱۔ خالص الاعتقاد بریلوی ص ۵۳' الکلمتہ العلیا مراد آبادی ص ۳۵

﴿اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ﴾

ان واضح دلائل کے بعد اگر اب بھی آپ کو تردد ہے' تو ایک اور دلیل سن لیجئے' بریلویت کے ایک امام نقل کرتے ہیں:

"میں نے اولیاء سے یہ بہت سنا ہے کہ کل کو مینہ برسے گا یا رات کو؟ پس برستا ہے! یعنی اس روز کہ جس روز کی انہوں نے خبر دی- میں نے بعض اولیاء سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی' ویسا ہی وقوع میں آیا-"[۱۸۲]

اگر اب بھی کوئی شک باقی ہو تو ایک حکایت سن لیجئے' تاکہ قرآنی آیات اور نبوی تعلیمات کے مطالعہ کے بعد آپ کے عقائد میں جو "فساد" پیدا ہو گیا ہے' اس کی اصلاح ہو جائے- جناب احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں:

"ایک دن شیخ مکارم رضی اللہ عنہ نے کہا' عنقریب یہاں تین اشخاص آئیں گے اور وہ یہیں پہ مریں گے' فلاں اس طرح اور فلاں اس طرح- تھوڑی دیر گزری تھی کہ تینوں اشخاص آ گئے اور پھر ان کی موت بھی وہیں واقع ہوئی- اور جس طرح انہوں نے بیان کیا تھا' اس طرح ہوئی (ملخصا)-"[۱۸۳]

یہ ہیں ان کے باطل شکن دلائل' جنہیں تسلیم نہ کرنا اولیاء کرام کی گستاخی ہے- واضح دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے جناب احمد رضا بریلوی شیخ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے:

"آفتاب طلوع نہیں ہوتا' یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے' نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے' نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ بھی اس میں ہونے والا ہے' نیا دن جو آتا ہے

۱۸۲- الکلمتہ العلیاء ص ۹۴' ۹۵

۱۸۳- الدولتہ المکیتہ از بریلوی ص ۱۶۲

مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے- مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم کہ تمام سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں- میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے' یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے- میں اللہ عزو جل کے علم و مشاہدہ سے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں-

میں تو سب پر حجت الٰہی ہوں- بس رسول اللہ ﷺ کا نائب اور میں حضور ﷺ کا وارث ہوں-"(۱۸۴)

کذب و افتراء کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

"حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اگر میری زبان پر شریعت کی نوک نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کر کے رکھتے ہو- تم میرے سامنے شیشے کی مانند ہو- میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں-"(۱۸۵)

بریلویت کا ایک پیروکار کہتا ہے ؎

"دلوں کے ارادے تمہاری نظر میں عیاں
تم پر سب بیش و کم غوث اعظم"(۱۸۶)

علم غیب چند مخصوص "اولیاء" تک ہی محدود نہیں' بلکہ سارے پیر اور مشائخ اس میں شامل ہیں--- چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"آدمی کامل نہیں ہوتا' جب تک اس کو اپنے مرید کی حرکتیں اس کے آباء کی پیٹھ میں نہ معلوم ہوں--- یعنی جب تک یہ نہ معلوم کرے کہ یوم الست سے کس کس پیٹھ میں ٹھہرا' اور اس نے کس وقت حرکت کی؟ یہاں تک کہ اس کے جنت یا دوزخ

۱۸۴- الامن والعلی بریلوی ص ۱۰۹ (ایضاً الکلمۃ العلیا) مراد آبادی ۶۷' خالص الاعتقاد بریلوی ص ۴۹

۱۸۵- خالص الاعتقاد ص ۴۹

۱۸۶- باغ فردوس ایوب رضوی بریلوی ص ۴۰

۱۸۷- الکلمۃ العلیا مراد آبادی ص ۶۹' تسکین الخواطر کاظمی ص ۱۴۶' جاء الحق ص ۸۷

میں قرار پکڑنے تک کے حالات جانے۔"(۱۸۷)

جناب احمد رضا بریلوی کا فرمان سنیئے:

"کامل کا دل تمام عالم علوی و سفلی کا بروجہ تفصیل آئینہ ہے۔"(۱۸۸)

یعنی مرد کامل دنیا و آخرت کے تمام واقعات و شواہد کی تفصیل سے واقف ہوتا ہے۔ زمین و آسمان میں رونما ہونے والا کوئی واقعہ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوتا' اسے ہر ظاہر و خفی کا علم ہوتا ہے۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اس قسم کی خرافات و ترہات کی نشرواشاعت کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے اپنے آپ پر اسلام کا لیبل چسپاں کرنے میں ذرا سی بھی خفت محسوس نہیں کرتے۔

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے آسمان و جنت و نار یہ چیزیں محدود و مقید کر لیں۔ مرد وہ ہے جس کی نگاہ تمام عالم کے پار گزر جائے یعنی مکمل علم غیب کے حصول کے بغیر کوئی شخص ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔"(۱۸۹)

اور سنیئے:

"ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں' جیسے ایک لق و دق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔"(۱۹۰)

ایک اور بریلوی یوں سخن طراز ہیں:

"کامل بندہ چیزوں کی حقیقتوں پر مطلع ہو جاتا ہے اور اس پر غیب اور غیب الغیب کھل جاتے ہیں۔"(۱۹۱)

۱۸۸- خالص الاعتقاد ص ۵۱

۱۸۹- ایضاً

۱۹۰- خالص الاعتقاد ص ۵۷

۱۹۱- جاء الحق ص ۸۵

"غیب الغیب" سے کیا مراد ہے؟ یہ ماہرین بریلویت ہی بتلا سکتے ہیں۔

مزید برآں بہت سی حکایات و اساطیر بھی ان کی کتب میں ملتی ہیں' جن سے استدلال کرتے ہیں کہ اولیاء سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ انہیں ہر صغیر و کبیر کا علم ہے۔ ہم بعض حکایات ایک مستقل باب میں بیان کریں گے۔ ایسے واقعات سے بھی ان کی کتب بھری پڑی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء کے حیوانات اور ان کے مویشیوں کو بھی غیب کا علم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام خرافات اور شرکیہ عقائد سے محفوظ رکھے۔ آمین! جہاں تک کتاب و سنت کی نصوص کا تعلق ہے' ان میں صراحتاً اس عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْهُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾[192]

"اور اللہ ہی کے لیے خاص ہیں آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ باتیں! اور قیامت کا معاملہ بھی ایسا ہوگا جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ' اس سے بھی جلد تر' (الکہف:۲۶) بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

﴿لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ﴾

"اسی کے لیے (علم) غیب آسمانوں اور زمینوں کا ہے۔ وہ کیا کچھ دیکھنے والا ہے' اور کیا کچھ سننے والا!"

﴿اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾[193]

"بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کے غیب کا عالم ہے۔ وہ تو سینوں کے بھید بھی جانتا ہے۔"

۱۹۲- سورۃ نحل آیت ۷۷

۱۹۳- سورۃ فاطر آیت ۳۸

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا﴾(۱۹۴)

"وہ جانتا ہے سب کے اگلے اور پچھلے حالات کو اور (لوگ) اس کا (اپنے) علم سے احاطہ نہیں کر سکتے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو بتادیں:

﴿قُلْ لاَّ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلاَ ضَرًّا اِلاَّ مَاشَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لاَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾(۱۹۵)

"آپؐ کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لیے بھی کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا' مگر اتنا ہی جتنا اللہ چاہے۔ اگر میں غیب کو جانتا ہوتا تو اپنے لیے بہت سا نفع حاصل کر لیتا اور کوئی تکلیف مجھ پر واقع نہ ہوتی۔ میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں' ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔"

﴿قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ﴾(۱۹۶)

"آپؐ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں بس اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس آتی ہے۔ آپؐ کہیئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتے ہیں تو کیا تم غور نہیں کرتے؟"

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو متنبہ اور مخلوق کو خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ غیب نہیں جانتے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾(۱۹۷)

"اے نبی ﷺ جس چیز کو اللہ نے آپؐ کے لیے حلال کیا ہے' اسے آپؐ کیوں

۱۹۴۔ سورۃ طٰہ آیت ۱۱۰

۱۹۵۔ سورۃ اعراف آیت ۱۸۸

۱۹۶۔ سورۃ انعام آیت ۵۰

۱۹۷۔ سورۃ تحریم آیت ۱

حرام کر رہے ہیں؟ اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنے کے لیے! اور اللہ بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحم والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے علم غیب کی اپنے اس فرمان میں نفی کی ہے:

﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾(۱۹۸)

"مدینہ والوں میں سے کچھ (ایسے) منافق ہیں (کہ) نفاق میں اڑ گئے ہیں۔ آپؐ انہیں نہیں جانتے۔ ہم، ہم انہیں جانتے ہیں۔"

﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ﴾(۱۹۹)

"اللہ نے آپؐ کو معاف کر دیا (لیکن) آپؐ نے ان کو اجازت کیوں دے دی تھی، جب تک کہ آپ پر سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور آپؐ جھوٹوں کو جان لیتے؟"

اسی طرح اللہ نے اپنے دیگر رسولوں سے بھی علم غیب کی نفی کی اور ارشاد فرمایا۔"

﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾(۲۰۰)

"جس دن اللہ پیغمبروں کو جمع کرے گا، پھر ان سے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب ملا تھا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم کو علم نہیں۔ چھپی ہوئی باتوں کو خوب جاننے والا بس تو ہی ہے۔"

اسی طرح اللہ نے اپنے اس قول میں فرشتوں سے علم غیب کی نفی کی ہے:

﴿قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾(۲۰۱)

"وہ بولے تو پاک ذات ہے، ہمیں تو کچھ علم نہیں! مگر ہاں وہی جو تو نے ہمیں علم دے دیا، بیشک تو ہی ہے بڑا علم والا، حکمت والا۔"

اسی طرح انبیاء و رسلؑ کے واقعات و شواہد بھی اس بات کی بین دلیل ہیں کہ انہیں

۱۹۸۔ سورۃ توبہ ۱۰۱

۱۹۹۔ ایضاً آیت ۴۳

۲۰۰۔ سورۃ مائدہ ۱۰۹

غیب کا علم نہیں تھا' اور خود سیرت نبویہؐ کے واقعات بھی اس پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً ستر قراء کی شہادت کا واقعہ اور حادثہ عرنیین وغیرہ۔ ان تمام واقعات و جزئیات پر ذرا سا بھی غور کر لینے سے یہ بات واضح اور عیاں ہو جاتی ہے کہ علم غیب فقط اللہ تعالیٰ کی ذات تک ہی محدود ہے اور اس کی اس صفت میں کوئی نبی' ولی اس کا شریک اور ساجھی نہیں۔

لیکن بریلوی قوم کو یہ اصرار ہے کہ تمام انبیائے کرامؑ اور بزرگان دین اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں اس کے شرکاء ہیں۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں رکھتا' وہ ان کا گستاخ ہے۔ حتیٰ کہ بریلوی حضرات نے مختلف من گھڑت واقعات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ احمد رضا کو اپنی موت کے وقت کا پہلے ہی علم تھا۔[202]

انبیاء و اولیاء کی شان میں غلو سے کام لینا اور ان کے لیے وہ صفات و اختیارات ثابت کرنا' جو فقط رب کائنات کے ساتھ ہی مخصوص ہیں' ان کا احترام نہیں بلکہ قرآن و حدیث سے صریح بغاوت ہے۔ اسی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جو مجھے رتبہ عطا فرمایا ہے' میری ذات کو اس سے نہ بڑھاؤ۔"[203]

میری ذات کے بارے میں غلو و مبالغہ سے کام نہ لو' جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا۔"[204]

اور جب مدینہ منورہ میں کسی بچی نے ایک شعر پڑھا' جس کا مفہوم یہ تھا کہ ہمارے اندر ایسا نبیؐ موجود ہے جو آنے والے کل کے واقعات کو جانتا ہے' تو یہ سن کر حضور ﷺ نے اسے فوراً ٹوکا اور اس شعر کو دوبارہ دہرانے سے منع فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ ﴿لا یَعلَمُ مَا فِیْ غَدٍ اِلاَّ اللّٰہُ﴾ "ہونے والے واقعات کی خبر اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو نہیں۔"[205]

۲۰۲۔ وصایا بریلوی ص ۷

۲۰۳۔ احمد' بیہقی

۲۰۴۔ مجمع الفوائد

۲۰۵۔ ابن ماجہ

اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن اور نبی ﷺ کا فرمان برحق ہے یا یہ راہنمایان بریلویت؟

فیصلہ کرنے سے قبل امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا صریح' واضح اور بین ارشاد بھی سن لیجئے ---'

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"جو یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ غیب جانتے ہیں' وہ جھوٹا ہے- غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی اور کو نہیں ہے-"(۲۰۶)

قرآنی آیات' احادیث نبویہؐ اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس واضح ارشاد کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نہ صرف تمام انبیائے کرامؑ' بلکہ تمام "بزرگان دین" بھی غیب جانتے ہیں' تو آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ان کے عقائد کا شریعت اسلامیہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟

مسئلہ بشریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بریلوی حضرات کے بہت سے ایسے عقائد ہیں' جن کا قرآن و حدیث سے کوئی واسطہ وناطہ نہیں- اس کے باوجود بھی یہ لوگ خود کو اہل سنت کہلانا پسند کرتے ہیں اور اس میں ذرا سی بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے-

چنانچہ ان کا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ ہیں- یہ لوگ آپ ﷺ کو دائرہ انسانیت سے خارج کر کے نوری مخلوق میں داخل کر دیتے ہیں-

یہ غیر عقلی اور غیر منطقی عقیدہ ہے اور عام آدمی کے فہم سے بالاتر ہے- شریعت اسلامیہ سادہ اور عام فہم شریعت ہے- اس قسم کے ناقابل فہم اور خلاف عقل عقائد سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے-

---

۲۰۶- بخاری کتاب التوحید

لہٰذا قرآنی آیات میں اس بات کی واضح تصریح موجود ہے کہ آپؐ بشر تھے- اور اسی طرح قرآن ہمیں یہ بھی بتلاتا ہے کہ کفار سابقہ انبیاء ورسلؑ کی رسالت پر جو اعتراضات کرتے تھے' ان میں سے ایک اعتراض یہ تھا کہ وہ کہتے تھے: یہ کس طرح ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر کو اپنی ترجمانی کے لیے منتخب فرمالیا ہو اور اس کے سر پر تاج نبوت رکھ دیا ہو؟ اس کام کے لیے ضروری تھا کہ اللہ نوری مخلوق میں سے کسی فرشتے کو منتخب فرماتا- تو گویا انبیاء ورسل کی بشریت کو اللہ تعالیٰ نے کفار کی ہدایت میں مانع قرار دیا ہے-

ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ کوئی بشر رسول نہیں ہو سکتا' عقیدۂ کفار تھا- فرق صرف اتنا ہے کہ کفار کہتے تھے' بشریت رسالت کے منافی ہے- اور بریلویت کے پیروکار یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسالت بشریت کے منافی ہے- بہر حال اس حد تک دونوں شریک ہیں کہ بشریت ورسالت کا اجتماع ناممکن ہے- اب اس سلسلے میں قرآن کی آیات ملاحظہ فرمایئے:

﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾[207]

"اور نہیں منع کیا لوگوں کو یہ کہ ایمان لائیں جس وقت آئی ان کے پاس ہدایت' مگر یہ کہ انہوں نے کہا بھیجا اللہ نے بشر کو پیغام پہنچانے والا-"

اللہ نے اس نظریئے کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (الاسراء: ۹۵)﴾

"اگر ہوتے بیچ زمین کے فرشتے' چلا کرتے آرام سے' البتہ اتارتے ہم اوپر ان کے آسمان سے فرشتے کو پیغام پہنچانے والا-"

﴿قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (ابراھیم: ۱۰)﴾

۲۰۷- سورۃ اسراء آیت ۹۴

"کہا انہوں نے نہیں ہو تم مگر بشر مانند ہمارے' ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ بند کرو ہم کو اس چیز سے کہ تھے عبادت کرتے باپ ہمارے- پس لے آؤ ہمارے پاس دلیل ظاہر-"

جواباً پیغمبروں نے اپنی بشریت کا اثبات کرتے ہوئے ان کی تردید فرمائی:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾(۲۰۸)

"کہا واسطے ان کے پیغمبروں ان کے نے' نہیں ہم مگر آدمی مانند تمہاری! لیکن اللہ احسان کرتا ہے اوپر جس کے چاہے اپنے بندوں سے-"

نیز:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلاً اَصْحَابَ الْقَرْيَةِ اِذْجَآءَ هَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْآ اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾(۲۰۹)

"اور بیان کر واسطے ان کے ایک مثال رہنے والے گاؤں کی' جس وقت کہ آئے ان کے پاس بھیجے ہوئے- جب بھیجے ہم نے طرف ان کی دو پیغمبر' پھر جھٹلایا انہوں نے ان دونوں کو' پس قوت دی ہم نے ساتھ تیسرے کے- پس کہا انہوں نے تحقیق ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں- انہوں نے کہا کہ نہیں ہو تم مگر ہمارے جیسے بشر-"

اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے پیروکاروں کے حوالہ سے فرمایا:

﴿ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هَارُوْنَ بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَائِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْماً عَالِيْنَ ۝ فَقَالُوْآ اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا﴾(۲۱۰)

پھر ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیوں سمیت بھیجا فرعون اور اس کے لشکر کی طرف- انہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش بن گئے- کہنے لگے' کیا ہم اپنے جیسے دو انسانوں پر ایمان لے آئیں؟"

۲۰۸- سورۃ ابراہیم آیت ۱۱

۲۰۹- سورۃ یٰسین آیت ۱۳'۱۵

۲۱۰- سورۃ مومنون آیت ۴۵'۴۶'۴۷

﴿فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ﴾(۲۱۱)

"کہنے لگے یہ (شخص) اور ہے کیا بجز اس کے کہ تمہارے ہی جیسا انسان ہے- چاہتا ہے کہ تم سے برتر ہو کر رہے اور اگر اللہ چاہتا تو وہ فرشتوں کو بھیجتا' ہم نے یہ بات اپنے پہلے بڑوں سے تو سنی ہی نہیں-وہ تو ایک آدمی ہے' جسے جنون ہے- پس ایک وقت تک اس کا انتظار کرو-"

نیز:

﴿مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَ لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ﴾(۲۱۲)

کہ "یہ تو بس تمہاری ہی طرح کا ایک آدمی ہے-وہی کھاتا ہے' جو تم کھاتے ہو- اور وہی پیتا ہے' جو تم پیتے ہو-اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے بشر کی راہ قبول کر لی' تو تم نرے گھاٹے ہی میں رہے-"

اور اصحاب ایکہ نے بھی حضرت شعیب علیہ السلام کو اسی طرح کہا تھا:

﴿وَمَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ﴾(۲۱۳)

"اور تم بھی کیا ہو' بجز ہمارے ہی جیسے ایک آدمی کے-اور ہم تم کو جھوٹوں میں سمجھتے ہیں" اور کفار مکہ نے بھی اسی طرح نبی اکرم ﷺ سے کہا تھا:

﴿وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾(۲۱۴)

"اور یہ لوگ یعنی ظلم کار اپنی سرگوشیوں کو چھپاتے رہتے ہیں کہ یہ تو محض تم جیسے

۲۱۱-سورۃ مومنون آیت ۲۴'۲۵

۲۱۲-ایضاً آیت ۳۳'۳۴

۲۱۳-سورۃ شعراء آیت ۱۸۶

۲۱۴-سورۃ انبیاء آیت ۳

ایک آدمی ہیں' "تو کیا تم جادو" کی بات" سننے کو جاؤ گے؟ در آنحالیکہ تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو!"

اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا:

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالاً نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لاَ تَعْلَمُوْنَ﴾[۲۱۵]

"اور ہم نے آپؐ سے پہلے مردوں ہی کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا ہے جن پر ہم وحی کرتے رہے ہیں' سو تم اہل کتاب سے پوچھ دیکھو اگر تم علم نہیں رکھتے۔"

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ:

﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾[۲۱۶]

"آپؐ کہہ دیجئے کہ میں تو بس تمہارے ہی جیسا بشر ہوں' میرے پاس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔"

اور:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلاً﴾[۲۱۷]

"آپ کہہ دیجئے کہ پاک ہے اللہ۔ میں بجز ایک آدمی (اور) رسول کے اور کیا ہوں؟"

خود اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ﴾[۲۱۸]

"حقیقت میں اللہ نے بڑا احسان مسلمانوں پر کیا' جبکہ انہی میں سے ایک پیغمبر ان میں بھیجا"

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾[۲۱۹]

"بے شک تمہارے پاس ایک پیغمبرؐ آئے ہیں' تمہاری ہی جنس میں سے!"

۲۱۵۔ سورۃ انبیاء آیت ۷

۲۱۶۔ سورہ کہف آیت ۱۱۰' السجدہ آیت ۶

۲۱۷۔ سورہ بنی اسرائیل آیت ۹۳

۲۱۸۔ سورہ آل عمران آیت ۱۶۴

۲۱۹۔ سورہ برأت آیت ۱۲۸

﴿كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا﴾(۲۲۰)

"(اسی طرح) جیسے ہم نے تمہارے درمیان ایک رسولؐ تم ہی میں سے بھیجا' جو تمہارے روبرو ہماری آیتیں پڑھتا ہے۔"

حضور ﷺ نے اپنے متعلق فرمایا:

﴿إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي﴾(۲۲۱)

یعنی "میں تمہارے جیسا انسان ہوں۔ جس طرح تم بھول جاتے ہو' میں بھی بھول جاتا ہوں۔ پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔"

اس مسئلہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ بھی سن لیجئے:

"رسول اللہ ﷺ بشر کے سوا کوئی دوسری مخلوق نہ تھے۔ اپنے کپڑے دھوتے اپنی بکری کا دودھ دھوتے اور اپنی خدمت آپ کرتے تھے۔"(۲۲۲)

اور خود بریلویوں کے خان صاحب نے بھی اپنی کتاب میں ایک روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر شخص کی ناف میں اس مٹی کا کچھ حصہ موجود ہے' جس سے اس کی تخلیق ہوئی ہے' اور اسی میں وہ دفن ہوگا۔ اور میں' ابوبکرؓ اور عمرؓ ایک مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے۔"(۲۲۳)

یہ ہیں قرآنی تعلیمات اور ارشادات نبویہؐ' منکرین کے عقائد کے بالکل برعکس۔ بریلوی حضرات انبیاء و رسلؑ کی نبوت و رسالت کا انکار تو نہ کر سکے' مگر انہوں نے کفار و مشرکین کی تقلید میں ان کی بشریت سے انکار کر دیا۔ حالانکہ انسانیت کو رسالت کے قابل نہ سمجھنا انسانیت کی توہین ہے' اور اس عقیدے کے بعد انسان کے اشرف

۲۲۰۔ سورۃ بقرہ آیت ۱۵۱

۲۲۱۔ بخاری

۲۲۲۔ شمائل ترمذی' فتح الباری

۲۲۳۔ فتاویٰ افریقہ ص ۸۵ مطبوعہ ۱۳۳۶ھ

المخلوقات ہونے کا کوئی معنیٰ نہیں رہتا- یہ خلاف عقل بات ہے کہ انسان تمام مخلوقات سے افضل بھی ہو اور پھر اس میں نبوت و رسالت کی اہلیت بھی موجود نہ ہو- مگر بریلویت چونکہ ایسے متضاد افکار اور خلاف فطرت عقائد کے مجموعے کا نام ہے' جنہیں سمجھنا عام انسان کے بس سے باہر ہے' اس لیے اس کے پیروکاروں کے ہاں اس قسم کے عقائد اکثر ملیں گے- انہی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ بریلوی حضرات نبی ﷺ کو نور خداوندی کا حصہ سمجھتے ہیں- چنانچہ بریلویت کے ایک امام لکھتے ہیں:

"رسولؐ اللہ کے نور سے ہیں اور ساری مخلوق آپؐ کے نور سے ہے-"(۲۲۴)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"بے شک اللہ ذات کریم نے صورت محمدیؐ کو اپنے نام پاک بدیع سے پیدا کیا اور کروڑہا سال ذات کریم اسی صورت محمدیؐ کو دیکھتا رہا- اپنے اسم مبارک منان اور قاہر سے' پھر تجلی فرمائی اس پر اپنے اسم پاک لطیف' غافر سے-"(۲۲۵)

خود بانی بریلویت نے رسول اللہ ﷺ کی بشریت سے انکار میں بہت سے رسالے تحریر کئے ہیں- ان میں سے ایک رسالے کا نام ہے "صلوۃ الصفا فی نور المصطفیٰ"- اس کا خطبہ انہوں نے شکستہ عربی میں لکھا ہے- اس کا اسلوب عجیب و غریب اور ناقابل فہم ہے- اس کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

اے اللہ تیرے لیے سب تعریفیں ہیں- تو نوروں کا نور ہے- سب نوروں سے پہلے نور' سب نوروں کے بعد نور- اے وہ ذات جس کے لیے نور ہے' جس کے ساتھ نور ہے' جس سے نور ہے' جس کی طرف نور ہے اور جو خود نور ہے- درود و سلامتی اور برکتیں نازل فرما اپنے روشن نور پر جسے تو نے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور پھر اس کے نور سے ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے- اور سلامتی فرما اس کے نور کی شعاعوں پر' اس کی

۲۲۴- مواعظ نعیمیہ' احمد یار بریلوی ص ۱۴

۲۲۵- فتاویٰ نعیمیہ ص ۳۷

۲۲۶- رسالہ صلوۃ الصفا بریلوی مندرجہ مجموعہ رسائل ص ۳۳

آل' اصحاب اور اس کے چاندوں پر۔"[۲۲۶]

اس غیر منطقی اور بعید از فہم خطبے کے بعد انہوں نے ایک موضوع اور خود ساختہ روایت سے استدلال کیا ہے۔ چنانچہ

حافظ عبدالرزاقؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے مصنف عبدالرزاق میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے جابر' بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔ نبی ﷺ کا نور اپنے قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا' دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح و قلم' جنت و دوزخ' فرشتگان' آسمان' زمین' سورج' چاند' جن' آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے۔ پہلے سے قلم' دوسرے سے لوح' تیسرے سے عرش بنایا' پھر چوتھے کے چار حصے کیے"[۲۲۷]

یہ موضوع حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اس حدیث کو امت نے قبول کر لیا ہے۔ اور امت کا قبول کر لینا وہ شئے عظیم ہے جس کے بعد کسی سند کی حاجت نہیں رہتی' بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو بھی حرج نہیں کرتی۔"[۲۲۸]

خان صاحب بریلوی اس امت سے کون سی امت مراد لے رہے ہیں؟

اگر اس سے مراد خان صاحب جیسے اصحاب ضلال اور گمراہ لوگوں کی امت ہے تو خیر' اور اگر ان کی اس سے مراد علماء و ماہرین حدیث ہے' تو ان کے متعلق تو ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس حدیث کو قبول کیا ہو۔ اور پھر یہ کس نے کہا ہے کہ امت کے کسی حدیث کو قبول کر لینے سے اس کی سند دیکھنے کی حاجت نہیں رہتی؟

اور یہ روایت تو قرآنی نصوص اور احادیث نبویہ کے صریح خلاف ہے۔ اور پھر تمام واقعات و شواہد اس غیر اسلامی و غیر عقلی نظریئے کی تردید کرتے ہیں۔ اس لیے کہ نبی

۲۲۷۔ ایضاً ص ۳۳

۲۲۸۔ رسالۃ صلوۃ الصفاء بریلوی مندرجہ مجموعہ رسائل

اکرمؐ دوسرے انسانوں کی طرح اپنے بابا عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر پیدا ہوئے' اپنی والدہ آمنہ کی گود میں پلے' حلیمہ سعدیہ کا دودھ نوش فرمایا' ابو طالب کے گھر پرورش پائی' حضرت خدیجہؓ' عائشہؓ' زینبؓ اور حفصہ رضی اللہ عنہن اور دوسری ازواج مطہراتؓ سے شادی فرمائی۔ پھر مکہ مکرمہ میں آپؐ نے جوانی اور کہولت کے ایام گزارے' مدینہ منورہ ہجرت کی' آپؐ کے ہاں بیٹوں ابراہیم' قاسم' طیب' طاہر اور بیٹیوں زینبؓ' رقیہؓ' ام کلثومؓ اور فاطمہؓ کی ولادت ہوئی۔ حضرت ابو بکرؓ' حضرت ابو سفیانؓ آپؐ کے سسر' حضرت ابوالعاص' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کے داماد بنے۔ حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما آپؐ کے چچا تھے۔ حضرت صفیہ اور حضرت اروی رضی اللہ عنہما آپ کی پھوپھیاں تھیں اور دوسرے اعزاء و اقارب تھے۔

ان ساری باتوں کے باوجود آپؐ کی بشریت اور آپؐ کے انسان ہونے سے انکار کس قدر عجیب اور کتنی غیر منطقی بات ہے؟

کیا مذہب اسلام اس قدر متضاد اور بعید از قیاس عقائد کا نام ہے؟

ان نظریات و عقائد کی طرف دعوت دے کر آپ غیر مسلموں کو کس طرح قائل کر سکیں گے؟

ان عقائد کی نشر و اشاعت سے دین اسلام کیا نا قابل فہم مذہب بن کر رہ جائے گا؟

دراصل بریلویت مجموعہ جہالت ہونے کے ساتھ ساتھ تشیع اور باطنی مذاہب سے متاثر نظر آتی ہے۔ عجیب و غریب تاویلات اور حلول و تناسخ کے عقائد یہودیت اور یونانی فلسفہ سے باطنی مذاہب' اور پھر وہاں سے تصوف اور بریلویت کی طرف منتقل ہوئے ہیں۔ اب ان لوگوں کی نصوص و عبارات سنئے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھتے ہیں۔

"نیست او خدا لیکن از خدا جدا ہم نیست
مظہر صفات اللہ شاہ جاں نواز آمد

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

از تو پیدا دانش از تو ہویدا عرش و کرسی
از تو حوا از تو آدم صلی اللہ علیہ وسلم(۲۲۹)

تو گویا آدم و حوا، جن و انس، عرش و کرسی ہر چیز نور محمدی کا حصہ ہے- اس عقیدے میں باطنیت اور یونانی فلسفہ صاف طور پر مترشح ہے- جناب بریلوی فرماتے ہیں:

"فرشتے آپ ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ نے ہر چیز میرے ہی نور سے پیدا فرمائی-"(۲۳۰)

مزید لکھتے ہیں:

"مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفیٰ ہے، باقی سب پر اس کے عکس کا فیض وجود مرتبہ کون و مکان میں نور احمد آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب اور سارا جہاں اس کے آبگینے-"(۲۳۱)

اس عبارت کا ایک ایک لفظ واضح کر رہا ہے کہ یہ عقیدہ یونانی فلسفے اور باطنیت سے ماخوذ ہے اور وحدۃ الوجود کی ایک صورت ہے- اس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں- جناب بریلوی کی ایک اور عبارت سنئے:

"عالم نور محمدی ﷺ کا ابتدائے وجود میں محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ بنتا- یوں ہی ہر شئے اپنی بقا میں اس کی دست نگر ہے- آج اس کا قدم درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعتاً فنائے محض ہو جائے- وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو-"(۲۳۲)

اندازہ فرمائیے اس قسم کے عقائد قرآنی تصورات سے کس قدر بعید ہیں؟ قرآن کریم کی کسی آیت میں بھی اس طرح کے باطنی تصورات اور فلسفیانہ افکار و نظریات کا وجود نہیں ہے--- مگر اس قسم کے عقائد کو اگر نکال لیں، تو بریلویت "دفعتاً فنائے محض" ہو جائے-

۲۲۹- دیوان دیدار علی ۴۱

۲۳۰- صلوۃ الصفاء مندرجہ مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۷۳

۲۳۱- ایضاً ص ۶۰

۲۳۲- ایضاً

احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے ایک اور رسالے کے خطبے میں لکھتے ہیں:

"تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے تمام اشیا سے قبل ہمارے نبی کا نور پیدا فرمایا- پھر مقام انوار آپ کے ظہور کی کرنوں سے پیدا فرمائے- آپ ﷺ نوروں کے نور ہیں- تمام سورج اور چاند آپ سے روشنی حاصل کرتے ہیں اسی لیے رب کریم نے آپ کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے- اگر آپ نہ ہوتے تو سورج روشن نہ ہوتا' دن رات کی تمیز نہ ہو سکتی اور نہ ہی نمازوں کے اوقات کا پتہ چلتا-"(۲۳۳)

ملاحظہ کیجئے' کس طرح الفاظ کے تصرف کو عقائد کی بنیاد بنایا گیا ہے- مزید نقل کرتے ہیں:

"آپؐ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور محض تھے- جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا-"(۲۳۴)

ان کے اشعار بھی سنتے جایئے ؎

"تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا"(۲۳۵)

یعنی نہ صرف یہ کہ نبی محترم ﷺ کی بشریت سے انکار کیا' بلکہ آپؐ کی ساری اولاد کو نوری مخلوق قرار دے دیا-

اس قسم کے باطنی عقائد کی وجہ سے ہی ان کے اندر عقیدہ حلول سرایت کر گیا' اور اسی بناء پر یہ لوگ یہود و نصاریٰ کے عقائد کو اسلامی عقائد میں داخل کر کے دین اسلام کی تضحیک کے مرتکب ہوئے- چنانچہ بریلوی شاعر کہتا ہے ؎

۲۳۳- نفی الفی عمن انا نبورہ کل شئی بریلوی مندرجہ مجموعہ رسائل ص ۱۹۹

۲۳۴- ایضاً ص ۲۰۲

۲۳۵- نفی الفی عمن انا نبورہ کل شئی بریلوی مندرجہ مجموعہ رسائل ص ۲۲۴

"وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینہ میں مصطفٰے ہو کر"

آپ ﷺ کا بشری صفات سے متصف ہونے کے باوجود نور ہونا کسی بھی شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتا- چنانچہ اس نظریے کے ناقابل فہم ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے بریلویت کے پیروکار لکھتے ہیں:

"آپ ﷺ کے نور ہونے کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں فرمائی اور نہ ہی ہم سمجھ سکتے ہیں- بس بغیر سوچے سمجھے اسی پر ایمان لانا فرض ہے-"(۲۳۶)

یعنی عقل و فکر اور فہم و تدبر سے کام لینے کی کوئی ضرورت نہیں' کیونکہ غور و فکر کرنے سے بریلویت کی ساری عمارت منہدم ہو کر رہ جاتی ہے- اسے قائم رکھنے کے لیے سوچ و بچار پر پابندی ضروریات بریلویت میں سے ہے-

قرآن کی صریح آیات کی تاویل کرتے ہوئے بریلوی حضرات کہتے ہیں:

"قل کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ﴿بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کہنے کی حضور ہی کو اجازت ہے-"(۲۳۷)

اب کون ان سے پوچھے کہ "قل" کا لفظ تو آیت کریمہ "قُلْ اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" میں بھی ہے- تو "کیا اللہ ایک ہے" کہنے کی اجازت بھی حضور کے سوا کسی کو نہیں؟

کہتے ہیں:

"بشر کہنا کفار کا مقولہ ہے-"(۲۳۸)

اگر یہی بات ہے تو معاذ اللہ بخاری شریف کی اس حدیث کا کیا مفہوم ہوگا جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ حضورؐ بشر تھے؟

(حدیث گزر چکی ہے!)

۲۳۶- من ھو احمد رضا بریلوی الہند' شجاعت بریلوی ص ۳۹

۲۳۷- مواعظ نعیمیہ احمد یار گجراتی ص ۱۱۵

۲۳۸- فتاویٰ رضویہ' بریلوی ج ۶ ص ۱۴۳' مواعظ نعیمیہ ۱۱۵

اللہ تعالیٰ ہمیں ان گمراہ نظریات سے محفوظ رکھے۔ آمین

مسئلہ حاضر و ناظر

اوپر گزر چکا ہے کہ بریلویت کے افکار و عقائد بعید از عقل اور انسان کی فہم سے بالاتر ہیں۔ انہی عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ متبعین بریلویت کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور ایک وقت میں اپنے جسم مبارک سمیت کئی مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں۔

یہ عقیدہ نہ صرف یہ کہ کتاب و سنت کی صریح مخالفت پر مبنی ہے بلکہ عقل و خرد اور فہم و تدبر سے بھی عاری ہے۔ شریعت اسلامیہ اس قسم کے بوذی اور ہندووانہ عقائد سے بالکل مبرا و منزہ ہے۔

بریلوی حضرات عقیدہ رکھتے ہیں:

"کوئی مقام اور کوئی وقت حضور ﷺ سے خالی نہیں۔"[۲۳۹]

مزید سنئے:

"سید عالم ﷺ کی قوت قدسیہ اور نور نبوت سے یہ امر بعید نہیں کہ آن واحد میں مشرق و مغرب، جنوب و شمال، تحت و فوق، تمام جہات و امکنہ، بعیدہ متعددہ میں سرکار اپنے وجود مقدس بعینہ یا جسم اقدس مثالی کے ساتھ تشریف فرما ہو کر اپنے مقربین کو اپنے جمال کی زیارت اور نگاہ کرم کی رحمت و برکت سے سرفراز فرمائیں۔"[۲۴۰]

یعنی آن واحد میں آپ ﷺ کا اپنے جسم اطہر کے ساتھ لا تعداد مقامات پر موجود ہونا امر بعید نہیں۔

یہ عقیدہ کتاب و سنت، شریعت اسلامیہ، فرامین الٰہیہ، ارشادات نبویہ اور عقل و

۲۳۹۔ تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر، احمد سعید کاظمی ص ۸۵

۲۴۰۔ ایضاً ص ۱۸

فکر سے تو بعید ہے- ہاں امام بریلویت جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی شریعت اور ان کے خود ساختہ فلسفے میں یہ "امر بعید" نہ ہو تو الگ بات ہے-

ایک اور متبع بریلویت نقل کرتے ہیں:

"اولیاء اللہ ایک آن میں چند جگہ ہو سکتے ہیں اور ان کے بیک وقت چند اجسام ہو سکتے ہیں-"(۲۴۱)

یعنی جب اولیاء کرام سے یہ چیز ممکن ہے تو نبی ﷺ سے کیوں ممکن نہیں؟

حضور علیہ السلام کو دنیا میں سیر فرمانے کا اپنے صحابہ کرام کی روحوں کے ساتھ اختیار ہے- آپ کو بہت سے اولیاء اللہ نے دیکھا ہے-"(۲۴۲)

دعویٰ اور دلیل دونوں کو ایک ساتھ ہی ذکر کر دیا گیا ہے-

دعویٰ یہ ہے کہ نبی ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ مختلف مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں' اور دلیل یہ ہے کہ بہت سے اولیاء کرام نے انہیں دیکھا ہے! رہی اس بات کی دلیل کہ اولیاء اللہ نے انہیں دیکھا ہے' تو "اس کی سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی!"

مزید سنئے:

"اپنی امت کے اعمال میں نگاہ رکھنا' ان کے لیے گناہوں سے استغفار کرنا' ان سے دفع بلا کی دعا فرمانا' اطراف زمین میں آنا جانا' اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مر جائے تو اس کے جنازے میں جانا' یہ حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہے-"(۲۴۳)

اب جناب احمد رضا خان کا بزرگان کرام کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو:

"ان سے پوچھا گیا کہ کیا اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ تو جواب دیا؛

۲۴۱- جاء الحق ص ۱۵۰

۲۴۲- ایضاً ص ۱۵۴

۲۴۳- جاء الحق گجراتی بریلوی ص ۱۵۴

"اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔"(۲۴۴)

رسول اللہ ﷺ کے متعلق نقل کرتے ہیں:

"نبی ﷺ کی روح کریم تمام جہاں میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔"(۲۴۵)

جناب احمد رضا کے ایک پیروکار لکھتے ہیں:

"حضور علیہ السلام کی نگاہ پاک ہر وقت عالم کے ذرہ ذرہ پر ہے اور نماز' تلاوت قرآن' محفل میلاد شریف اور نعت خوانی کی مجالس میں' اسی طرح صالحین کی نماز جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسم پاک سے تشریف فرما ہوتے ہیں۔"(۲۴۶)

نامعلوم یہ تعلیمات و ہدایات بریلوی حضرت نے کہاں سے اخذ کی ہیں؟ کتاب و سنت سے تو ان کا کوئی رشتہ اور ربط و ضبط نہیں!

بریلویت کے یہ پیروکار آگے چل کر لکھتے ہیں:

"حضور علیہ السلام نے حضرت آدم کا پیدا ہونا' ان کی تعظیم ہونا اور خطا پر جنت سے علیحدہ ہونا اور پھر توبہ قبول ہونا آخر تک ان کے سارے معاملات جو ان پر گزرے' سب کو دیکھا ہے۔ اور ابلیس کی پیدائش اور جو کچھ اس پر گزرا' اس کو بھی دیکھا۔ اور جس وقت روح محمدی کی توجہ دائمی حضرت آدم سے ہٹ گئی' تب ان سے نسیان اور اسکے نتائج ہوئے۔"(۲۴۷)

یعنی رسول اکرم ﷺ دنیا میں جلوہ گر ہونے سے قبل بھی حاضر و ناظر تھے!

اور سنئے:

"اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالت بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور کے جمال

۲۴۴۔ ملفوظات ص ۱۱۳

۲۴۵۔ خالص الاعتقاد ص ۴۰

۲۴۶۔ جاء الحق ۱۵۵

۲۴۷۔ جاء الحق ص ۱۵۶

مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں۔"[(۲۴۸)]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"اہل بصیرت حضور ﷺ کو دوران نماز بھی دیکھتے ہیں۔"[(۲۴۹)]

مزید ملاحظہ ہو۔ نقل کرتے ہیں:

"نبی اکرم ﷺ اپنے جسم مبارک اور روح اقدس کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور بے شک حضور ﷺ اطراف زمین اور ملکوت اعلیٰ میں جہاں چاہتے ہیں' سیر اور تصرف فرماتے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام اپنی اس ہیئت مبارکہ کے ساتھ ہیں' جس پر وفات سے پہلے تھے اور حضور ﷺ کی کوئی چیز بدلی نہیں ہے۔ اور بے شک نبی کریم ﷺ ظاہری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں' جس طرح ملائکہ غائب کر دئے گئے ہیں۔ حالانکہ وہ سب اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو حضور ﷺ کا جمال دکھا کر عزت و بزرگی عطا فرمانا چاہتے ہیں تو اس سے حجاب کو دور کر دیتا ہے اور وہ مقرب بندہ حضور کو اس ہیت پر دیکھ لیتا ہے جس پر حضور واقع ہیں۔ اس رؤیت سے کوئی چیز مانع نہیں اور رؤیت مثالی کی طرف کوئی امر داعی نہیں۔"[(۲۵۰)]

جناب احمد رضا بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

"کرشن کنھیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا۔ فتح محمد (کسی بزرگ کا نام) اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو گیا' تو کیا تعجب ہے۔ کیا گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ تھے باقی جگہ مثالیں؟

حاشا و کلا' بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے' اسرار باطن فہم ظاہر سے وراء ہیں' خوض و فکر بے جا ہے۔"[(۲۵۱)]

۲۴۸۔ تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر ص ۱۸

۲۴۹۔ ایضاً

۲۵۰۔ تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر ص ۸۶

۲۵۱۔ فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۴۲ ایضاً ملفوظات ص ۱۱۴

سبحان اللہ!

دعویٰ کی دلیل میں نہ آیت' نہ حدیث- دلیل یہ ہے کہ کرشن کنھیا اگر کافر ہونے کے باوجود کئی سو جگہ موجود ہو سکتا ہے' تو کیا اولیائے کرام چند جگہ موجود نہیں ہو سکتے؟

ہم پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
کچھ طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

یہ انوکھا طرز استدلال بریلویت ہی کی خصوصیت ہے- امام بریلویت کے اس ارشاد کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

"اسرار باطن فہم ظاہر سے وراء ہیں- خوض و فکر بے جا ہے-"

یعنی یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی!

امام بریلویت کے ایک پیروکار رقمطراز ہیں:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آدم علیہ السلام سے لے کر کر آپ کے جسمانی دور تک کے تمام واقعات پر حاضر ہیں-"(۲۵۲)

بریلویت کے ان عقائد کا ذرا اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے تقابل کیجئے- فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾(۲۵۳)

"اور آپؐ (پہاڑ کے) مغربی جانب موجود نہ تھے' جب ہم نے موسیٰؑ کو احکام دیئے تھے- اور آپؐ ان لوگوں میں سے نہ تھے' جو (اس وقت) موجود تھے-"

﴿وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ﴾(۲۵۴)

"اور نہ آپؐ اہل مدین میں قیام پذیر تھے کہ ہماری آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنا رہے ہوں' لیکن ہم آپؐ کو رسول بنانے والے تھے-"

۲۵۲- جاء الحق ص ۱۶۳

۲۵۳- سورۃ قصص آیت ۴۴

۲۵۴- سورۃ قصص آیت ۴۵

﴿وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾(۲۵۵)

"اور نہ آپؐ طور کے پہلو میں اس وقت موجود تھے' جب ہم نے (موسیٰؑ کو) آواز دی تھی- لیکن اپنے پروردگار کی رحمت سے (نبی بنائے گئے) تاکہ آپؐ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپؐ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا' تاکہ وہ لوگ نصیحت قبول کریں-"

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کا قصہ بیان کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ سے فرمایا:

﴿وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾(۲۵۶)

"اور آپؐ تو ان لوگوں کے پاس تھے نہیں اس وقت جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے' کہ ان میں سے کون مریم کی سرپرستی کرے؟ اور نہ آپؐ ان کے پاس اس وقت تھے جب وہ باہم اختلاف کر رہے تھے-"

﴿تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَٰذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ﴾(۲۵۷)

"یہ (قصہ) اخبار غیب میں سے ہے- ہم نے اسے وحی کے ذریعہ سے آپؐ تک پہنچا دیا- اس کو اس (بتانے) سے قبل نہ آپؐ ہی جانتے تھے اور نہ آپؐ کی قوم- سو صبر کیجئے' یقیناً نیک انجامی پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے-"

﴿ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ﴾(۲۵۸)

۲۵۵- سورۃ قصص ۴۶

۲۵۶- سورۃ آل عمران آیت ۴۴

۲۵۷- سورۃ ہود آیت ۴۹

۲۵۸- سورۃ یوسف آیت ۱۰۲

"یہ (قصہ) غیب کی خبروں میں سے ہے' جس کی ہم آپؐ کی طرف وحی کرتے ہیں-اور آپؐ ان کے پاس اس وقت موجود نہ تھے جب انہوں نے اپنا ارادہ پختہ کر لیا تھا اور وہ چالیں چل رہے تھے-"

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾(۲۵۹)

"پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندے کو رات ہی رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جن کے ارد گرد کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے' تاکہ ان (بندہ) کو ہم بعض اپنے عجائب (قدرت) دکھائیں' بے شک سمیع و بصیر وہی اللہ ہے-"

یعنی رسول اللہ ﷺ اگر حاضر و ناظر ہوتے تو مسجد اقصیٰ تک براق کے ذریعہ سفر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ آپؐ تو پہلے ہی وہاں موجود تھے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا﴾(۲۶۰)

"اگر تم لوگ ان کی (رسولؐ اللہ کی) مدد نہ کرو گے تو ان کی مدد تو (خود) اللہ کر چکا ہے' جبکہ ان کو کافروں نے وطن سے نکال دیا تھا جبکہ دو میں سے ایک وہ تھے اور دونوں غار میں (موجود) تھے' جبکہ وہ اپنے رفیق سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو! بے شک اللہ ہم لوگوں کے ساتھ ہے-"

﴿وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ﴾(۲۶۱)

۲۵۹-سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱

۲۶۰-سورۃ برأت ۴۰

۲۶۱-سورۃ آل عمران آیت ۱۲۳

"اور یقیناً اللہ نے تمہاری نصرت کی بدر میں، حالانکہ تم پست تھے۔ تو اللہ سے ڈرتے رہو، عجب کیا کہ شکر گزار بن جاؤ۔"

﴿اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ﴾(۲۶۲)

"(یہ وہ وقت تھا) جب تم (میدان جنگ) کے نزدیک والے کنارہ پر تھے اور وہ دور والے کنارہ پر، اور قافلہ تم سے نیچے کی (جانب) تھا۔"

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾(۲۶۳)

"بے شک اللہ خوش ہوا ان مسلمانوں پر، جبکہ وہ آپؐ سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے۔"

﴿لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ﴾(۲۶۴)

"تم لوگ مسجد الحرام میں ان شاءاللہ ضرور داخل ہو گے امن و امان کے ساتھ، سر منڈاتے ہوئے اور بال کتراتے ہوئے، اور تمہیں اندیشہ (کسی کا بھی) نہ ہوگا۔"

ان آیات سے ثابت ہوا کہ ایک ہی وقت میں بہت سے مقامات پہ موجود ہونے کا عقیدہ درست نہیں۔ قرآنی آیات کا مفہوم اس غیر اسلامی فلسفے سے متصادم ہے۔ حضور اکرم ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ایک ہی وجود رکھتے تھے۔ اور جب وہ مدینہ منورہ میں موجود ہوتے تھے تو بدر میں ان کا وجود نہ ہوتا تھا، ورنہ بدر کی طرف سفر کرنے کا کوئی معنی نہیں رہتا۔ اسی طرح جب تک مکہ مکرمہ فتح نہیں ہوا تھا ان کا وجود مکہ مکرمہ میں نہیں تھا۔

ان آیات کریمہ کے ساتھ ساتھ حقائق و واقعات بھی اس عقیدے کی تردید کرتے ہیں۔ آپ ﷺ جب حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہوتے تھے تو صحابہ کرام

۲۶۲۔ سورۃ انفال آیت ۴۲

۲۶۳۔ سورت فتح آیت ۱۸

۲۶۴۔ سورت فتح آیت ۲۷

رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کا مسجد میں انتظار فرمایا کرتے تھے۔اگر آپ ﷺ حاضر و ناظر تھے 'صحابہؓ کا مسجد میں انتظار کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

اسی طرح جب آپ مدینہ میں تھے تو حنین میں آپ کا وجود نہ تھا۔آپؑ تبوک میں تھے تو مدینہ میں آپؑ موجود نہ تھے۔اور جب عرفات میں تھے تو نہ مکہ مکرمہ میں آپ کا وجود تھا نہ مدینہ منورہ میں!

مگر بریلوی حضرات ان تمام آیات کریمہ اور شواہد و حقائق سے پہلو تہی کرتے ہوئے عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر آن ہر مقام پر حاضر و ناظر ہیں۔(۲۶۵)

مزید کہتے ہیں:

"حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کو بھی جانتے ہیں اور تمام موجودات و مخلوقات ان کے جمیع احوال کو بتمام و کمال جانتے ہیں۔ماضی حال مستقبل میں کوئی شے کسی حال میں حضور ﷺ سے مخفی نہیں۔"(۲۶۶)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ تمام دنیا کو اپنی نظر مبارک سے دیکھ رہے ہیں۔"(۲۶۷)

جناب بریلوی لکھتے ہیں:

"نبی علیہ السلام نہ کسی سے دور ہیں اور نہ کسی سے بے خبر!"(۲۶۸)

مزید رقم طراز ہیں:

"حضور اقدس ﷺ کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں 'نیتوں' ارادوں اور دل کے خطروں کو پہچانتے ہیں۔اور یہ سب حضور پر روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔"(۲۶۹)

۲۶۵۔تسکین الخواطر مسئلۃ الحاضر والناظر'احمد سعید کاظمی ص ۵

۲۶۶۔ایضاً ص ۶۸

۲۶۷۔ایضاً ص ۹۰

۲۶۸۔ خالص الاعتقاد ص ۳۹

۲۶۹۔ایضاً ص ۴۶

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"نبی ﷺ حاضر و ناظر ہیں اور دنیا میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا' آپؐ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ آپؐ ہر جگہ حاضر ہیں اور ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں۔"[۲۷۰]

صرف انبیاء اولیاء ہی نہیں' بلکہ امام بریلویت جناب احمد رضا بریلوی بھی اس صفت الہیہ میں ان کے شریک ہیں۔ چنانچہ ان کے ایک پیروکار ارشاد کرتے ہیں:

"احمد رضا آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔ وہ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔"[۲۷۱]

یہ ہیں بریلوی عقائد و افکار کہ جن کا دین و دانش سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

دین الٰہی تو عقل و فطرت کے عین مطابق ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾[۲۷۲]

"آپؐ کہہ دیجئے کہ میرا طریق یہی ہے' میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ دلیل پر قائم ہوں' میں بھی اور میرے پیرو بھی! اور پاک ہے اللہ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾[۲۷۳]

"اور یہ بھی کہہ دیجئے کہ یہی میری سیدھی شاہراہ ہے۔ سو اسی پر چلو اور دوسری پگڈنڈیوں پر نہ چلو کہ وہ تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس (سب) کا (اللہ) نے حکم دیا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔"

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾[۲۷۴]

۲۷۱۔ انوار رضا ص ۲۴۶

۲۷۲۔ سورۃ یوسف آیت ۱۰۸

۲۷۳۔ سورۃ انعام آیت ۱۵۴

۲۷۴۔ سورۃ محمد آیت ۲۴

''تو کیا لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے' یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں؟''
کیا کوئی غور کرنے والا ہے کہ وہ غور و فکر کرے اور تدبر کرنے والا ہے کہ وہ تدبر کرے؟

ان کے عقائد اور قرآن و حدیث کے درمیان اس قدر عظیم تضاد و تناقض کے بعد اس بات سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ شریعت اسلامیہ اور افکار بریلویہ کا نقطہ نظر اور نہج فکر الگ الگ ہے۔ دونوں کے مابین کسی قسم کی بھی مطابقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

باب ۳

بریلوی تعلیمات

جس طرح بریلوی حضرات کے مخصوص عقائد ہیں' اسی طرح ان کی کچھ مخصوص تعلیمات بھی ہیں جو اکل و شرب اور کسب معاش کے گرد گھومتی ہیں- مذہب بریلویت میں اکثر مسائل صرف اس لیے وضع کیے گئے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے سادہ لوح عوام کو اپنے جال میں پھنسا کر کھانے پینے کا سلسلہ جاری رکھا جائے- بریلوی ملاؤں نے نئے نئے مسائل وضع کر کے اور نئی نئی بدعات گھڑ کے دین کو ایسی نفع بخش تجارت بنالیا ہے' جس میں رأس المال کی بھی ضرورت نہیں رہی-

بریلوی حضرات نے مزارات کی تعمیر کا حکم دیا اور خود ان کے دربان اور مجاور بن کر بیٹھ گئے- نذر و نیاز کے نام پر جاہل لوگوں نے دولت کے انبار لگا دیئے- انہوں نے اسے سمیٹنا شروع کیا اور ان کا شمار بڑے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں میں ہونے لگا-

غریبوں کا خون چوس کر بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز پر پلنے والے یہ لوگ دین کے بیوپاری اور دنیا کے پجاری ہیں- یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک اسلامی معاشرہ نہیں کہلا سکتا' جب تک وہ توحید باری تعالیٰ کے تصور سے آشنا نہ ہو- پاکستان میں جب تک شرک و بدعت کے یہ مراکز اور ان کے چلانے والے غیرت و حمیت سے عاری مجاور موجود ہیں' اس وقت تک اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا-

مریدوں کی جیبوں پر نظر رکھنے والے یہ دنیا کے بھوکے پیران و مشائخ جب تک انسان کو انسان کی غلامی کا درس دیتے رہیں گے' اس وقت تک ہمارا معاشرہ توحید کی شان و شوکت سے آشنا نہیں ہو سکتا' اور جب تک کسی معاشرے میں توحید کے تقاضے

پورے نہ کیے جائیں' اس وقت تک الحاد و لادینیت کا مقابلہ

؎ ایں خیال است و محال است و جنوں" کا مصداق ہے!

ہمیں الحاد و لادینیت کے سیلاب کو روکنے کے لیے انسان کی غلامی کی زنجیروں کو پاش پاش کرنا ہوگا اور معاشرے کے افراد کو توحید کا درس دینا ہوگا۔

"اللہ ہو" کے سر پہ سر دھننا' قوالی کے نام پر ڈھول کی تھاپ پر رقص کرنا--- ناچتے اور غیر اخلاقی حرکتیں کرتے ہوئے' دامن پھیلا کر مانگتے ہوئے اور سبز چادر کے کونے پکڑ کر دست سوال دراز کرتے ہوئے مزاروں پر چڑھاوے کے لیے جانا--- مضحکہ خیز قصے کہانیوں کو کرامتوں کا نام دینا' کھانے پینے کے لیے نت نئی رسموں کا نکالنا چنانچہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ جب سوچتا ہے کہ اگر اس کا نام مذہب ہے' تو وہ الحاد و لادینیت کے خوب صورت جال کا شکار بن جاتا ہے۔

برا ہو ان ملاؤں اور پیروں کا' جو دین کا نام لے کر دنیا کے دھندوں میں مگن رہتے اور حدود اللہ و شعائر اللہ کو پامال کرتے ہیں۔ یہ قبر پرستی کی لعنت' یہ سالانہ عرس اور میلے' یہ گیارہویں' قل اور چالیسواں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ سب دنیا کی دولت کو جمع کرنے کے ڈھنگ ہیں' مگر کون سمجھائے ان مشائخ و پیران طریقت کو؟

یہ لوگوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر دنیا میں بھی اپنا منہ کالا کر رہے ہیں اور اپنی عاقبت کو بھی برباد کر رہے ہیں۔ جو لوگ انہیں روکتے اور ان حرکتوں سے منع کرتے ہیں' انہیں وہابی اور اولیائے کرام کا گستاخ کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ ان کی کتابوں کو دیکھنا[1] اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا جرم قرار دے دیا جاتا ہے[2]

مبادا لوگ ان کی وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر راہ راست پر آجائیں اور ان کی دنیا داری خطرے میں پڑ جائے۔

آیئے اب بریلویت کی تعلیمات کا جائزہ لیں اور کتاب و سنت کے ساتھ ساتھ

۱- ملاحظہ ہو فتاوی رضویہ جلد ۶ ص ۵۴

۲- ملاحظہ ہو "ماحی الضلالۃ" از فتاوی رضویہ جلد ۵ ص ۸۹

خود فقہ حنفی کے ساتھ ان کا موازنہ کریں' تاکہ پتہ چلے کہ ان لوگوں کے افکار و تعلیمات کی سند نہ کتاب و سنت سے ملتی ہے اور نہ فقہ حنفی سے---احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

"صاحب قبر کے اظہار عظمت کے لیے قبہ وغیرہ بنانا شرعاً جائز ہے۔"(۳)

مزید:

"علماء اور اولیاء و صالحین کی قبروں پر عمارات بنانا جائز کام ہے' جب کہ اس سے مقصود ہو لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا---تاکہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔"(۴)

جب کہ حدیث میں صراحت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے قبر کو چونا گچ کرنے' پختہ بنانے اور اس پر کوئی قبہ وغیرہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔"(۵)

اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر حکم دیا تھا کہ وہ اونچی قبروں کو زمین کے برابر کر دیں۔(۶)

حضرت عمر بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

"روم میں ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا تو حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔"(۷)

اب فقہ حنفی کی نصوص ملاحظہ فرمائیں:

۳-جاء الحق از احمد یار ص ۲۸۲

۴-ایضاً ص ۲۸۵

۵-رواہ مسلم والترمذی والنسائی واحمد والحاکم والبیہقی

۶-ایضاً

۷-رواہ مسلم

"قبروں کو پختہ بنانا ممنوع ہے۔"[۸]

امام محمد بن الحسن سے پوچھا گیا کہ کیا قبر کو پختہ بنانا مکروہ ہے؟

تو انہوں نے جواب دیا "ہاں!"[۹]

امام سرخسیؒ المبسوط میں فرماتے ہیں:

"قبروں کو پختہ نہ بناؤ' کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔"[۱۰]

قاضی خاں اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں:

"قبر کو پختہ نہ بنایا جائے اور نہ ہی اس پر قبہ وغیرہ تعمیر کیا جائے' کیونکہ امام ابو حنیفہؒ سے اس کی نہی وارد ہوئی ہے۔"[۱۱]

امام کاسانی کا ارشاد ہے:

"قبر کو پختہ کرنا مکروہ ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے قبر پر قبہ وغیرہ بنانا مکروہ سمجھا ہے۔ اس میں مال کا ضیاع ہے۔ البتہ قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں' مگر امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ پانی چھڑکنا بھی مکروہ ہے کیونکہ اس سے قبر پختہ ہوتی ہے۔"[۱۲]

ملاحظہ ہو' بحر الرائق'[۱۳] بدائع الصنائع'[۱۴] فتح القدیر'[۱۵] ردّ المختار علیٰ درّ المختار'[۱۶] فتاوی ہندیہ'[۱۷] فتاوی بزازیہ'[۱۸] اور کنز الدقائق'[۱۹] وغیرہ۔

قاضی ابراہیم حنفی فرماتے ہیں:

۸۔ کتاب الاثار از امام محمد

۹۔ کتاب الاصل جلد ۱ ص ۴۲۲ از امام محمد

۱۰۔ المبسوط از امام سرخسی جلد ۲ ص ۶۲

۱۱۔ فتاویٰ قاضی خاں جلد ۱ ص ۱۹۴

۱۲۔ بدائع الصنائع از امام کاسانی جلد ۱ ص ۳۲۰

۱۳۔ جلد ۲ ص ۲۰۹ ۱۴۔ جلد ۱ ص ۳۲۰

۱۵۔ جلد ۱ ص ۴۷۲ ۱۶۔ جلد ۱ ص ۶۰۱

۱۷۔ جلد ۱ ص ۱۶۶ ۱۸۔ جلد ۴ ص ۸۱

۱۹۔ ص ۵۰

"وہ قبے جو قبروں پر تعمیر کیے گئے ہیں' انہیں گرانا فرض ہے --- کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی معصیت اور نافرمانی پر تعمیر کیے گئے ہیں - اور وہ عمارت جو نبیؐ کی معصیت پر تعمیر کی گئی ہو اسے گرانا مسجد ضرار کے گرانے سے بھی زیادہ ضروری ہے -"(۲۰)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

﴿لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ﴾(۲۱)

"اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے' انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے -"

یہ تو ہیں کتاب و سنت اور فقہ حنفی کی واضح نصوص --- مگر بریلوی قوم کو اصرار ہے کہ قبروں کو پختہ کرنا اور ان پر قبے وغیرہ بنانا ضروری ہیں -

جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی کہتے ہیں:

"قبوں وغیرہ کی تعمیر اس لیے ضروری ہے تاکہ مزارات طیبہ عام قبور سے ممتاز رہیں اور عوام کی نظر میں ہیبت و عظمت پیدا ہو -"(۲۲)

چادریں ڈالنا اور شمعیں جلانا یہ بھی جائز ہے تاکہ:

"عوام جس مزار پر کپڑے اور عمامے رکھے دیکھیں' مزار ولی جان کر اس کی تحقیر سے باز رہیں - اور تاکہ زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب آئے - اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیاء کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں -"(۲۳)

مزید لکھتے ہیں:

"شمعیں روشن کرنا قبر کی تعظیم کے لیے جائز ہے' تاکہ لوگوں کو علم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے اور وہ اس سے تبرک حاصل کریں -"(۲۴)

۲۰- مجالس الابرار از قاضی ابراہیم ص ۱۲۹

۲۱- رواہ البخاری

۲۲- احکام شریعت للبریلوی ج ۱ ص ۷۱

۲۳- ایضاً ص ۷۱

۲۴- بریق المنار بشموع المزار در فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۴۴

ایک اور بریلوی عالم رقمطراز ہیں:

''اگر کسی ولی کی قبر ہو تو ان کی روح کی تعظیم کرنے اور لوگوں کو بتلانے کے لیے کہ ولی کی قبر ہے' تاکہ لوگ اس سے برکت حاصل کر لیں چراغ جلانا جائز ہے۔''(۲۵)

یہ تو ہیں بریلوی اکابرین کے فتوے! مگر حدیث میں اس کی واضح ممانعت آئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے:

﴿لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَ الْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا مَسَاجِدَ وَالسُّرُوْجَ﴾(۲۶)

یعنی ''رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کے لیے آنے والی عورتوں' قبروں پر سجدہ گاہ تعمیر کرنے والوں اور ان پر چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

ملا علی قاری حنفیؒ لکھتے ہیں:

''قبروں پر چراغ جلانے کی ممانعت اس لیے آئی ہے کہ یہ مال کا ضیاع ہے۔ اور اس لیے کہ یہ جہنم کے آثار میں سے ہے۔ اور اس لیے آئی ہے کہ اس میں قبروں کی تعظیم ہے۔''(۲۷)

قاضی ابراہیم حنفیؒ قبر پرستوں کے اصول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آج بعض گمراہ لوگوں نے قبروں کا حج کرنا بھی شروع کر دیا ہے اور اس کے طریقے وضع کر لیے ہیں۔ اور دین و شریعت کے مخالف امور میں سے یہ بھی ہے کہ لوگ قبروں اور مزاروں کے سامنے بڑی عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہیں اور ان پر دیئے وغیرہ جلاتے ہیں۔ قبروں پر چادریں چڑھانا' ان پر دربان بٹھانا' انہیں چومنا اور ان کے پاس رزق و اولاد وغیرہ طلب کرنا' ان سب امور کا شریعت اسلامیہ میں کوئی جواز نہیں۔''(۲۸)

۲۵۔ جاء الحق از احمد یار گجراتی ص ۳۰۰

۲۶۔ رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی

۲۷۔ مرقاۃ از ملا علی قاری جلد ۱ ص ۴۷۰

۲۸۔ مجالس الابرار ص ۱۱۸

خود احمد یار نے فتاوی عالمگیری سے نقل کیا ہے کہ:

"قبروں پر شمعیں روشن کرنا بدعت ہے۔"

اسی طرح فتاوی بزازیہ میں بھی ہے کہ "قبرستان میں چراغ لے جانا بدعت ہے۔اس کی کوئی اصل نہیں۔"(۲۹)

ابن عابدین فرماتے ہیں:

"مزاروں پر تیل یا شمعوں وغیرہ کی نذر چڑھانا باطل ہے۔"(۳۰)

علامہ حصکفی حنفی فرماتے ہیں:

"وہ نذر و نیاز جو عوام کی طرف سے قبروں پر چڑھائی جاتی ہیں' خواہ وہ نقدی کی صورت میں ہو یا تیل وغیرہ کی شکل میں' وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں۔"(۳۱)

فتاوی عالمگیری میں ہے:

"قبروں پر روشنی کرنا جاہلیت کی رسموں میں سے ہے۔"(۳۲)

علامہ آلوسی حنفیؒ فرماتے ہیں:

"قبروں پر سے چراغوں اور شمعوں کو ہٹانا ضروری ہے۔ایسی کوئی نذر جائز نہیں۔"(۳۳)

اسی طرح:

"چادر وغیرہ سے قبر کو ڈھانپنا بھی درست نہیں۔"(۳۴)

نیز:

۲۹-جاء الحق ص ۳۰۲

۳۰-ردّ المختار از ابن عابدین شامی جلد ۲ ص ۱۳۹

۳۱-درّ المختار از حصکفی جلد ۲ ص ۱۳۹

۳۲-فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ ص ۱۷۸

۳۳-روح المعانی جلد ۱۵ ص ۲۱۹

۳۴-فتاویٰ مطالب المومنین

"یہ سب باطل ہے-ان کاموں سے بچنا چاہیے-"(۳۵)

نیز:

"چراغ جلانا اور چادریں چڑھانا حرام ہے-"(۳۶)

علمائے احناف حضرت علی کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ:

"وہ کسی ایسی قبر کے پاس سے گزرے جسے کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ دیا گیا تھا' تو آپؓ نے اس سے منع فرمادیا-"(۳۷)

ان ساری بدعات کا شریعت اسلامیہ میں کوئی وجود نہیں اور نہ ہی یہ قرون اولیٰ سے ثابت ہیں-اگر اس میں کسی قسم کا کوئی دینی فائدہ ہوتا تو صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ وغیرہ سے اس کا عمل ثابت ہوتا-بلکہ رسول اللہ ﷺ نے تو دعاء فرمائی تھی:

﴿اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ﴾(۳۸)

یعنی "اے اللہ! میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا کہ اس کی پوجا شروع کردی جائے-"

بریلوی حضرات نے عرسوں' محافل میلاد' فاتحہ کی نذر' قل' گیارھویں اور چالیسویں وغیرہ کی شکل میں بہت سی اس طرح کی بدعات ایجاد کیں' تاکہ وہ ان کے ذریعہ سے پیٹ کی آگ ٹھنڈی کرسکیں-وہ لکھتے ہیں:

"اولیاء اللہ رحمت رب کے دروازے ہیں-رحمت دروازوں سے ہی ملتی ہے-

قرآن کریم میں ہے:

﴿ھُنَالِكَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ﴾

ثابت ہوا کہ زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس کھڑے ہوکر بچے کی

۳۵-فتاویٰ عزیزیہ ص ۹

۳۶-فتاویٰ شاہ رفیع الدین ص ۱۴

۳۷-مطالب المؤمنین

۳۸-مشکوۃ المصابیح باب المساجد عن مالک فی موطا

دعاء کی[۳۹] یعنی ولیہ کے پاس دعا کرنا باعث قبول ہے"[۴۰]

نیز:

"قبروں پر عرس اولیاء کی خدمت میں حاضری کا سبب ہے اور یہ تعظیم شعائر اللہ ہے اور اس میں بے شمار فوائد ہیں۔"[۴۱]

احمد رضا صاحب کے ایک اور شاگرد کہتے ہیں:

"اولیائے کرام کی قبروں پر عرس کرنا اور فاتحہ پڑھنا برکات کا باعث ہے۔ بے شک اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور مرنے کے بعد ان کی طاقتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔"[۴۲]

نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:

"عرس کرنا اور اس موقع پر روشنی' فرش اور لنگر کا انتظام کرنا شریعت[۴۳] سے ثابت اور رسول کریم ﷺ کی سنت ہے۔"[۴۴]

نیز:

"اولیاء کے مزارات میں نماز پڑھنا اور ان کی روحوں سے مدد طلب کرنا برکات کا باعث ہے۔"[۴۵]

۳۹۔ ملاحظہ فرمائیں' کس طرح یہ لوگ قرآن مجید میں معنوی تحریف کا ارتکاب کر رہے اور نبوت کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے' اور یہی عقیدہ ہے گمراہ ابن عربی صوفی کا۔ احمد یار گجراتی نے حضرت زکریا علیہ السلام کا مقام و مرتبہ حضرت مریم علیہ السلام سے گھٹا دیا ہے۔ (العیاذ باللہ)

۴۰۔ جاء الحق ص ۳۳۵

۴۱۔ مواعظ نعیمیہ از گجراتی ص ۲۲۴

۴۲۔ بہار شریعت جزء اول ص ۵۶

۴۳۔ بریلوی شریعت سے تو یہ ثابت ہو سکتی ہے' اسلامی شریعت سے ثابت نہیں ہے!

۴۴۔ رسالہ المعجزۃ العظمی المحمدیہ درج در فتاویٰ صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی ص ۱۶۰

۴۵۔ رسالہ حاجز البحرین از بریلوی درج در فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۳۳۳

"وہابیوں کا یہ کہنا کہ قبروں کو چومنا شرک ہے' یہ ان کا غلو ہے-"(۴۶)

نیز:

"نذر لغیر اللہ سے آدمی مشرک نہیں ہوتا-"(۴۷)

قبروں کے گرد طواف کرنا بھی بریلوی شریعت میں جائز ہے:

"اگر برکت لینے کے لیے قبر کے گرد طواف کیا تو کوئی حرج نہیں-"(۴۸)

اس لیے کہ:

"اولیاء کی قبریں شعائر اللہ میں سے ہیں اور ان کی تعظیم کا حکم ہے-"(۴۹)

نیز:

"طواف کو شرک ٹھہرا دینا وہابیہ کا گمان فاسد اور محض غلو و باطل ہے-"(۵۰)

عرس کی وجہ تسمیہ:

"عرس کو عرس اس لیے کہتے ہیں' کیونکہ یہ عروس یعنی دولہا محمد ﷺ کے دیدار کا دن ہے-"(۵۱)

احمد یار گجراتی کا فتویٰ ہے:

"نماز صرف اس کے پیچھے جائز ہے جو عرس وغیرہ کرتا ہو- اور جو ان چیزوں کا مخالف ہو' اس کے پیچھے نماز جائز نہیں-"(۵۲)

عید میلاد النبی ﷺ بھی غیر اسلامی عید ہے- قرون اولیٰ میں اس کا کوئی وجود نہیں- خود دیدار علی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ میلاد شریف کا سلف صالحین

۴۶- فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۶۶

۴۷- ایضاً ص ۲۰۷

۴۸- بہار شریعت از امجد علی رضوی جزء ۴ ص ۱۳۳

۴۹- علم القرآن از احمد یار ص ۳۶

۵۰- حکایات رضویہ ص ۴۶

۵۱- حکایات رضویہ ص ۱۴۶

۵۲- الحق المبین از احمد سعید کاظمی ص ۴۷

سے قرون اولیٰ میں کوئی ثبوت نہیں۔ یہ بعد میں ایجاد ہوئی ہے۔[(۵۳)]

اس کے باوجود ان کا عقیدہ ہے کہ:

"محفل میلاد شریف منعقد کرنا اور ولادت پاک کی خوشی منانا' اس کے ذکر کے موقعہ پر خوشبو لگانا' گلاب چھڑکنا' شیرینی تقسیم کرنا' غرضیکہ خوشی کا اظہار جو جائز طریقے سے ہو' وہ مستحب ہے اور بہت ہی باعث برکت۔ آج بھی اتوار کو عیسائی اس لیے عید مناتے ہیں کہ اس دن دستر خوان اترا تھا۔ اور حضور ﷺ کی تشریف آوری اس مائدہ سے کہیں بڑھ کر نعمت ہے۔ لہٰذا ان کی ولادت کا دن بھی یوم العید ہے۔"[(۵۴)]

نیز:

"میلاد شریف قرآن و حدیث اور ملائکہ و پیغمبروں سے ثابت ہے۔"[(۵۵)]

نیز:

"میلاد ملائکہ کی سنت ہے۔ اس سے شیطان بھاگتا ہے۔"[(۵۶)]

دیدار علی لکھتے ہیں:

"میلاد سنت اور واجب ہے۔"[(۵۷)]

نیز:

"ذکر میلاد کے وقت کھڑے ہونے کا قرآن مجید (کون سے قرآن مجید؟) میں حکم ہے۔"[(۵۸)]

اور یہی دیدار علی ہیں' جنہوں نے کہا ہے کہ میلاد شریف کی اصل قرون اولیٰ سے ثابت نہیں۔

۵۳۔ رسول الکلام فی بیان المولد والقیام ص ۱۵

۵۴۔ جاء الحق جلد ۱ ص ۲۳۱

۵۵۔ ایضاً

۵۶۔ ایضاً ص ۲۳۳

۵۷۔ رسول الکلام ص ۵۸

۵۸۔ ایضاً ص ۶۰

جناب بریلوی کہتے ہیں:

"میلاد شریف میں رلا دینے والے قصے بیان کرنا ناجائز ہے۔"(۵۹)

بریلوی قوم نے اکل و شرب کو دوام بخشنے کے لیے اس طرح کی بدعات جاری کی ہیں اور دین اسلام کو غیر شرعی رسوم و رواج کا مجموعہ بنا دیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے نبی محترم ﷺ کے مقدس نام کو بھی استعمال کیا' تا کہ کھانے پینے کا بازار بخوبی گرم ہو سکے۔

حالانکہ سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا فَھُوَ رَدٌّ﴾(۶۰)

"جس نے دین کے معاملے میں کوئی نئی چیز ایجاد کی' اسے رد کر دیا جائے گا۔"

نیز:

﴿اِیَّاکُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ کُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ﴾(۶۱)

"دین میں نئی نئی رسموں سے بچو۔ ہر نئی رسم بدعت ہے' اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

اور خود عہد نبوی میں آپؐ نے اپنے کسی عزیز کی عید میلاد نہیں منائی اور نہ ہی ان کی وفات کے بعد قل وغیرہ کروائے۔ آپؐ کے بیٹوں اور بیٹیوں' آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپؐ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی وفات آپؐ کی زندگی میں ہوئی' مگر آپؐ نے موجودہ رسموں میں سے کوئی رسم ادا نہیں کی۔ اگر ان رسموں کا کوئی فائدہ ہوتا یا ایصال ثواب کا ذریعہ ہوتیں' تو آپؐ ضرور عمل فرماتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

اگر کسی کی قبر پر عرس وغیرہ کرنا باعث ثواب اور حصول برکات کا سبب ہوتا تو خلفائے راشدینؓ کسی صورت میں بھی اس سے محروم نہ رہتے۔ نبی ﷺ کے ساتھ ان سے زیادہ محبت کس کو ہو سکتی ہے؟ مگر ان میں کسی سے بھی اس قسم کے اعمال ثابت

۶۰- متفق علیہ

۶۱- رواہ احمد و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ

نہیں- معلوم ہوا' یہ سب رسمیں کسب معاش کے لیے وضع کی گئی ہیں- ثواب و برکات کا حصول محض دھوکہ ہے!

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

"نبی ﷺ نے کسی قبر کی طرف خصوصی طور پر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے- اور قبروں پر ہونے والی بدعات بہت بری ہیں- خود آپ (ﷺ) نے اپنی قبر کو میلہ نہ بننے کی دعاء فرمائی تھی-"(۶۲)

مشہور حنفی مفسر قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

"آج کل کچھ جاہل لوگوں نے قبروں کے پاس غیر شرعی حرکات شروع کر دی ہیں' ان کا کوئی جواز نہیں- عرس وغیرہ اور روشنی کرنا سب بدعات ہیں-"(۶۳)

قبروں کے گرد طواف کے بارے میں ابن نجیم الحنفی کا ارشاد ہے:

"کعبہ کے سوا کسی دوسری چیز کے گرد طواف کفر ہے-"(۶۴)

ملا علی قاریؒ وضاحت فرماتے ہیں:

"روضۂ رسولؐ کے گرد طواف کرنا بھی جائز نہیں' کیونکہ یہ کعبۃ اللہ کی خاصیت ہے- آج کل کچھ جاہل لوگوں نے مشائخ اور علماء کا لبادہ اوڑھ کر یہ کام شروع کر دیا ہے' ان کا کوئی اعتبار نہیں- ان کا یہ فعل جہالت پر مبنی ہے-"(۶۵)

جہاں تک عید میلاد کا تعلق ہے' تو یہ ساتویں صدی ہجری میں ایک بدعتی بادشاہ مظفر الدین کی ایجاد ہے-

"وہ ایک فضول خرچ بادشاہ تھا' میلاد منایا کرتا تھا- وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے یہ کام شروع کیا-"(۶۶)

۶۲- حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ ص ۷۷' ایضاً تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ ص ۶۴

۶۳- تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ جلد ۲ ص ۶۵

۶۴- البحر الرائق

۶۵- شرح المناسک از ملا علی قاری

۶۶- القول المعتمد فی عمل المولد از احمد بن محمد مصری

نیز:

"وہ ہر سال تقریباً تین لاکھ روپے اس بدعت پر خرچ کیا کرتا تھا۔"(۶۷)

نیز:

"اس کے دور میں ایک بدعتی عالم عمر بن دحیہ نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ بادشاہ نے اسے ایک ہزار دینار انعام دیا۔"(۶۸)

البدایہ والنہایہ میں عمر بن دحیہ کے متعلق لکھا ہے کہ:

"یہ جھوٹا شخص تھا۔ لوگوں نے اس کی روایت پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا تھا اور اس کی بہت زیادہ تذلیل کی تھی۔"(۶۹)

امام ابن حجرؒ نے اس کے متعلق فرمایا ہے:

"یہ بہت جھوٹا شخص تھا۔ احادیث خود وضع کر کے انہیں نبی ﷺ کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔ سلف صالحین کے خلاف بدزبانی کیا کرتا تھا۔ ابوالعلاء اصبہانی نے اس کے متعلق ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ:

"وہ ایک دن میرے والد کے پاس آیا' اس کے ہاتھ میں ایک مصلی بھی تھا۔ اس نے اسے چوما اور آنکھوں سے لگایا اور کہا یہ مصلی بہت بابرکت ہے۔ میں نے اس پر کئی ہزار نوافل ادا کیے ہیں اور بیت اللہ شریف میں اس پر بیٹھ کر قرآن مجید ختم کیا ہے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اسی روز ایک تاجر میرے والد کے پاس آیا اور کہنے لگا' آپ کے مہمان نے آج مجھ سے بہت مہنگا جائے نماز (مصلی) خریدا ہے۔ میرے والد نے وہ مصلی جو مہمان عمر بن دحیہ کے پاس تھا' اسے دکھلایا تو تاجر نے کہا کہ یہی وہ جائے نماز ہے جو اس نے مجھ سے آج خریدا ہے۔ اس پر میرے والد نے اسے بہت شرمندہ کیا اور گھر سے نکال دیا۔"(۷۰)

۶۷۔ دول الاسلام از امام ذہبیؒ جلد ۲ ص ۱۰۲

۶۸۔ البدایہ والنہایہ از امام ابن کثیر جلد ۱۳ ص ۱۴۴

۶۹۔ ایضاً ص ۱۴۵

۷۰۔ لسان المیزان از امام ابن حجرؒ جلد ۴ ص ۲۹۶

بہر حال ایسے شخص نے اس بادشاہ کی تائید کی اور میلاد کے سلسلے میں اس کا ساتھ دیا۔

عید میلاد صرف عیسائیوں کی مشابہت میں جاری کی گئی ہے' اسلامی شریعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

محفل میلاد میں بریلوی حضرات میلاد پڑھتے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہوتا ہے کہ معاذ اللہ رسول کریم ﷺ خود اس میں حاضری کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ بریلوی حضرات اکثر یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

دم بدم پڑھو درود حضورؐ بھی ہیں یہاں موجود

ان کا کہنا ہے:

"میلاد شریف کے ذکر کے وقت قیام فرض ہے۔"[۷۱]

حالانکہ سرور کائنات ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"جسے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ لوگ اس کے لیے تعظیماً قیام کریں' اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔"[۷۲]

اسی لیے صحابہ کرامؓ آپؐ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوا کرتے تھے' کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ آپؐ اسے ناپسند فرماتے ہیں۔"[۷۳]

بریلوی حضرات پر تعجب ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کا یوم میلاد آپؐ کی تاریخ وفات کے روز مناتے ہیں' کیونکہ آپؐ نے ۱۲ ربیع الاول کو انتقال فرمایا تھا۔ آپؐ کی تاریخ ولادت ۹ ربیع الاول ہے اور جدید تقویم سے یہ ثابت ہو چکی ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ چند سال قبل بریلوی حضرات اسے بارہ وفات کہا کرتے تھے' مگر اب بارہ وفات سے بدل کر عید میلاد کر دیا۔

۷۱۔ الانوار الساطعہ از عبد السمیع بریلوی ص ۲۵۰

۷۲۔ رواہ الترمذی وابوداؤد

۷۳۔ رواہ الترمذی وقال' حدیث حسن

جہاں تک قل' ساتویں' دسویں اور چالیسویں وغیرہ کا تعلق ہے' یہ سب خود ساختہ بدعات ہیں۔ نہ رسول اللہ ﷺ سے ان کا ثبوت ملتا ہے' نہ اصحابِؓ رسولؐ سے اور نہ ہی فقہ حنفی سے۔ حقیقت میں یہ لوگ حنفی نہیں' کیونکہ یہ فقہ حنفی کی پابندی نہیں کرتے۔ ان کی الگ اپنی فقہ ہے' جس پر یہ عمل پیرا ہیں۔

فقہ حنفی کے امام ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"ہمارے مذہب کے علماء کا اتفاق ہے کہ تیجا اور ساتواں وغیرہ جائز نہیں۔"[۷۴]

ابن بزاز حنفیؒ فرماتے ہیں:

"تیجا اور ساتواں وغیرہ مکروہ ہے۔ اسی طرح مخصوص دنوں میں ایصال ثواب کے لیے کھانا پکانا اور ختم وغیرہ بھی مکروہ ہیں۔"[۷۵]

مگر بریلوی حضرات کسی شخص کے مرجانے کے بعد اس کے ورثاء پر قل وغیرہ کرنا فرض قرار دیتے ہیں اور ایصال ثواب کے بہانے شکم پروری کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

گیارہویں کے متعلق بریلوی قوم کا اعتقاد ہے:

"گیارہویں تاریخ کو کچھ مقررہ پیسوں پر فاتحہ پابندی سے کی جائے تو گھر میں بہت برکت رہتی ہے۔ کتاب "یازدہ مجالس" میں لکھا ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی بارہویں یعنی ۱۲ تاریخ کے میلاد کے بہت پابند تھے۔ ایک بار خواب میں سرکار نے فرمایا کہ عبدالقادر! تم نے بارہویں سے ہم کو یاد کیا' ہم تم کو گیارہویں دیتے ہیں۔ یعنی لوگ گیارہویں سے تم کو یاد کیا کریں گے۔ یہ سرکاری عطیہ ہے۔"[۷۶]

یہ ہے گیارہویں اور "یازدہ مجالس" سے اس کی عظیم الشان دلیل۔ نامعلوم کون کون سے دن انہوں نے حصول برکات کے لیے وضع کر رکھے ہیں۔ بریلوی مذہب

۷۴۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۵ ص ۴۸۲

۷۵۔ فتاویٰ بزازیہ جلد ۴ ص ۸۱

۷۶۔ جاء الحق جلد ۱ ص ۲۷۰

میں جمعرات کی روٹی بھی بہت معروف ہے- کیونکہ:

"جمعرات کے روز مومنوں کی روحیں اپنے گھروں میں آتی ہیں اور دروازے کے پاس کھڑی ہو کر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ: اے میرے گھر والو! اے میرے بچو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقے سے مہربانی کرو- چنانچہ میت کی روح اپنے گھر میں جمعہ کی رات کو آ کر دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا گیا ہے یا نہیں؟"(۷۷)

صرف جمعرات کے روز ہی روحیں صدقہ خیرات کا مطالبہ کرنے کے لیے نہیں آتیں' بلکہ:

"عید' جمعتہ المبارک' عاشورہ اور شب برات کے موقعہ پر بھی آتی اور اس قسم کا مطالبہ کرتی ہیں-"(۷۸)

اکل و شرب کے لیے ایجاد کی جانے والی بریلوی حضرات کی "رسم ختم شریف" جہلاء میں بہت مشہور ہے- ان کے ملاؤں نے پیٹ کے لیے ایندھن فراہم کرنے کی غرض سے اس رسم کو رواج دے کر شریعت اسلامیہ کو بہت بدنام کیا ہے- اس رسم سے علمائے کرام کے وقار کو بھی سخت دھچکا لگا ہے اور ہمارے ہاں یہ رسم علمائے کرام کے لیے گالی سمجھی جانے لگی ہے- ان ملاؤں کی شکم پروری کا سامان مہیا ہوتا رہے' باقی کسی چیز سے انہیں کوئی غرض نہیں-

اسی طرح یہ حضرات کسی سرمایہ دار کے گھر اکٹھے ہو کر قرآن مجید ختم کرتے ہیں اور پھر اس کا ثواب میت کو ہبہ کر دیتے ہیں- سرمایہ دار خوش ہو جاتا ہے کہ چند ٹکوں کے عوض اس کا عزیز بخشا گیا- اور یہ حضرات خوش ہو جاتے ہیں کہ تھوڑے سے وقت کے عوض مختلف انواع کے کھانے بھی مل گئے اور جیب بھی گرم ہو گئی' حالانکہ فقہائے احناف کی صراحت ہے:

"اجرت لے کر قرآن ختم کرنے کا ثواب خود پڑھنے والے کو نہیں ملتا' میت کو

۷۷- رسالہ اتیان الارواح در مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۶۹' ایضاً جاء الحق جلد ۱ ص ۲۶۲

۷۸- اتیان الارواح ص ۷۰

کیسے پہنچے گا؟"[۷۹]

امام عینیؒ فرماتے ہیں:

"اس طرح قرآن مجید ختم کر کے اجرت لینے والا اور دینے والا دونوں گناہ گار ہیں-اس طرح کرنا جائز نہیں-"[۸۰]

ابنِ عابدینؒ لکھتے ہیں:

"ایسا کرنا کسی مذہب میں جائز نہیں' اس کا کوئی ثواب نہیں ملتا!"[۸۱]

امام شامیؒ نقل کرتے ہیں:

"قرآن مجید اجرت پر پڑھنا اور پھر اس کا ثواب میت کو ہبہ کرنا کسی سے ثابت نہیں ہے-جب کوئی شخص اجرت لے کر پڑھتا ہے تو اسے پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا' پھر وہ میت کو کیا ہبہ کر سکتا ہے-"[۸۲]

رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾[۸۳]

"میری آیات کے بدلے مال کا کچھ حصہ نہ خریدو-"

مفسرین کہتے ہیں:

"یعنی اس پر اجرت نہ لو-"[۸۴]

شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے:

"کچھ لوگوں کا اجرت دے کر قرآن مجید ختم کروانا اور پھر اس کا ثواب میت کو ہبہ کرنا' یہ سلف صالحین میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں-اور نہ اس طرح ثواب میت

۷۹-شرح الدّرایہ از محمود بن احمد حنفی

۸۰-البنایہ شرح الہدایہ جلد ۳ ص ۶۵۵

۸۱- مجموعہ رسائل از ابن عابدین ص ۱۷۳'۱۷۴

۸۲-ایضاً ص ۱۷۵

۸۳-سورۃ البقرہ آیت ۴۱

۸۴- تفسیر طبری' ابن کثیر اور قرطبی وغیرہ

تک پہنچتا ہے- یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی کو اجرت دے کر اس سے نوافل وغیرہ پڑھوائے اور ان کا ثواب میت کو ہبہ کر دے- اس کا کوئی فائدہ نہیں- اگر کوئی شخص یہ وصیت کر کے جائے کہ اس کے مال میں سے کچھ حصہ قرآن مجید کی تلاوت کر کے اسے ہبہ کرنے والوں کو دیا جائے' تو ایسی وصیت باطل ہے-"[۸۵]

بہر حال اس بدعت کا ذاتی خواہشات کی تکمیل سے تو تعلق ہو سکتا ہے' دین و شریعت سے کوئی تعلق نہیں!

بریلوی حضرات نے مال و دولت جمع کرنے کے لیے "تبرکات" کی بدعت بھی ایجاد کی ہے' تاکہ جبہ و دستار کی زیارت کرا کے دنیوی دولت کو سمیٹا جائے- بریلوی اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

"اولیاء کے تبرکات شعائر اللہ میں سے ہیں- ان کی تعظیم ضروری ہے-"[۸۶]

مزید:

"جو شخص تبرکات شریفہ کا منکر ہو' وہ قرآن و حدیث کا منکر اور سخت جاہل' خاسر اور گمراہ و فاجر ہے-"[۸۷]

نیز:

"رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ جو چیز حضورؐ کے نام سے پہچانی جاتی ہے' اس کی تعظیم کی جائے-"[۸۸]

چنانچہ کسی بھی چیز کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دو اور پھر اس کی زیارت کروا کے صدقے خیرات اور نذرانے جمع کرنے شروع کر دو- کوئی ضرورت نہیں تحقیق کی کہ اس "تبرک" کا واقعی آپ سے تعلق ہے بھی یا نہیں؟ جناب بریلوی تصریح فرماتے ہیں:

۸۵- شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۵۱۷

۸۶- مقدمہ رسالہ بدر الانوار از مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت جلد ۲ ص ۸

۸۷- بدر الانوار از احمد رضا ص ۱۲

۸۸- ایضاً ص ۲۱

"اس کے لیے کسی سند کی حاجت نہیں' بلکہ جو چیز حضور اقدس ﷺ کے نام پاک سے مشہور ہو' اس کی تعظیم شعائر دین میں سے ہے۔"[۸۹]

تعظیم کا طریقہ کیا ہے؟ جناب احمد رضا بیان کرتے ہیں:

"درودیوار اور تبرکات کو مس کرنا اور بوسہ دینا' اگرچہ ان عمارتوں کا زمانہ اقدس میں وجود ہی نہ ہو...... اس کی دلیل؟ مجنوں کا قول...... کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

امر علی الدیار دیار لیلی

اقبل ذا الجدار وذا الجدارا

وماحب الدیار شغفن قلبی

ولکن حب من سکن الدیارا

"میں لیلیٰ کے شہروں پر گذرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو۔ اور یہ شہر کی محبت کی وجہ سے نہیں' بلکہ یہ تو شہر والوں کی محبت ہے۔"[۹۰]

نیز:

"حتیٰ کہ بزرگوں کی قبر پر جانے کے وقت دروازے کی چوکھٹ چومنا بھی جائز ہے۔"[۹۱]

بریلوی قوم کے نزدیک مدینہ منورہ اور بزرگوں کی قبروں کو چومنا ہی نہیں' بلکہ مزاروں وغیرہ کی تصویروں کو چومنا بھی ضروری ہے۔ بریلوی صاحب ارشاد کرتے ہیں:

"علمائے دین نعل مطہر و روضہ حضور سید البشر علیہ افضل الصلوۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بنانے اور انہیں بوسہ دینے' آنکھوں سے لگانے اور سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے۔"[۹۳]

۸۹- ایضاً الفصل الرابع ص ۴۳

۹۰- رسالۃ ابر المقال درج در مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۱۴۱

۹۱- ایضاً ص ۱۵۹

۹۲- ایضاً ص ۱۴۴

۹۳- ابر المقال فی قبلۃ الاجلال از بریلوی ص ۱۴۳

نیز:

"علمائے دین ان تصویروں سے دفع امراض و حصول اغراض کے لیے توسل فرماتے تھے۔"(۹۴)

بریلوی اعلیٰ حضرت حضور اکرم ﷺ کے نعل مبارک کی خیالی تصویر کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو' ظالموں اور حاسدوں سے محفوظ رہے۔ عورت دردزہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے' آسانی ہو۔ جو ہمیشہ پاس رکھے گا معزز ہو اور اسے زیارت روضہ رسول نصیب ہو۔ جس لشکر میں ہو نہ بھاگے' جس قافلے میں ہو نہ لٹے' جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے' جس مال میں ہو نہ چرایا جائے' جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو' جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو۔"(۹۵)

ان خرافات اور دور جاہلیت کی خرافات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے ان خرافات کو ختم کیا تھا' یہ لوگ دوبارہ انہیں زندہ کر رہے ہیں۔ خاں صاحب نقل کرتے ہیں:

"اگر ہو سکے تو اس خاک کو بوسہ دے جسے نعل مبارک کے اثر سے نم حاصل ہوئی ورنہ اس کے نقشہ ہی کو بوسہ دے۔"(۹۶)

مزید:

"اس نقشے کے لکھنے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ عالیہ کی زیارت نہ ملی' وہ اس کی زیارت کر لے۔ اور شوق سے اسے بوسہ دے کہ یہ مثال اس اصل کے قائم مقام ہے۔"(۹۷)

۹۴۔ بدر الانوار فی آداب الآثار ص ۳۹

۹۵۔ ایضاً ص ۴۰

۹۶۔ ابر المقال فی قبلۃ الاجلال از بریلوی ص ۱۴۳

۹۷۔ ایضاً ص ۱۴۸

نیز:

"روضہ منورہ حضور پرنور سید عالم ﷺ کی نقل صحیح بلاشبہ معظمات دینیہ سے ہے۔ اس کی تعظیم و تکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے۔"[98]

تصویر کی زیارت کے آداب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان چیزوں کی زیارت کے وقت حضور ﷺ کا تصور ذہن میں لائیں اور درود شریف کی کثرت کریں۔"[99]

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ کے نعل مبارک کے نقشہ کو مس کرنے والے کو قیامت میں خیر کثیر ملے گی اور دنیا میں یقیناً نہایت اچھے عیش و عشرت اور عزت و سرور میں رہے گا۔ اسے قیامت کے روز کامیابی کی غرض سے بوسہ دینا چاہئے' جو اس نقشے پر اپنے رخسار رگڑے اس کے لیے بہت عجیب برکتیں ہیں۔"[100]

اندازہ لگائیں' بریلوی حضرات کی ان حرکات اور بت پرستی میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ اپنے ہاتھوں سے ایک تصویر بناتے ہیں اور پھر رسول اکرم ﷺ کا تصور اپنے ذہن میں لا کر اسے چومتے' اپنی آنکھوں سے لگاتے اور اپنے گالوں پر رگڑتے ہیں اور پھر برکات کے حصول کی امید کرتے ہیں۔

ایک طرف تو تصویر اور مجسمے کی اس قدر تعظیم کرتے' اور دوسری طرف اللہ رب العزت کی شان میں اس قدر گستاخی اور بے ادبی کہ کہتے ہیں:

"نعل شریف (جوتے کا مجسمہ) پر بسم اللہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔"[101]

جناب احمد رضا صاحب ان مشرکانہ رسموں کی اصل غرض و غایت کی طرف

۹۸- بدر الانوار ص ۵۳

۹۹- ایضاً ص ۵۶

۱۰۰- مجموعہ رسائل از احمد رضا ص ۱۴۴

۱۰۱- ایضاً ص ۳۰۴

آتے ہیں:

"زائر کو چاہیے کہ وہ کچھ نذر کرے، تاکہ اس سے مسلمانوں کی اعانت ہو- اس طرح سے زیارت کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو ثواب ہوگا- ایک نے سعادت و برکت دے کر ان کی مدد کی اور دوسرے نے متاع قلیل سے فائدہ پہنچایا- حدیث میں ہے "تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے" تو اسے چاہئے کہ نفع پہنچائے (طرز استدلال ملاحظہ فرمائیں) حدیث میں ہے:

"اللہ اپنے بندوں کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے- خصوصاً جب یہ تبرکات والے حضرات سادات کرام ہوں تو ان کی خدمت اعلیٰ درجے کی برکت و سعادت ہے-"[۱۰۲]

یہ ہے بریلوی دین و شریعت اور یہ ہیں اس کے بنیادی اصول و ضوابط! عوام کو بے وقوف بنا کر کس طرح یہ لوگ اپنا کاروبار چمکانا چاہتے اور اپنی تجوریاں بھرنا چاہتے ہیں-

کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ اسلام تصاویر اور مجسموں کی تعظیم کا حکم دے؟ انہیں بوسہ دینے اور ہاتھ سے چھونے کو باعث برکت بتائے اور پھر اس پر چڑھاوے چڑھانے کی ترغیب دے؟

حاشا و کلاّ!

دین کو نفع بخش تجارت بنا لینے والے بعض بریلوی ملاؤں نے عوامی سرمائے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کے لیے بعض ایسی بدعات ایجاد کی ہیں، جو کھلم کھلا کتاب و سنت کے خلاف اعلان بغاوت ہیں- بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی نے ساری زندگی نہ نماز پڑھی ہو نہ روزے رکھے ہوں، مرنے کے بعد دنیوی مال و متاع خرچ کر کے اسے بخشوایا جا سکتا ہے- جسے یہ لوگ حیلہ اسقاط کا نام دیتے ہیں- اس کا طریقہ ملاحظہ فرمائیں اور بریلوی ذہنیت کی داد دیں:

"میت کی عمر کا اندازہ لگا کر مرد کی عمر سے بارہ سال اور عورت کی عمر سے نو سال

۱۰۲- بدر الانوار در مجموعہ رسائل ص ۵۰ و ما بعد

(نابالغ رہنے کی کم از کم مدت) کم کر دیئے جائیں۔ بقیہ عمر میں اندازہ لگایا جائے کہ ایسے کتنے فرائض ہیں جنہیں وہ نہ ادا کر سکا اور نہ قضا۔ اس کے بعد ہر نماز کے لیے صدقہ فطر کی مقدار بطور فدیہ خیرات کر دی جائے' صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع گندم یا ایک صاع جو ہے۔ اس حساب سے ایک دن کی وتر سمیت چھ نمازوں کا فدیہ تقریباً بارہ سیر' ایک ماہ کا نو من اور شمسی سال کا ایک سو آٹھ من ہو گا۔"(۱۰۳)

قرآن کریم میں ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا﴾(۱۰۴)

"بلاشبہ وہ ظالم جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں' وہ حقیقت میں اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں ایسے لوگ جہنم میں داخل ہوں گے۔"

نیز فرمایا:

﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾(۱۰۵)

"کسی کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا"

نیز:

﴿وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾(۱۰۶)

"انسان کو اسی کی جزا ملے گی' جو اس نے خود کمایا۔"

مگر بریلوی حضرات نے نامعلوم یہ حیلے کہاں سے اخذ کیے ہیں؟

ان کا ماخذ اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تو ہو سکتا ہے' شریعت اسلامیہ میں ان کا کوئی وجود نہیں!

۱۰۳۔ غایۃ الاحتیاط فی جواز حیلۃ الاسقاط درج در بذل الجوائز ص ۳۴ طبع لاہور

۱۰۴۔ سورۃ النساء آیت ۱۰

۱۰۵۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۵

۱۰۶۔ سورۃ النجم آیت ۳۹

کہتے ہیں کہ اپنے عزیز کو بخشوانے کے لیے اتنی دولت شاید ہی کوئی خرچ کرے۔ پھر اس میں تخفیف کے لیے دوسرے کئی حیلے بیان کرتے ہیں تاکہ اسے استطاعت سے باہر سمجھ کر بالکل ہی ترک نہ کر دیا جائے۔

جو لوگ ان حیلوں کے قائل نہیں ہیں' ان کے متعلق ان کا ارشاد ہے کہ:

"وہابی وغیرہ کو دنیا سے رخصت ہونے والوں کے ساتھ نہ کوئی خیر خواہی ہے اور نہ فقراء و غرباء (بریلوی ملاؤں) کے لیے جذبہ ہمدردی۔

اگر کوئی شخص حساب کے مطابق فدیہ ادا کرے' تو کیا اچھا ہے۔"[۱۰۷]

اگر ہر محلے کے لوگ اپنے اعزا کو بخشوانے کے لیے ان حیلوں پر عمل شروع کر دیں تو ان ملاؤں کی تو پانچوں گھی میں ہو جائیں۔

ان حیلوں سے بے نمازوں اور روزہ خوروں کی تعداد میں اضافہ تو ہو سکتا ہے' بریلوی اکابرین کی تجوریاں تو بھر سکتی ہیں' مگر عذاب کے مستحق مردوں کو بخشوایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ ان حیلوں کا نہ قرآن میں ذکر نہ حدیث میں۔ جس نے دنیا میں جو کمایا' آخرت میں اس کا پھل پائے گا۔ اگر نیک ہے تو اسے ان حیلوں کی ضرورت نہیں' اور اگر بد ہے تو اسے ان کا کوئی فائدہ نہیں!

انگوٹھے چومنا بھی ایک بدعت ہے' جس کا حدیث سے کوئی ثبوت نہیں۔ بریلوی حضرات اس بدعت کو ثابت کرنے کے لیے من گھڑت اور موضوع روایات ذکر کرتے ہیں۔ جناب بریلوی لکھتے ہیں:

"حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص ﴿اشھدان محمدا رسول الله﴾ سن کر اپنے انگوٹھوں کو چومے گا اور پھر اپنی آنکھوں پر لگائے گا' اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔"[۱۰۸]

جناب احمد رضا نے اس روایت کو امام سخاوی سے نقل کیا ہے۔ جب کہ امام

۱۰۷۔ حیلۃ الاسقاط ص ۳۵

۱۰۸۔ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین مندرج در فتاویٰ رضویہ ص ۳۸۳

سخاویؒ نے اس حدیث کو ذکر کے لکھا ہے:

"اس روایت کو کسی صوفی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے- اس کی سند میں جن زاویوں کے اسماء ہیں' وہ محدثین کے نزدیک مجہول اور غیر معروف ہیں- یعنی خود ساختہ سند ہے- اور پھر حضرت خضر علیہ السلام سے کس نے سنا ہے؟ اس کا بھی کوئی ذکر نہیں-"(۱۰۹)

یعنی امام سخاوی جس روایت کو صوفیہ کے خلاف استعمال کر رہے ہیں' اس پر تنقید کر رہے ہیں اور اسے موضوع روایت قرار دے رہے ہیں' جناب احمد رضا مکمل علمی بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک غیر اسلامی بدعت کو رواج دینے کے لیے اس سے استدلال کر رہے ہیں-

امام سیوطیؒ لکھتے ہیں: "وہ تمام روایات' جن میں انگوٹھوں کو چومنے کا ذکر ہے' وہ موضوع اور من گھڑت ہیں-"(۱۱۰)

اسی طرح امام سخاویؒ' ملا علی قاری' محمد طاہر الفتنی اور علامہ شوکانیؒ وغیرہ نے ان تمام روایات کو موضوع قرار دیا ہے-(۱۱۱)

لیکن جناب احمد رضا صاحب کو اصرار ہے کہ "انگوٹھے چومنے کا انکار اجماع امت (بریلوی امت) کے منافی ہے-"(۱۱۲)

مزید: "اسے وہی شخص ناجائز کہے گا' جو سید الانام ﷺ کے نام سے جلتا ہے-"(۱۱۳)

بریلوی خرافات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں "جس نے ﴿لا الٰہ الاّ اللّٰہ وحدہٗ لا شریك لہٗ﴾ یہ ساری دعاء لکھ کر میت کے کفن میں رکھ دی' وہ قبر کی تنگیور

۱۰۹- المقاصد الحسنہ للسخاوی

۱۱۰- تیسیر المقال از امام سیوطی

۱۱۱- ملاحظہ ہو تذکرۃ الموضوعات للفتنی' موضوعات ملا علی قاری' الفوائد المجموعۃ للامام الشوکانی

۱۱۲- منیر العین در فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۴۸۸

۱۱۳- ایضاً ص ۴۹۶

سے محفوظ رہے گا ور منکر نکیر اس کے پاس نہیں آئیں گے۔"(۱۱۴)

اسی طرح بریلوی حضرات نے "عہد نامہ" کے نام سے ایک دعا وضع کر رکھی ہے، جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ "اسے جس شخص کے کفن میں رکھا جائے' اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا۔"(۱۱۵)

احمد یار لکھتے ہیں:

عہد نامہ دیکھ کر میت کو یاد آجاتا ہے کہ اس نے نکیرین کو کیا جواب دینا ہے؟"(۱۱۶)

بریلوی حضرات کتاب و سنت اور خود فقہ حنفی کی مخالفت کرتے ہوئے بہت سی ایسی بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں' جن کا سلف صالحین سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ان میں سے ایک قبر پر اذان دینا بھی ہے۔ خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"قبر پر اذان دینا مستحب ہے' اس سے میت کو نفع ہوتا ہے۔"(۱۱۷)

نیز:

"قبر پر اذان سے شیطان بھاگتا ہے اور برکات نازل ہوتی ہیں۔"(۱۱۸)

حالانکہ فقہ حنفی میں واضح طور پر اس کی مخالفت کی گئی ہے۔ علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں:

"قبر پر اذان وغیرہ دینا یا دوسری بدعات کا ارتکاب کرنا درست نہیں۔ سنت سے فقط اتنا ثابت ہے کہ نبی ﷺ جب جنت البقیع میں تشریف لے جاتے تو فرماتے ﴿السّلام علیکم دار قوم مؤمنین...... الخ﴾ اس کے علاوہ کچھ ثابت نہیں' ان بدعات سے اجتناب کرنا چاہئے"(۱۱۹)

۱۱۴۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۲۷

۱۱۵۔ ایضاً ص ۱۲۹

۱۱۶۔ جاء الحق ص ۳۴۰

۱۱۷۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۵۴

۱۱۸۔ جاء الحق جلد ۱ ص ۳۱۵

۱۱۹۔ ابر المقال فی قبلتہ الاجلال ص ۱۴۳

امام شامیؒ کہتے ہیں:

"آج کل قبر پر اذان دینے کا رواج ہے- اس کا کوئی ثبوت نہیں' یہ بدعت ہے-"(۱۲۰)

محمودؒ بلخی نے لکھا ہے:

"قبر پر اذان دینے کی کوئی حیثیت نہیں-"(۱۲۱)

بہر حال یہ ہیں بریلوی حضرات کی وہ تعلیمات جو نہ صرف کتاب و سنت کے خلاف ہیں' بلکہ فقہ حنفی کے بھی خلاف ہیں- حالانکہ بریلوی قوم فقہ حنفی کا پابند ہونے کا دعویٰ کرتی ہے-

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں سنت پر عمل پیرا ہونے اور بدعات سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرمائے- آمین!

۱۲۰- بدر الانوار فی آداب الاٰثار ص ۳۸

۱۲۱- ایضاً ص ۴۰

باب ۴

بریلویت اور تکفیری فتوے

بریلوی حضرات نے اکابرین ملت اسلامیہ کی جس انداز سے تکفیر کی ہے' انہیں ملحد' زندیق اور مرتد قرار دیا ہے اور انہیں غلیظ اور نجس گالیوں سے نوازا ہے' کسی شخص کا اس پر جذباتی ہونا اور جواباً وہی طرز و اسلوب اختیار کرنا اگرچہ فطری تقاضا ہے--- مگر ہمارا انداز چونکہ مثبت' نرم اور غیر متشددانہ ہے' لہٰذا ہم کفر کے فتووں کو ذکر کرنے کے باوجود اپنے اسلوب میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آنے دیں گے- ویسے بھی مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ لعن طعن کا اسلوب و انداز اختیار کرے-

بریلوی مذہب کے پیروکاروں نے اپنے مخصوص عقائد و نظریات کو اسلام کا نام دے رکھا ہے- ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے تمام اختیارات اولیاء کے پاس ہیں- ان کے خودساختہ بزرگان دین ہی خلق کی شنوائی اور ان کی حاجت روائی کرتے ہیں- وہ علم غیب رکھتے ہیں اور آناً فاناً پوری دنیا کا چکر لگا کر اپنے مریدوں کی تکالیف کو دور کرتے' انہیں دشمنوں سے نجات عطا کرتے اور مصائب و مشکلات سے چھٹکارہ دیتے ہیں- ان کے پاس نفع و نقصان پہنچانے' مردے کو زندہ کرنے اور گناہ گاروں کو بخشنے جیسے اختیارات موجود ہیں- وہ جب چاہیں بارش برسا دیں' جسے چاہیں عطا کریں اور جسے چاہیں محروم رکھیں- حیوانات ان کے فرماں بردار ہیں' فرشتے ان کے دربان ہیں- وہ حشر و نشر اور حساب و کتاب کے وقت اپنے پیروکاروں کی مدد کرنے پر قادر ہیں- زمین و آسمان میں ان ہی کی بادشاہی ہے- جب چاہیں ایک ہی قدم میں عرش پر چلے جائیں اور جب چاہیں وہ سمندروں کی تہہ میں اتر جائیں- سورج ان کی اجازت کے بغیر طلوع نہیں ہوتا- وہ اندھے کو بینا کر سکتے اور کوڑھی کو شفا دے سکتے ہیں- مرنے کے بعد ان

کی قوت و طاقت میں حیرت ناک حد تک اضافہ ہو جاتا ہے- دلوں کے راز جاننے والے اور موت و حیات کے مالک ہیں-

یہ تمام اختیارات جب بزرگان دین کے پاس ہیں تو کسے کیا ضرورت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پکارے' مساجد کا رخ کرے' رات کی تاریکیوں میں اٹھ کر وہ اپنے رب کے حضور گڑگڑائے؟

وہ کسی پیر کے نام کی نذر و نیاز دے گا' اپنے آپ کو اس کا مرید بنالے گا' وہ خود ہی اس کی نگہبانی کرے گا' مصائب میں اس کے کام آئے گا اور قیامت کے روز اسے جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دے گا-

ظاہر ہے جس کی عقل سلامت ہو اور اسلام کی تعلیمات سے ادنیٰ واقفیت بھی رکھتا ہو' وہ تو ان عقائد کو تسلیم نہیں کر سکتا- وہ تو رب کائنات کو اپنا خالق و مالک و رازق اور داتا و حاجت روا مانے گا اور مخلوق کو اس کا محتاج اور اس کے بندے تصور کرے گا- وہ انسان ہو کر انسان کی غلامی اختیار نہیں کر سکتا- بس یہی قصور تھا اہل حدیث کا!---

انہوں نے ان ہندووانہ و مشرکانہ عقائد کو نہ مانا' چنانچہ وہ جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور ان کے پیروکاروں کے تکفیری فتوؤں کا نشانہ بن گئے-

اہل حدیث نے کہا کہ ہمیں جناب بریلوی کی اطاعت کا نہیں' بلکہ کتاب و سنت کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے-

انہیں سرور کائنات ﷺ کا یہ ارشاد عزیز تھا:

﴿تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ﴾[1]

"میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں- جب تک انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے' گمراہ نہیں ہو گے: کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ!

یہی اک جرم تھا جو انہیں مقتل لے گیا ان پر فتوؤں کی بوچھاڑ ہوئی اور وہ کافر' زندیق' ملحد اور مرتد ٹھہرے!

۱- مشکوٰۃ شریف

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾[۲]

"اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرو' تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ﴾[۳]

"اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور ان کے فرامین سننے کے باوجود ان سے روگردانی نہ کرو۔"

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾[۴]

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی ہی اطاعت کرو۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی اور اپنے نبیؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔ مگر بریلوی عقائد وافکار کے دلائل چونکہ کتاب و سنت سے مہیا نہیں ہوتے اور اہل حدیث صرف کتاب و سنت پر اکتفا کرتے اور لوگوں کو اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں' چنانچہ بریلوی حضرات کو ان پر سخت غصہ تھا کہ یہ ان کے کاروبار زندگی کو خراب اور ان کی چمکتی ہوئی دکانوں کو ویران کر رہے ہیں۔

یہی قصور امام محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے ساتھیوں کا تھا۔

بریلوی حضرات کے نزدیک دیوبندی بھی دین اسلام سے خارج ہیں۔ ان کا قصور یہ تھا کہ وہ ان کے تراشے ہوئے قصے کہانیوں پر ایمان نہیں لائے اور جناب احمد رضا کی پیروی نہیں کی۔

تمام وہ شعراء حضرات' جنہوں نے معاشرے کو غیر اسلامی رواجات سے پاک کرنا چاہا' وہ بھی بریلوی حضرات کے نزدیک کفار و مرتدین قرار پائے۔ ان کا قصور تھا کہ وہ لوگوں کو یہ کیوں بتلاتے ہیں کہ خانقاہی نظام اور آستانوں پر ہونے والی خرافات و

۲۔ سورۃ آل عمران ۱۳۲

۳۔ سورت الانفال آیت ۲۰

۴۔ سورۃ النساء آیت ۵۹

بدعات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

ماہرین تعلیم بھی کافر و مرتد قرار پائے' کیونکہ وہ تعلیم کے ذریعے شرک و جہالت کی تاریکیوں کا مقابلہ کرتے اور معاشرے سے ہندووانہ رسموں کو ختم کرنے کے لیے آواز بلند کرتے تھے' اور اس سے ان (بریلوی ملاؤں) کا کاروبار ختم ہو سکتا تھا۔

اسی طرح تحریک آزادی کے ہیرو' مسلم سیاستدان' تحریک خلافت کے قائدین' انگریز کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والے اور جہاد کی دعوت دینے والے بھی بریلویوں کے فتووں اور دشمنی سے محفوظ نہ رہ سکے' کیونکہ وہ جناب بریلوی کے افکار سے متفق نہ تھے۔

بریلوی حضرات کی تکفیری مشین گن کی زد سے شائد ہی کوئی شخص محفوظ رہ سکا ہو۔ ہر وہ شخص ان کے نزدیک کافر و مرتد ٹھہرا' جس کا ذرا سا بھی ان سے اختلاف ہوا۔ حتیٰ کہ بہت سے ایسے لوگ بھی ان کی تکفیر سے نہ بچ سکے' جو عقائد و افکار میں تو ان سے متفق تھے' مگر وہ مخالفین کو کافر کہنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ جب کہ بریلوی حضرات کے نزدیک مخالفین کے کفر وار تداد میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ اس کا ذکر مفصل آرہا ہے!

انہوں نے اپنے ایک ساتھی عبدالباری لکھنوی کو بھی کافر قرار دے دیا' کیونکہ انہوں نے بعض علماء کو کافر قرار دینے سے انکار کر دیا تھا۔ [۵] چنانچہ اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی "الطاری الداری لھفوات عبدالباری۔"

جناب احمد رضا اور ان کے ساتھی اس جملے کو بار بار دہراتے ہیں! "جس نے فلاں کے کفر میں شک کیا' وہ بھی کافر!" یا "جو اسے....!" [۶]

مشہور اسلامی کاتب مولانا عبدالحی لکھنویؒ احمد رضا خاں صاحب کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"احمد رضا فقہی اور کلامی مسائل میں بہت متشدد تھے۔ بہت جلد کفر کا فتویٰ لگا

۵۔ معجم دماغ مجنون ص ۱۴ مطبوعہ بریلی

۶۔ اس کا ذکر آگے مفصلاً آئے گا

دیتے- تکفیر کا پرچم اٹھا کر مسلمانوں کو کافر قرار دینے کی ذمے داری انہوں نے خوب نبھائی- بہت سے ان کے ساتھی بھی پیدا ہو گئے جو اس سلسلے میں ان کا ساتھ دیتے رہے- جناب احمد رضا ہر اصلاحی تحریک کے مخالف رہے- بہت سے رسالے بھی ان کی تکفیر کو ثابت کرنے کے لیے تحریر کیے-

حرمین شریفین کے علماء سے ان کے خلاف فتوے بھی لیے- استفتاء میں ایسے عقائد ان کی طرف منسوب کیے جن سے وہ بری الذمہ تھے- امام محمد قاسم نانوتوی' علامہ رشید احمد گنگوہی' مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ وغیرہ کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے اور برملا ان کے کفر و ارتداد کے فتوؤں کا اظہار کرتے تھے- اپنی کتاب حسام الحرمین میں لکھتے ہیں' جو شخص ان کے کفر اور عذاب میں ذرا سا بھی شک کرے' وہ بھی کافر ہے- جناب! احمد رضا ساری زندگی مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگانے میں مصروف و مشغول رہے' حتیٰ کہ کفر کے فتوے کو ایک معمولی امر تصور کیا جانے لگا اور ان کے اس عمل کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمان اختلاف و انتشار کا شکار ہو گئے-"(۷)

تکفیر مسلمین میں جناب بریلوی تنہا نہیں تھے' بلکہ ان کے متبعین نے بھی مسلمانوں کو کفار و مرتدین کے اس زمرے میں شامل کرنے کے لیے چوٹی کا زور صرف کیا- اہل حدیث کا اس کے علاوہ کیا جرم تھا کہ وہ عوام کو شرک و بدعت سے اجتناب کی تلقین کرتے اور اختلاف کے وقت کتاب و سنت ہی سے ہدایت و راہنمائی حاصل کرنے کی دعوت دیتے تھے-

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾(۸)

"اگر تمہارا آپس میں اختلاف ہو جائے تو اس کے حل کے لیے اللہ اور اس کے

۷- نزہۃ الخواطر از امام عبدالحی لکھنوی ج ۸ ص ۳۹

۸- سورۃ النساء آیت ۵۹

رسولؐ' یعنی کتاب و سنت' کی طرف رجوع کرو۔"

اسی طرح اہل حدیث کی دعوت ہے کہ امت محمدؐیہ پر رسول اکرم ﷺ کے علاوہ کسی کی اطاعت واتباع فرض نہیں۔۔۔خواہ وہ کتنا بڑا ولی' محدث اور امام ہی کیوں نہ ہو! حدیث میں ہے:

"جب تک تم کتاب و سنت کی اطاعت کرتے رہو گے' گمراہ نہیں ہو گے۔"[9]

اہل حدیث نے پاک و ہند میں ہندوانہ رسم و رواج کو اسلامی تہذیب کا حصہ بننے سے روکا اور بدعات و خرافات کا کھل کر مقابلہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ دین اسلام کے مکمل ہو جانے کے بعد اب کسی نئی چیز کی ضرورت نہیں رہی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ﴾[10]

یعنی دین اسلام عہد نبویؐ میں ہی مکمل ہو چکا تھا۔ دین میں کسی نئے مسئلے کی ایجاد بدعت ہے' اور بدعت کے متعلق ارشاد نبویؐ ہے:

﴿مَنْ اَحْدَثَ فِىْ اَمْرِنَا هٰذَا فَهُوَ رَدٌّ﴾

﴿وَفِىْ رِوَايَةٍ: فَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ﴾[11]

"جو دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے' اسے رد کر دیا جائے۔ ایک روایت میں ہے سب سے بری چیز دین میں نئی ایجادات ہیں۔ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی!"

نیکی اور ثواب کے تمام کاموں کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے بیان فرمادیا ہے۔ عہد نبویؐ کے بعد ایجاد ہونے والی رسوم و رواج اور بدعات دین اسلام کا حصہ نہیں' انہیں مسترد کر دیا جائے۔

اہل حدیث علماء نے اسی بات کی طرف دعوت دی۔ بریلوی حضرات نے اس دعوت کو اپنے عقائد و نظریات کے منافی سمجھا۔ کیونکہ اس دعوت میں ان کے میلے'

۹۔ مشکوۃ المصابیح

۱۰۔ سورۃ المائدہ آیت ۳

۱۱۔ مشکوۃ المصابیح

عرس و میلاد' تیجے و چالیسویں' قوالی اور گانے بجانے' رقص و سرود کی محفلیں اور شکم پروری و خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لیے ایجاد کی جانے والی دوسری بدعات خطرے میں پڑ جاتی تھیں۔

چنانچہ انہوں نے علمائے اہل حدیث کو اپنا بدترین دشمن سمجھا اور ان کے خلاف تکفیر بازی کی مہم شروع کر دی۔

اس سلسلے میں انہوں نے سب سے پہلے وہابی تحریک کے بر خیل شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کو نشانہ بنایا' کیونکہ شرک و بدعت کے خلاف کھلم کھلا اعلان جنگ کرنے والے وہ سب سے پہلے شخص تھے۔ وہ توحید و سنت کا پرچم لے کر نکلے اور کفر و بدعت کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا کرتے چلے گئے۔

انہوں نے جب دیکھا کہ ہندوانہ عقائد اسلامی تہذیب کا حصہ بن رہے ہیں' حدود اللہ معطل ہو چکی ہیں' اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور جاہل صوفیاء غلط نظریات کا پرچار کر رہے ہیں' وہ کتاب و سنت کی روشنی میں صحیح اسلامی دعوت کا جھنڈا لے کر اٹھے اور انگریزوں کے خلاف عملی جہاد کے ساتھ ساتھ شرک و بدعت کے طوفان کا بھی مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اتر آئے۔

انہوں نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان[۱۲] میں لوگوں کو توحید کے عقیدے کی طرف دعوت دی' غیر اللہ سے فریاد رسی جیسے عقائد کو باطل ثابت کیا اور تقلید و جمود اور مذہبی تعصب کی بھی بیخ کنی کی۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ انگریزوں اور سکھوں کے خلاف جہاد میں مشغول رہے اور درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کے ذریعے بھی مسلمانوں کو توحید کا سبق دیتے رہے۔ دن کو جہاد کرتے' راتوں کو قیام کرتے۔ یوں مسلسل محنت اور جدوجہد سے شرک و بدعت کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ راہ حق میں شہادت پا گئے۔ وہ اس آیت کا مصداق تھے:

۱۲۔ امام محمد بن عبدالوہابؒ کی کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان ایک دوسرے سے بہت حد تک مشابہ ہیں اور دونوں ایک ہی طرز پر لکھی گئی ہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ﴾(۱۳)

"اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کا مال خرید لیا ہے اور اس کے بدلے میں ان کے لیے جنت لکھ دی ہے وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور کافروں کو قتل کرتے کرتے خود بھی شہید ہو جاتے ہیں۔"

شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بعد انہوں نے ان کی دعوت کے جانشین سید امام نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو تکفیری مہم کا نشانہ بنایا۔ ان کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے حدیث کی نشر و اشاعت میں اس وقت موجود پوری دنیا کے علماء سے زیادہ کردار ادا کیا۔ ان کے شاگردوں نے دنیا بھر میں علوم حدیث کے احیاء کے لیے مسلسل محنت کی اور درس و تدریس میں مصروف رہے۔ اسی بناء پر مصری مفکر رشید رضا نے لکھا ہے:

"اگر ہمارے ہندوستانی اہلحدیث بھائی حدیث کے علوم کا اہتمام نہ کرتے تو شاید ان علوم کا بہت سے علاقوں میں وجود ختم ہو جاتا۔"(۱۴)

کیونکہ:

"بہت سے مقلدین حدیث کی کتابوں کا سوائے تبرک کے کوئی فائدہ نہیں سمجھتے تھے۔"(۱۵)

جناب بریلوی نے شاہ شہید اور سید نذیر حسین علیہما الرحمۃ کو کافر قرار دیا۔ شاہ شہید علیہ الرحمۃ کی تکفیر کے لیے انہوں نے ایک مستقل رسالہ "الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات الوہابیہ" تحریر کیا۔ اس کی ایک عبارت ملاحظہ ہو:

"اے سرکش منافقو اور فاسقو! تمہارا بڑا (شاہ اسماعیل شہید) یہ گمان کرتا ہے کہ

۱۳۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۱

۱۴۔ مفتاح کنوز السنۃ مقدمتہ السید رشید رضا صفحہ ق

۱۵۔ ایضاً

رسول اللہ ﷺ کی تعریف عام انسانوں سے بھی کم ہے' رسول اللہ سے بغض و عداوت تمارے منہ سے ظاہر ہو گئی- جو تمہارے سینوں میں ہے' وہ اس سے بھی زیادہ ہے- تم پر شیطان غالب آچکا ہے- اس نے تمہیں خدا کی یاد اور نبی ﷺ کی تعظیم بھلادی ہے- قرآن میں تمہاری ذلت و رسوائی بیان ہو چکی ہے- تمہاری کتاب تقویۃ الایمان اصل میں تفویت الایمان ہے یعنی وہ ایمان کو ضائع کر دینے والی ہے- اللہ تعالیٰ تمہارے کفر سے غافل نہیں-" (۱۶)

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"وہابیہ اور ان کے پیشوا (شاہ اسماعیل) پر بوجوہ کثیرہ قطعاً یقیناً کفر لازم اور حسب تصریحات فقہائے کرام ان پر حکم کفر ثابت و قائم ہے- اور بظاہر ان کا کلمہ پڑھنا ان کو نفع نہیں پہنچا سکتا اور کافر ہونے سے نہیں بچا سکتا- اور ان کے پیشوا نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں اپنے اور اپنے سب پیروؤں کے کھلم کھلا کافر ہونے کا صاف اقرار کیا ہے-" (۱۷)

اب ذرا ان کے کافر ہونے کا سبب بھی ملاحظہ فرمائیں- لکھتے ہیں:

"اسماعیل دہلوی کہتا ہے کہ ایک شخص کی تقلید پر جمے رہنا' باوجود اس کے کہ اپنے امام کے خلاف صریح احادیث موجود ہوں' درست نہیں ہے- اس کا یہ کہنا اس کی کفریات میں سے ہے-" (۱۸)

یعنی امام اسماعیل شہیدؒ اس لیے کافر ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ صریح احادیث کے مقابلے میں کسی کے قول پر عمل کرنا جائز نہیں ہے- یہ ان کی کفریہ باتوں میں سے ہے-

لکھتے ہیں:

"انہیں کافر کہنا فقہاً واجب ہے- واضح ہو کہ وہابیہ منسوب ابن عبدالوہاب نجدی

۱۶- الکوکبۃ الشہابیۃ از احمد رضا ص ۸

۱۷- الکوکبۃ الشہابیۃ از احمد رضا ص ۱۰

۱۸- ایضاً ص ۴۹

ہیں- ابن عبدالوہاب ان کا معلم اول تھا- اس نے کتاب التوحید لکھی' تقویۃ الایمان اس کا ترجمہ ہے-

ان کا پیشوا نجدی تھا- اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام ناہنجار پر جزماً قطعاً یقیناً اجمالاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم ہے- اور بلا شبہ جماہیر فقہائے کرام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر ہیں-"(۱۹)

ایک اور جگہ کہتے ہیں:

"اسماعیل دہلوی کافر محض تھا-"(۲۰)

ایک دفعہ ان سے پوچھا گیا کہ اسماعیل دہلوی کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ تو جواب دیا:

"میرا عقیدہ ہے' وہ مثل یزید کے ہے- اگر اسے کوئی کافر کہے تو اسے روکا نہ جائے-"(۲۱)

مزید:

"اسماعیل دہلوی سرکش' طاغی' شیطان لعین کا بندہ داغی تھا-"(۲۲)

نیز:

"امام الوہابیہ یہودی خیالات کا آدمی ہے-"(۲۳)

ان کی کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"تقویۃ الایمان ایمان کو برباد کر دینے والا وہابیہ کا جھوٹا قرآن ہے-"(۲۴)

نیز:

"محمد ﷺ نے اس کے جدید قرآن تقویۃ الایمان کو جہنم پہنچایا-"(۲۵)

۱۹- الکوکبۃ الشہابیۃ از احمد رضا ص ۶۰

۲۰- دامان باغ ملحق سبحان السبوح ص ۱۳۴

۲۱- ملفوظات احمد رضا ج ا ص ۱۱۰ ترتیب محمد مصطفیٰ رضا بن احمد رضا بریلوی

۲۲- الامن والعلی از احمد رضا ص ۱۱۲

۲۳- ایضاً ص ۱۹۵

۲۴- الامن والعلی ۷۲

۲۵- ایضاً ص ۱۹۵

اس پر بھی مستزاد:

"تقویۃ الایمان وغیرہ سب کفری قول' نجس' بول و بزار ہیں- جو ایسا نہ جانے' زندیق ہے-"[۲۶]

"اس کتاب کا پڑھنا زنا اور شراب نوشی سے بھی بدتر ہے-"[۲۷]

ظاہر ہے یہ سارا غیظ و غضب اس لیے ہے کہ تقویۃ الایمان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور وہ شرک و قبر پرستی کی لعنت سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہوئے-

جناب بریلوی بخوبی واقف تھے کہ اس کتاب کو پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا' چنانچہ انہوں نے اس کے پڑھنے کو حرام قرار دے دیا- تقویۃ الایمان قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے بھری ہوئی ہے- اور پڑھنے والا جب ایک ہی موضوع پر اس قدر آیات کو ملاحظہ کرتا ہے تو وہ حیران و ششدر رہ جاتا ہے کہ یہ تمام آیات بریلوی عقائد و افکار سے متصادم ہیں اور ان کے مفہوم کا بریلوی مذہب کے بنیادی نظریات سے کوئی تعلق نہیں- اس کتاب کا قاری تردد کا شکار ہو کر بالآخر اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ وہ جن عقائد کا حامل ہے ان کا شریعت اسلامیہ سے کوئی واسطہ نہیں- اور وہ اپنے شرکیہ عقائد کو چھوڑ کر توحید و سنت پر عمل پیرا ہو جاتا ہے- جناب بریلوی کو اس بات کا بہت دکھ تھا- چنانچہ خود بدلنے کی بجائے تقویۃ الایمان کو اپنے بغض و حسد کا نشانہ بناتے رہے-

قرآن کریم میں ہے:

﴿اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾[۲۸]

"مومنوں کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے' ان کے دلوں میں اللہ کا

۲۶- سامان باغ سبحان السبوح ص ۱۳۴

۲۷- العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ مجموعۃ فتاویٰ البریلوی ج ۶ ص ۱۸۳

۲۸- سورۃ الانفال آیت ۲

خوف آ جاتا ہے اور جب ان پر قرآنی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے' ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔"

﴿وَ اِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ﴾(۲۹)

"جب مومن قرآن مجید سنتے ہیں اور انہیں حق کی پہچان ہوتی ہے' تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔"

بہر حال قرآن کریم کی تلاوت اور اسے سمجھنے کے بعد کوئی شخص بھی بریلوی عقائد سے توبہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح نبی ﷺ کے ارشادات و فرامین سن کر کسی مومن کے لیے انہیں تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں:

﴿وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ﴾(۳۰)

"جب اللہ اور اس کا رسول ؐ کسی امر کا فیصلہ کر دیں' تو اس کے آگے کسی مومن مرد یا مومن عورت کو چوں چرا کرنے کا حق نہیں ہے۔"

﴿وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا﴾(۳۱)

"ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد جو شخص اللہ کے رسول ؐ کی مخالفت کرے گا اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کسی اور کی پیروی کرے گا' ہم اسے گمراہی کی طرف پھیر دیں گے اور جہنم میں داخل کریں گے۔۔۔اور جہنم برا ٹھکانا ہے۔"

﴿مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾(۳۲)

۲۹۔المائدہ آیت ۸۳

۳۰۔سورۃ الاحزاب آیت ۳۶

۳۱۔سورۃ النساء آیت ۱۱۵

۳۲۔سورۃ الحشر آیت ۷

"جو اللہ کا رسولؐ کہے' اس پر عمل کرو- اور جس سے روکے' اس سے رک جاؤ-"

اب جس شخص کا بھی یہ ایمان ہو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان کے مقابلے میں کسی کے قول کی کوئی حیثیت نہیں' تو ظاہر ہے وہ جب شرک و بدعت کے خلاف تقویۃ الایمان میں موجود آیات واحادیث پڑھے گا' تو وہ رضاخانی افکار و نظریات پر قائم نہیں رہ سکے گا- اور یہ چیز خاں صاحب اور ان کے ساتھیوں پر بدعات و خرافات اور نذر و نیاز کے ذریعہ سے حاصل ہونے والے معاش کو بند کرنے کا باعث تھی- لہٰذا انہوں نے یہ سارے فتوے صادر فرما کر اپنے غصے کا اظہار کیا-

سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کہ جنہیں جناب بریلوی کافر و مرتد قرار دیتے تھے' ان کے متعلق مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے والد علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "نزہۃ الخواطر" کی ایک عبارت یہاں نقل کی جاتی ہے' جس میں آپؒ نے سید نذیر حسین محدث کے احوال بیان کیے ہیں- وہ لکھتے ہیں:

"حضرت حسین بن محسن الانصاری فرماتے ہیں کہ سید نذیر حسین یکتائے زمانہ تھے- علم و فضل اور حلم و بردباری میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا- وہ کتاب و سنت کی تعلیمات کی طرف لوگوں کی راہنمائی فرماتے تھے' ہندوستان کے علماء کی اکثریت ان کی شاگرد ہے-

حسد کی بنا پر کچھ لوگ ان کی مخالفت بھی کرتے رہے' مگر ان کے حسد کی وجہ سے اس جلیل القدر امام و محدث کی عزت میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا رہا-"

خود علامہ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"امام نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی جلالت پر تمام علماء کا اتفاق ہے- آپؒ نے درس و تدریس اور افتاء کے ذریعے اسلامی علوم کی خدمت کی- میں خود ۱۳۱۲ھ میں ان کا شاگرد رہا ہوں- اصول حدیث اور اصول فقہ میں ان سے زیادہ ماہر کوئی شخص نہ تھا- قرآن و حدیث پر انہیں مکمل عبور حاصل تھا- تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی ان کی کوئی مثال نہ تھی- ہمہ وقت درس و تدریس یا ذکر و تلاوت

میں مصروف رہتے- عجم و عرب میں ان کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے- وہ اپنے دور کے رئیس المحدثین تھے-

دوسرے ائمہ کی طرح انہیں بھی بہت سی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا-

انگریز دشمنی کے الزام میں گرفتار کیے گئے- ایک سال جیل میں رہے' رہا ہونے کے بعد دوبارہ درس و تدریس میں مشغول ہوگئے- پھر حجاز تشریف لے گئے' وہاں آپؒ کے اوپر حاسدین نے بہت سے الزامات لگائے- آپ کو گرفتار کر لیا مگر بری ہونے پر ایک دن بعد چھوڑ دیا گیا-

آپ واپس ہندوستان تشریف لے آئے- یہاں بھی آپ پر تکفیری فتووں کی بوچھاڑ کر دی گئی- آپ نے تمام تکالیف برداشت کر کے ہندوستان کو قرآن و حدیث کے علوم سے منور کیا اور عصبیت و جمود کی زنجیروں کو پاش پاش کیا-

آپ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھے- ارض ہندوستان پر آپ کے بہت زیادہ احسانات ہیں- قرآن و حدیث کے علوم سے دلچسپی رکھنے والے آپ کی علمی قدر و منزلت پر متفق ہیں- جزاہ اللہ خیرا!"[۴۳]

مزید فرماتے ہیں:

"سید نذیر محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیادہ تر تدریس میں مشغول رہے- اس لیے آپ کی تصنیفات بہت زیادہ نہیں- آپ کی مشہور تصانیف میں معیار الحق' ثبوت الحق' مجموعۃ الفتاوی' رسالۃ الولی باتباع النبی' وقعۃ الفتویٰ و دافعۃ البلوی اور رسالۃ فی ابطال عمل المولد شامل ہیں-

البتہ آپ کے فتاویٰ کو اگر جمع کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں- آپ کے شاگردوں کے کئی طبقات ہیں- ان میں سے جو معروف و مشہور ہیں' ان کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے- بقیہ شاگرد ہزاروں سے متجاوز ہیں-

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور تلامذہ میں سید شریف حسین' مولانا عبداللہ

۴۳- نزھۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۹۸

غزنوی' مولانا عبدالجبار غزنوی' مولانا محمد بشیر السہسوانی' سید امیر حسین' مولانا امیر احمد الحسینی السہسوانی' مولانا عبدالمنان وزیر آبادی' مولانا محمد حسین بٹالوی' مولانا عبداللہ غازی پوری' سید مصطفیٰ ٹونکی' سید امیر علی ملیح آبادی' قاضی ملا محمد پشاوری' مولانا غلام رسول' مولانا شمس الحق ڈیانوی' شیخ عبداللہ المغربی' شیخ محمد بن ناصر بن المبارک النجدی اور شیخ سعد بن حمد بن عتیق ہیں۔

بہت سے علماء نے قصائد کی صورت میں آپ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی نے غایۃ المقصود میں آپ کی سوانح عمری تحریر کی ہیں۔ اسی طرح مولانا فضل حسین مظفر پوری نے اپنی کتاب الحیاۃ بعد المماۃ میں آپ کے حالات زندگی مفصلاً بیان کیے ہیں۔

مجھے (مولانا عبدالحی لکھنوی) سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے ۱۳۱۲ھ میں سند اجازت عطا فرمائی۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ۱۰ رجب ۱۳۲۰ھ بروز سوموار دہلی میں ہوئی نفعنا اللہ ببرکاتہ۔ آمین!"[۳۴]

سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس نے بخاری و بغداد کی مجالس و محافل کی یاد تازہ کردی۔ ہندوستان کے کونے کونے سے لوگ علم حدیث کے حصول کے لیے آپ کے حلقہ درس میں شامل ہونے لگے۔

احمد رضا بریلوی نے علم و معرفت کے اس سیل رواں کو اپنی خرافات و بدعات کے لیے خطرہ سمجھتے ہوئے آپ کو طعن و تشنیع اور تکفیر و تفسیق کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے کہا:

"نذیر حسین دہلوی امام لامذہباں' مجتہد نامقلداں' مخترع طرز نوی اور مبتدع آزادروی ہے۔"[۳۵]

مزید لکھتے ہیں:

۳۴۔ نزہۃ الخواطر ص ۵۰۰' ۵۰۱

۳۵۔ حاجز البحرین درج شدہ فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۱۰

"نذیر حسین دہلوی کے پیروکار سرکش اور شیطان خناس کے مرید ہیں۔"(۳۸)

نیز:

"تم پر لازم ہے کہ عقیدہ رکھو' بے شک نذیر حسین دہلوی کافر و مرتد ہے۔ اور اس کی کتاب معیار الحق کفری قول اور نجس براز بول ہے' وہابیہ کی دوسری کتابوں کی طرح۔"(۳۹)

صرف شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید نذیر حسین محدث دہلویؒ ہی کافر و مرتد نہیں' بلکہ جناب بریلوی کے نزدیک تمام اہل حدیث کفار و مرتد ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں:

"غیر مقلدین (اہل حدیث) سب بے دین' پکے شیاطین اور پورے ملاعین ہیں۔"(۴۰)

نیز:

"جو شاہ اسماعیل اور نذیر حسین وغیرہ کا معتقد ہو ابلیس کا بندہ' جہنم کا کندہ ہے۔ اہل حدیث سب کافر و مرتد ہیں۔"(۴۱)

مزید ارشاد ہے:

"غیر مقلدین گمراہ' بددین اور بحکم فقہ کفار و مرتدین ہیں۔"(۴۲)

مزید:

"غیر مقلد اہل بدعت اور اہل نار ہیں۔ وہابیہ سے میل جول رکھنے والے سے بھی مناکحت ناجائز ہے۔ وہابی سے نکاح پڑھوایا' تو تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم' وہابی مرتد کا نکاح نہ حیوان سے ہو سکتا ہے نہ انسان سے۔ جس سے ہوگا زنائے خالص ہوگا۔"(۴۳)

۳۸۔ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ص ۱۹

۳۹۔ دامان باغ سبحان السبوح از احمد رضا ص ۱۳۶

۴۰۔ ایضاً ص ۱۳۴

۴۱۔ سبحان السبوح ص ۱۳۵' ۱۳۶

۴۲۔ بالغ النور مندرج در فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۲۳

۴۳۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۵۰' ۴۲' ۷۰' ۹۰' ۱۳' ۱۹۴ وغیرہ

وہابیوں سے میل جول کو حرام قرار دینے والے کا ہندوؤں کی نذر و نیاز کے متعلق فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں:

''ان سے سوال کیا گیا کہ ہندوؤں کی نذر و نیاز کے متعلق کیا خیال ہے؟ کیا ان کا کھانا پینا جائز ہے؟

جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ''ہاں ان باتوں پر آدمی مشرک نہیں ہوتا۔''(۴۴)

ایک دوسری جگہ ہر قسم کی نذر لغیر اللہ کو مباح قرار دیا ہے!(۴۵)

مگر سید نذیر حسین محدث دہلویؒ اور ان کے شاگردوں کو ملعون قرار دیتے ہیں:

''نذیریہ لعنہم اللہ ملعون و مرتد ابد ہیں۔''(۴۶)

اہل حدیث کو کافر و مرتد کہنے پر ہی اکتفاء نہیں کیا' بلکہ حسب عادت گالی دیتے ہوئے اور غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''غیر مقلدین جہنم کے کتے ہیں۔ رافضیوں کو ان سے بدتر کہنا رافضیوں پر ظلم اور ان کی شان خباثت میں تنقیص ہے۔''(۴۷)

''کفر میں مجوس یہود و نصاریٰ سے بدتر ہیں' ہندو مجوس سے بدتر ہیں۔ اور وہابیہ ہندوؤں سے بھی بدتر ہیں۔''(۴۸)

مزید ارشاد کرتے ہیں:

''وہابیہ اصلاً مسلمان نہیں۔ ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ ان سے مصافحہ ناجائز و گناہ ہے۔ جس نے کسی وہابی کی نماز جنازہ پڑھی' تو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے!''(۴۹)

۴۴۔ ایضاً جلد ۱۰ ص ۲۱۰ کتاب الحظر والاباحۃ

۴۵۔ ایضاً جلد ۱۰ ص ۲۱۹

۴۶۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۵۹

۴۷۔ ایضاً جلد ۶۶ ص ۱۲۱

۴۸۔ ایضاً ص ۱۳

۴۹۔ بریق المنار درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۱۸' و فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۱۲۱

نیز:

"ان سے مصافحہ کرنا حرام قطعی و گناہ کبیرہ ہے' بلکہ اگر بلا قصد بھی ان کے بدن سے بدن چھو جائے تو وضو کا اعادہ مستحب ہے۔"(۵۰)

یہ تو تھے جناب خاں صاحب بریلوی کے اہل حدیث کے متعلق ارشادات و فرامین کہ وہابی ملعون' کفار اور مرتدین ہیں۔ نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز' نہ ان کی نماز جنازہ جائز' نہ ان سے نکاح کرنا جائز' نہ ان سے مصافحہ کرنا جائز۔ یہ سب شیاطین و ملاعین' ہندوؤں سے بدتر کافر اور جہنم کے کتے ہیں۔ جس نے کسی وہابی کی نماز جنازہ پڑھی' وہ توبہ کرے اور اپنا نکاح دوبارہ پڑھائے۔ اور جس کا ان سے بدن چھو جائے' وہ وضو کرے۔

اب جناب بریلوی کے پیروکاروں کے فتوے ملاحظہ ہوں۔ بریلوی مکتب فکر کے ایک مفتی ارشاد فرماتے ہیں:

"اہل حدیث جو نذیر حسین دہلوی' امیر احمد سہسوانی(۵۱) امیر حسن سہسوانی(۵۲) بشیر حسن قنوجی(۵۳) اور محمد بشیر قنوجی(۵۴) کے پیروکار ہیں' سب بحکم شریعت کافر اور مرتد ہیں۔ اور ابدی عذاب اور رب کی لعنت کے مستحق ہیں!"(۵۵)

نیز:

"ثناء اللہ امرتسری کے پیروکار سب کے سب کافر اور مرتد ہیں' ازروئے حکم

۵۰- فتاویٰ رضویہ جلد ا ص ۲۰۸

۵۱- بہت بڑے اہل حدیث عالم دین تھے۔ نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۲۷ میں ان کے حالات زندگی موجود ہیں۔

۵۲- اپنے دور کے امام حدیث تھے۔

۵۳- یہ بھی سید نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ میں سے ہیں۔

۵۴- جید اہل حدیث عالم' سید صاحب کے شاگرد! حالات زندگی کے لیے ملاحظہ ہو نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۴۱۵' ۴۱۶

۵۵- تجانب اہل السنت از محمد طیب قادری تصدیق شدہ حشمت علی قادری وغیرہ ص ۲۱۹

شریعت!"[۵۶]

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کے بارے میں سید رشید رضا نے کہا ہے:

"رجل الهي في الهند-"[۵۷]

اور جنہوں نے تمام باطل مذاہب وادیان: قادیانی' آریہ' ہندو' مجوسی اور عیسائی وغیرہ کو مناظروں میں شکست فاش دی اور وہ اس موضوع میں حجت سمجھے جاتے ہیں' ان کے بارے میں بریلوی حضرات کا فتویٰ ہے:

"غیر مقلدین کا رئیس ثناءاللہ امرتسری مرتد ہے-"[۵۸]

اور خود جناب بریلوی نے لکھا ہے:

"ثناءاللہ امرتسری درپردہ نام اسلام' آریہ کا ایک غلام باہم جنگ زرگری کام-"[۵۹]

جناب بریلوی پوری امت مسلمہ کے نزدیک متفقہ ائمہ دین: امام ابن حزمؒ' امام ابن تیمیہؒ' امام ابن قیمؒ وغیرہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وہابیہ کے مقتدا ابن حزم فاسد العزم' ناقد الجزم اور ردئی المشرب تھے-"[۶۰]

مزید:

"ابن حزم لامذہب' خبیث اللسان-"[۶۱]

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے متعلق کہتے ہیں:

"ابن تیمیہ فضول باتیں بکا کرتے تھے-"[۶۲]

۵۶- تجانب اہل السنہ ص ۲۴۸

۵۷- مجلہ المنار المجلد ۳۳' ۱۳۵۱ھ ص ۶۳۹

۵۸- تجانب ص ۲۴۷

۵۹- الاستمداد از احمد رضا ص ۱۴۷

۶۰- سبحان السبوح ص ۲۷

۶۱- حاجز البحرین از احمد رضا درج شدہ فتاویٰ جلد ۲ ص ۲۳۷

۶۲- فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۳۹۹

شریعت!"(۵۶)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کے بارے میں سید رشید رضا نے کہا ہے:

"رجل الٰهی فی الهند۔"(۵۷)

اور جنہوں نے تمام باطل مذاہب وادیان: قادیانی' آریہ' ہندو' مجوسی اور عیسائی وغیرہ کو مناظروں میں شکست فاش دی اور وہ اس موضوع میں حجت سمجھے جاتے ہیں' ان کے بارے میں بریلوی حضرات کا فتویٰ ہے:

"غیر مقلدین کا رئیس ثناءاللہ امرتسری مرتد ہے۔"(۵۸)

اور خود جناب بریلوی نے لکھا ہے:

"ثناءاللہ امرتسری در پردہ نام اسلام' آریہ کا ایک غلام باہم جنگ زرگری کام۔"(۵۹)

جناب بریلوی پوری امت مسلمہ کے نزدیک متفقہ ائمہ دین: امام ابن حزمؒ' امام ابن تیمیہؒ' امام ابن قیمؒ وغیرہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وہابیہ کے مقتدا ابن حزم فاسد العزم' ناقد الجزم اور ردئی المشرب تھے۔"(۶۰)

مزید:

"ابن حزم لامذہب' خبیث اللسان۔"(۶۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے متعلق کہتے ہیں:

"ابن تیمیہ فضول باتیں بکا کرتے تھے۔"(۶۲)

۵۶- تجانب اہل السنہ ص ۲۴۸

۵۷- مجلہ المنار المجلد ۳۳' ۱۳۴۱ھ ص ۶۳۹

۵۸- تجانب ص ۲۴۷

۵۹- الاستمداد از احمد رضا ص ۱۴۷

۶۰- سبحان السبوح ص ۲۷

۶۱- حاجز البحرین از احمد رضا درج شدہ فتاویٰ جلد ۲ ص ۲۳۷

۶۲- فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۳۹۹

خان صاحب کے ایک خلیفہ لکھتے ہیں:

"ابن تیمیہؒ نے نظام شریعت کو فاسد کیا۔ ابن تیمیہ ایک ایسا شخص تھا' جسے اللہ تعالیٰ نے رسوا کیا۔ وہ گمراہ' اندھا اور بہرہ تھا۔ اسی طرح وہ بدعتی 'گمراہ اور جاہل شخص تھا۔"(۶۳)

ایک اور نے لکھا:

"ابن تیمیہ گمراہ اور گمراہ گر تھا۔"(۶۴)

نیز:

"ابن تیمیہ بدمذہب تھا۔"(۶۵)

"ابن قیمؒ ملحد تھا۔"(۶۶)

امام شوکانیؒ کے متعلق ان کا ارشاد ہے:

"شوکانی کی سمجھ وہابیہ متاخرین کی طرح ناقص تھی۔"(۶۷)

مزید:

"شوکانی بدمذہب تھا۔"(۶۸)

جناب بریلوی اور ان کے متبعین امام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کے بھی سخت دشمن ہیں' کیونکہ انہوں نے بھی اپنے دور میں شرک و بدعت اور قبر پرستی کی لعنت کے خلاف جہاد کیا اور توحید باری تعالیٰ کا پرچم بلند کیا۔

ان کے متعلق احمد رضا صاحب رقمطراز ہیں:

"بدمذہب جہنم کے کتے ہیں۔ ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لیے کوئی بشارت نہیں۔ اگرچہ اس کا نام محمد ہے اور حدیث

۶۳۔ سیف المصطفیٰ از بریلوی ص ۹۲

۶۴۔ فتاویٰ صدر الافاضل ص ۳۱' ۳۲ مطبوعہ ہند

۶۵۔ جاء الحق از احمد یار گجراتی جلد ۱ ص ۴۵۵

۶۶۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۹۹

۶۷۔ ایضاً جلد ۲ ص ۲۴۲

۶۸۔ سیف المصطفیٰ ص ۹۵

میں جو ہے کہ "جس کا نام احمد یا محمد ہے' اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل نہیں کرے گا" یہ حدیث صرف سنیوں (بریلوی) کے لیے' بد مذہب (یعنی وہابی) تو اگر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر و طالب ثواب رہے' تب بھی اللہ عزوجل اس کی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے۔"(۶۹)

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"مرتدوں میں سب سے خبیث تر وہابی ہیں۔"(۷۰)

نیز:

وہابیہ اخبث واضر اور ہر کافر اصلی یہودی' بت پرست وغیرہ سے بدتر ہیں۔"(۷۱)

خاں صاحب لکھتے ہیں:

"وہابی فرقہ خبیثہ خوارج کی ایک شاخ ہے' جن کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ وہ قیامت تک منقطع نہ ہوں گے۔ جب ان کا ایک گروہ ہلاک ہوگا' دوسرا سر اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ ان کا پچھلا طائفہ دجال لعین کے ساتھ نکلے گا۔ تیرہویں صدی کے شروع میں اس نے دیار نجد سے خروج کیا اور بنام نجدیہ مشہور ہوا۔ جن کا پیشوا شیخ نجدی تھا' اس کا مذہب میاں اسماعیل دہلوی نے قبول کیا۔"(۷۲)

خان صاحب سے پوچھا گیا کہ کیا فرقہ وہابیہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں تھا؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

"ہاں یہی وہ فرقہ ہے' جن کے بارے میں حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ یہ ختم نہیں ہوئے۔ ان کا آخری گروہ دجال لعین کے ساتھ نکلے گا۔ یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانہ میں نئے رنگ نئے نام سے ظاہر رہا اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا۔ بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو' اور حال یہ ہوگا کہ دین سے اس

۶۹۔ احکام شریعت از احمد رضا جلد ا ص ۸۰

۷۰۔ ایضاً ص ۱۲۳

۷۱۔ ایضاً ص ۱۲۴

۷۲۔ الکوکبۃ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیہ ص ۵۸' ۵۹

طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے!"(۷۳)

اپنی خرافات کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"غزوہ حنین میں حضور اقدس ﷺ نے جو غنائم تقسیم فرمائیں' اس پر ایک وہابی نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا- اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں؟ فرمایا' اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں- یہ اشارہ وہابیوں کی طرف تھا- یہ تھا وہابیہ کا باپ' جس کی ظاہری و معنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے-"(۷۴)

بریلوی صاحب کے ایک پیروکار اپنے بغض و عناد کا اظہار ان لفظوں میں کرتے ہیں:

"خارجیوں کا گروہ فتنے کی صورت میں محمد بن عبدالوہاب کی سرکردگی میں نجد کے اندر بڑے زور شور سے ظاہر ہوا- محمد بن عبدالوہاب باغی' خارجی بے دین تھا- اس کے عقائد کو عمدہ کہنے والے اس جیسے دشمنان دین' ضال مضل ہیں-"(۷۵)

امجد علی رضوی نے بھی اسی قسم کی خرافات کا اظہار کیا ہے!(۷۶)

ایک بریلوی مصنف نے تو الزام تراشی اور دشنام طرازی کی حد کر دی ہے- صدق و حیا سے عاری ہو کر لکھتا ہے:

"وہابیوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بے گناہوں کو بے دریغ اور حرمین شریفین کے رہنے والوں کی عورتوں اور لڑکیوں سے زنا کیا' (لعنۃ اللہ علی الکاذبین!) سادات کرام کو بہت قتل کیا' مسجد نبوی شریف کے تمام قالین اور جھاڑ و فانوس اٹھا کر نجد لے گئے- اب بھی جو کچھ ابن سعود نے حرمین شریفین میں کیا'(۷۷) وہ ہر حاجی پر روشن

۷۳- ملفوظات احمد رضا ص ۶۶

۷۴- ایضاً ص ۶۷' ۶۸

۷۵- الحق المبین از احمد سعید کاظمی ص ۱۰' ۱۱

۷۶- بہار شریعت جلد ۱ ص ۴۶' ۴۷

۷۷- جی ہاں! سب کو معلوم ہے کہ ابن سعود رحمہ اللہ اور ان کے جانشینوں نے بیت اللہ الحرام میں حجاج کرام کی سہولتوں کے لیے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی-

ہے۔"(۷۸)

ایک اور بریلوی' امام محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق غلیظ اور غیر شائستہ زبان استعمال کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"یہ پیارے مذہب اہل سنت کا رعب حقانیت ہے کہ فراعنہ نجد حجاز کی مقدس سرزمین پر مسلط ہوتے ہوئے بھی لرز رہے ہیں کپکپا رہے ہیں۔(اب کہاں گیا رعب حقانیت؟ اب تو نہ صرف مسلط ہو چکے ہیں بلکہ اکابرین بریلویت کا داخلہ بھی وہاں بند کر دیا گیا ہے!)

لکھتے ہیں:

"ناپاک' گندے' کفری عقیدے رکھنے والے حکومت سعودیہ' ملت نجدیہ خبیثہ' ابن سعود کے فرزند نا مسعود۔"(۷۹)

ایک مرتبہ بمبئی کی جامع مسجد کے امام احمد یوسف نے سعودی شہزادوں کا استقبال کیا' تو بریلوی حضرات نے ان کے متعلق تکفیری فتوے دیتے ہوئے کہا:

"احمد یوسف مردود نے شاہ سعود کے بیٹوں کا استقبال کیا ہے اور نجدی حکومت کی تعریف کی ہے۔ وہ نجدی حکومت جس کے نجس' کفریہ اور خبیث عقائد ہیں۔ اس نے کفار مرتدین کی عزت کی ہے اور گندی نجدی ملت کا استقبال کیا ہے۔ وہ اپنے اس عمل کی وجہ سے کافر و مرتد ہو گیا ہے اور غضب الٰہی کا مستحق ٹھہرا ہے اور اسلام کو منہدم کیا۔ اس کے اس عمل کی وجہ سے عرش الٰہی ہل گیا ہے۔ جو اس کے کفر میں شک کرے' وہ بھی کافر ہے۔"(۸۰)

یعنی سعودی خاندان کے افراد کا استقبال اتنا عظیم گناہ ہے کہ جس کے ارتکاب سے انسان کافر و مرتد قرار پاتا اور غضب الٰہی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اس عمل کی وجہ سے

۷۸۔ جاء الحق از احمد یار گجراتی ص ۴

۷۹۔ تجانب اہل السنہ ص ۲۶۷

۸۰۔ ایضاً مختصراً ص ۲۶۸ ص ۲۷۲

عرش الٰہی بھی ہلنے لگتا ہے۔دوسری طرف انگریزی استعمار کی حمایت و تائید کرنے سے ایمان میں کوئی فرق نہیں آتا' بلکہ اسے جلاء ملتی ہے!

اس کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ اہل توحید کی دعوت ان کی "دین کے نام پر دنیاداری" کے راستے میں حائل ہوتی ہے اور عوام الناس کو ان کے پھیلائے ہوئے جال سے آزاد کراتی ہے۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ ان کی کتب قادیانی' شیعہ' بابی' بہائی' ہندو' عیسائی اور دوسرے ادیان و فرق کے خلاف دلائل و احکامات سے تو خالی ہیں' مگر اہل حدیث اور دوسرے اہل توحید کے خلاف سباب و شتائم اور تکفیر و تفسیق سے بھری ہوئی ہیں۔

اہل حدیث کے علاوہ جناب بریلوی صاحب اور ان کے پیروکاروں نے دیوبندی حضرات کو بھی اپنی تکفیری مہم کی لپیٹ میں لیا اور ان پر کفر و ارتداد کے فتوے لگائے ہیں۔

سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتویؒ ان کی تکفیر کا نشانہ بنے' جن کے بارے میں مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

"مولانا قاسم نانوتوی بہت بڑے عالم دین تھے' زہد و تقویٰ میں معروف تھے۔ ذکر و مراقبے میں مصروف رہتے' لباس میں تکلف نہ کرتے۔ آغاز زندگی میں صرف ذکر اللہ میں مصروف رہے' پھر حقائق و معارف کے ابواب ان پر منکشف ہو گئے تو شیخ امداد اللہ نے انہیں اپنا خلیفہ منتخب کر لیا۔ عیسائیوں اور آریوں کے ساتھ ان کے مناظرے بھی بہت مشہور ہیں۔ ان کی وفات ۱۲۹۷ھ میں ہوئی۔"(۸۱)

دیوبندی تحریک کے بانی اور اپنے وقت میں احناف کے امام مولانا قاسم نانوتویؒ کے متعلق خاں صاحب لکھتے ہیں:

"قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب' جس کی "تحذیر الناس" ہے اور اس نے

۸۱۔ نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص ۳۸۳

اپنے رسالہ میں کہا ہے بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو' جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبویؐ بھی کوئی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ یہ وہی نانوتوی ہے جسے محمد علی کانپوری ناظم ندوہ نے حکیم امت محمدیہ کا لقب دیا۔ تو یہ سرکش شیطان کے چیلے اس مصیبت عظیم میں سب شریک ہیں۔"(۸۲)

مزید کہا:

"قاسمیہ لعنہم اللہ ملعون و مرتد ہیں!"(۸۳)

ان کے ایک پیروکار نے لکھا:

"تحذیر الناس مرتد نانوتوی کی ناپاک کتاب ہے!"(۸۴)

مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی حضرات کے بہت جید عالم و فاضل ہیں۔ مولانا عبدالحی لکھنوی ان کے متعلق لکھتے ہیں:

"شیخ' امام' علامہ' محدّث رشید احمد گنگوہی محقق عالم و فاضل تھے۔ صدق و عفاف' توکل اور تصلب فی الدّین میں ان کا کوئی مثیل نہ تھا۔ مذہبی امور میں بہت متشدّد تھے۔"(۸۵)

بریلی کے خاں صاحب کا ان کے پیروکاروں کے بارے میں خیال ہے:

جہنمیوں کے جہنم میں جانے کی ایک وجہ (رشید احمد) گنگوہی کی پیروی ہوگی۔(۸۶)

اور ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اسے جہنم میں پھینکا جائے گا اور آگ اسے جلائے گی اور ﴿ذق انك الاشرف الرشید﴾ کا مزہ چکھلائے گی۔"(۸۷)

۸۲۔ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین از احمد رضا ص ۱۹

۸۳۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۵۹

۸۴۔ تجانب اہل السنہ ص ۱۷۳

۸۵۔ نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۱۴۸

۸۶۔ حسام الحرمین ص ۲۱

۸۷۔ خالص الاعتقاد از بریلوی ص ۶۲

نیز:

"رشید احمد کو کافر کہنے میں توقف کرنے والے کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔"[۸۸]

ایک بریلوی مصنف نے اپنی ایک کتاب کے صفحہ میں چار دفعہ "مرتد گنگوہی" کا لفظ دہرایا ہے۔"[۸۹]

ان کے اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

"رشید احمد کی کتاب "براہین قاطعہ" کفری قول اور پیشاب سے بھی زیادہ پلید ہے۔ جو ایسا نہ جانے زندیق ہے۔"[۹۰]

ان کے علاوہ بریلوی خاں صاحب نے مولانا اشرف علی تھانویؒ کو بھی کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی احناف کے بہت بڑے امام ہیں---

"نزہتہ الخواطر" میں ہے:

"مولانا اشرف علی بہت بڑے عالم دین تھے۔ ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ وعظ و تدریس کے لیے منعقد کی جانے والی مجالس سے استفادہ کیا اور ہندووانہ رسوم و عادات سے تائب ہوئے۔"[۹۱]

ان کے متعلق احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

"اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں ہے' جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔ اس نے ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں۔ اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے' ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔"[۹۲]

آگے چل کر لکھتے ہیں:

۸۸- فتاویٰ افریقہ از بریلوی احمد رضا ۱۲۴

۸۹- تجانب اہل السنہ ص ۲۴۵

۹۰- سبحان السبوح ص ۱۳۴

۹۱- نزہتہ الخواطر ص ۵۸

۹۲- حسام الحرمین ص ۲۸

"بدکاری کو دیکھو' کیسے ایک دوسری کو کھینچ کر لے جاتی ہے- خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفہ سب کے سب کافر و مرتد ہیں اور باجماع امت اسلام سے خارج ہیں- جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے' خود کافر ہے- اور شفا شریف میں ہے' جو ایسے کو کافر نہ کہے یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے' وہ بھی کافر ہو جائے گا- بے شک جن چیزوں کا انتظار کیا جاتا ہے' ان سب میں بدتر دجال ہے- اور بے شک اس کے پیروان لوگوں سے بھی بہت زیادہ ہوں گے-"(۹۳)

مزید لکھتے ہیں:

"جو اشرف علی کو کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں-"(۹۴)

نیز:

"بہشتی زیور (مولانا تھانوی کی کتاب) کا مصنف کافر ہے- تمام مسلمانوں کو اس کتاب کا دیکھنا حرام ہے-"(۹۵)

نیز:

"اشرفیہ سب مرتد ہیں-"(۹۶)

تجانب اہل السنۃ میں ہے:

"مرتد تھانوی!"(۹۷)

اسی طرح خان صاحب نے مشہور دیوبندی علماء مولانا خلیل احمدؒ' مولانا محمود الحسنؒ' مولانا شبیر احمد عثمانیؒ وغیرہ کے خلاف بھی کفر کے فتوے صادر کیے ہیں-

احمد رضا صاحب ان علماء و فقہاء کے پیروکاروں' عام دیوبندی حضرات کو کافر

۹۳- ایضاً ص ۳۱

۹۴- فتاویٰ افریقہ ص ۱۲۴

۹۵- فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۵۴

۹۶- ایضاً ص ۱۰۴

۹۷- ایضاً ص ۲۴۷

قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"دیوبندیوں کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہے۔"[۹۸]

اسی پر اکتفاء نہیں کیا' مزید لکھتے ہیں:

"انہیں مسلمان سمجھنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔"[۹۹]

مزید:

"دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنے والا مسلمان نہیں۔"[۱۰۰]

نیز:

"دیوبندی عقیدے والے کافر و مرتد ہیں۔"[۱۰۱]

اتنا کچھ کہہ کر بھی خاں صاحب کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔ فرماتے ہیں:

"جو مدرسہ دیوبند کی تعریف کرے اور دیوبندیوں کو برا نہ سمجھے' اسی قدر اس کے مسلمان نہ ہونے کو بس ہے۔"[۱۰۲]

اب بھی بریلویوں کے اعلیٰ حضرت کے دل کی بھڑاس نہیں نکلی۔ارشاد فرماتے ہیں:

"دیوبندیوں وغیرہ کے ساتھ کھانا پینا' سلام علیک کرنا' ان سے موت و حیات میں کسی طرح کا کوئی اسلامی برتاؤ کرنا سب حرام ہے۔ نہ ان کی نوکری کرنے کی اجازت ہے' نہ انہیں نوکر رکھنے کی اجازت کہ ان سے دور بھاگنے کا حکم ہے۔"[۱۰۳]

نیز:

"انہیں قربانی کا گوشت دینا بھی جائز نہیں۔"[۱۰۴]

۹۸۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۸۲

۹۹۔ ایضاً ص ۸۱۔

۱۰۰۔ ایضاً جلد ۶ ص ۷۷

۱۰۱۔ بالغ النور مندرج فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۴۳

۱۰۲۔ المبین فی ختم النبیین درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۱۰

۱۰۳۔ ایضاً ص ۹۵

۱۰۴۔ ایضاً ص ۱۶۷

جناب بریلوی کے ایک پیروکار لکھتے ہیں:

"دیوبندی' بدعتی' گمراہ اور شرار خلق اللہ ہیں۔"[105]

ایک اور بریلوی مصنف لکھتے ہیں:

"دیوبندیہ بحکم شریعت کفار و مرتدین لئیم ہیں۔"[106]

بریلوی اعلیٰ حضرت کے نزدیک دیو بندیوں کا کفر ہندوؤں' عیسائیوں اور مرزائیوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ فرماتے ہیں:

"اگر ایک جلسہ میں آریہ و عیسائی اور دیو بندی' قادیانی وغیرہ جو اسلام کا نام لیتے ہیں' وہ بھی ہوں تو وہاں بھی دیو بندیوں کا رد کرنا چاہئے' کیونکہ یہ لوگ اسلام سے نکل گئے' مرتد ہو گئے اور مرتدین کی مدافعت بدتر ہے کافر اصلی کی موافقت سے"[107]

اور:

"دیو بندی عقیدہ والوں کی کتابیں ہندوؤں کی پوتھیوں سے بدتر ہیں۔ ان کتابوں کو دیکھنا حرام ہے۔ البتہ ان کتابوں کے ورقوں سے استنجاء نہ کیا جائے۔ حروف کی تعظیم کی وجہ سے' نہ کہ ان کتابوں کی۔ نیز اشرف علی کے عذاب اور کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔"[108]

ایک اور بریلوی مصنف نے یوں گل فشانی کی ہے:

"دیو بندیوں کی کتابیں اس قابل ہیں کہ ان پر پیشاب کیا جائے۔ ان پر پیشاب کرنا پیشاب کو مزید ناپاک کرنا ہے۔ اے اللہ ہمیں دیو بندیوں یعنی شیطان کے بندوں سے پناہ میں رکھ!"[109]

دیو بندی حضرات اور ان کے اکابرین کے متعلق بریلوی مکتب فکر کے کفریہ فتوے آپ نے ملاحظہ فرمائے' اب ندوۃ العلماء کے متعلق ان کے ارشادات سنئے۔

۱۰۵۔ تفسیر میزان الادیان از دیدار علی جلد ۲ ص ۲۷۰

۱۰۶۔ تجانب اہل السنۃ ص ۱۱۲

۱۰۷۔ ملفوظات احمد رضا ص ۳۲۵' ۳۲۶

۱۰۸۔ فتاوی رضویہ جلد ۲ ص ۱۳۶

۱۰۹۔ حاشیہ سبحان السبوح ص ۷۵

جناب برکاتی نے حشمت علی صاحب سے تصدیق کروا کے اپنی کتاب تجانب اہل السنۃ میں لکھا ہے:

ندوۃ العلماء کو ماننے والے دہریے اور مرتد ہیں۔"(۱۱۰)

خود خان صاحب بریلوی کا ارشاد ہے:

ندوۃ کھچڑی ہے 'ندوہ تباہ کن کی شرکت مردود' اس میں صرف بدمذہب ہیں۔"(۱۱۱)

جناب بریلوی نے ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے والوں کو کافر و مرتد قرار دینے کے لیے دو رسالے ﴿الحام السنّة لاهل الفتنة﴾ اور ﴿محموعه فتاوى الحرمين برحف ندوة المين﴾ تحریر کیے۔

تجانب اہل السنۃ میں بھی ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے والوں کے خلاف تکفیری فتووں کی بھرمار ہے۔"(۱۱۲)

مطلقاً وہابیوں کے متعلق ان کے فتوے ملاحظہ ہوں:

"وہابیہ اور ان کے زعماء پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم ہے اور ان کا کلمہ پڑھنا ان سے کفر کو دور نہیں کر سکتا۔"(۱۱۳)

نیز:

"وہابیہ پر ہزار وجہ سے کفر لازم آتا ہے۔"(۱۱۴)

نیز:

"وہابی مرتد باجماع فقہاء ہیں۔"(۱۱۵)

جناب احمد رضا مزید فرماتے ہیں:

۱۱۰- تجانب ص ۹۰

۱۱۱- ملفوظات بریلوی ص ۲۰۱

۱۱۲- ملاحظہ ہو ص ۱۱۲

۱۱۳- الکوکبۃ الشہابیہ از احمد رضا ص ۱۰

۱۱۴- ایضاً ص ۹۵

۱۱۵- ایضاً ص ۶۰

"وہابی مرتد اور منافق ہیں۔ اوپر اوپر سے کلمہ گو ہیں۔"(۱۱۶)

نیز:

"ابلیس کی گمراہی وہابیہ کی گمراہی سے ہلکی ہے۔"(۱۱۷)

نیز:

"خدا وہابیہ پر لعنت کرے' ان کو رسوا کرے اور ان کا ٹھکانہ جہنم کرے۔"(۱۱۸)

نیز:

"وہابیہ کو اللہ برباد کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔"(۱۱۹)

نیز:

"وہابیہ اسفل السافلین پہنچے۔"(۱۲۰)

نیز:

"اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں ہی کفر لکھا ہے۔"(۱۲۱)

ظاہر ہے جب تمام وہابی کفار و مرتدین ہیں تو ان کی کوئی عبادت بھی قبول نہیں۔ اس بات کا جناب احمد رضا نے یوں فتویٰ دیا ہے:

"وہابیہ کی نہ نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت۔"(۱۲۲)

خاں صاحب سے پوچھا گیا کہ وہابیہ کی مسجد کا کیا حکم ہے؟ تو جواب دیا "ان کی مسجد عام گھر کی طرح ہے۔ جس طرح ان کی نماز باطل' اسی طرح اذان بھی۔ لہٰذا ان کی اذان کا اعادہ نہ کیا جائے۔"(۱۲۳)

۱۱۶۔ احکام شریعت از بریلوی ص ۱۱۲
۱۱۷۔ ایضاً ص ۱۱۷
۱۱۸۔ فتاویٰ افریقہ ص ۱۲۵
۱۱۹۔ ایضاً ص ۱۷۲
۱۲۰۔ خالص الاعتقاد ص ۵۴
۱۲۱۔ السمین فی ختم النبیین درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۹۸
۱۲۲۔ ملفوظات ص ۱۰۵
۱۲۳۔ ایضاً

بریلوی حضرات کے نزدیک وہابیوں کو "مسلمانوں" کی مساجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ خاں صاحب کے ایک ساتھی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں:

"مسلمان وہابیہ غیر مقلدین کو اپنی مسجد میں نہ آنے دیں' وہ نہ مانیں تو قانونی طور پر انہیں رکوادیں۔ ان کا مسجد میں آنا باعث فتنہ ہے۔ چنانچہ اہل سنت کی مسجد میں وہابی وغیر مقلد کو کوئی حق نہیں۔"(۱۲۴)

بریلوی حضرات نے وہابیوں کو مساجد سے نکالنے کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی ہے ﴿اِخْرَاجُ الْوَهَابِيِّيْنَ عَنِ الْمَسَاجِدِ﴾ یعنی "وہابیوں کو مساجد سے نکالنے کا حکم۔"

آج بھی کچھ ایسی مساجد (مثلاً بیگم شاہی مسجد اندرون مستی دروازہ لاہور) موجود ہیں' جن کے دراوزوں پر لکھا ہوا ہے کہ:

"اس مسجد میں وہابیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔"

خود میں نے لاہور میں دو ایسی مساجد دیکھی ہیں' جہاں یہ عبارت ابھی تک درج ہے!

جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"وہابیوں کے پیچھے نماز ادا کرنا باطل محض ہے۔"(۱۲۵)

نیز:

"اقتدار احمد گجراتی کا بھی یہی فتویٰ ہے!"(۱۲۶)

جناب بریلوی کا ارشاد ہے:

"وہابی نے نماز جنازہ پڑھائی تو گویا مسلمان بغیر جنازے کے دفن کیا گیا۔"(۱۲۷)

ان سے پوچھا گیا کہ اگر وہابی مر جائے تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے' اور جو پڑھے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

۱۲۴۔ مجموعہ فتاویٰ نعیم الدین مراد آبادی ص ۶۴

۱۲۵۔ بالغ النور درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۴۳ ایضاً بریق المنار در فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۱۸

۱۲۶۔ فتاویٰ نعیمیہ جلد ۱ ص ۱۰۴

۱۲۷۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۲

جواب میں ارشاد فرمایا:

"وہابی کی نماز جنازہ پڑھنا کفر ہے۔"(۱۲۸)

نیز:

"وہابیوں کے لیے دعا کرنا فضول ہے۔ وہ راہ راست پر نہیں آ سکتے۔"(۱۲۹)

صرف اسی پر بس نہیں بلکہ:

"وہابیوں کو مسلمان سمجھنے والے کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔"(۱۳۰)

ان کے ایک پیروکار نے لکھا ہے:

"جو اعلیٰ حضرت کو برا کہے' اس کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔"(۱۳۱)

وہابیوں کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کا فتویٰ دیتے ہوئے جناب احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

"ان سب سے میل جول قطعی حرام ہے۔ ان سے سلام و کلام حرام' انہیں پاس بٹھانا حرام' ان کے پاس بیٹھنا حرام' بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام' مر جائیں تو مسلمانوں کا سا انہیں غسل و کفن دینا حرام' ان کا جنازہ اٹھانا حرام' ان پر نماز پڑھنا حرام' ان کو مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام' اور ان کی قبر پر جانا حرام!"(۱۳۲)

ایک اور صاحب لکھتے ہیں:

"وہابیہ گمراہ اور گمراہ گر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز درست نہیں اور نہ ان سے میل جول جائز ہے۔"(۱۳۳)

۱۲۸۔ ملفوظات ص ۷۶

۱۲۹۔ ایضاً ص ۲۸۶

۱۳۰۔ النہی الاکید درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۸۰' ۸۱

۱۳۱۔ فتاویٰ نعیم الدین مراد آبادی ص ۶۴

۱۳۲۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۹۰

۱۳۳۔ فتاویٰ نوریہ جلد ۱ ص ۲۱۳

مزید:

"ان سے بیاہ شادی کرنا ناجائز' سلام ممنوع اور ان کا ذبیحہ نادرست' یہ لوگ گمراہ' بے دین ہیں۔ ان کے پیچھے نماز ناجائز اور اختلاط و مصاحبت ممنوع ہے۔"(۱۳۴)

نیز:

"وہابیوں سے مصافحہ کرنا ناجائز و گناہ ہے۔"(۱۳۵)

احمد یار گجراتی کہتے ہیں:

"حنفیوں کو چاہئے کہ وہ وہابیوں کے کنویں کا پانی بے تحقیق نہ پئیں۔"(۱۳۶)

نیز:

"وہابیوں کے سلام کا جواب دینا حرام ہے۔"(۱۳۷)

مزید:

"جو شخص وہابیوں سے میل جول رکھے' اس سے بھی بیاہ شادی ناجائز ہے۔"(۱۳۸)

احمد رضا صاحب کا ارشاد ہے:

"وہابی سے نکاح پڑھوایا تو نہ صرف یہ کہ نکاح نہیں ہوا' بلکہ اسلام بھی گیا۔ تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم!"(۱۳۹)

نیز:

"نکاح میں وہابی کو گواہ بنانا بھی حرام ہے۔"(۱۴۰)

خاں صاحب کے ایک خلیفہ ارشاد فرماتے ہیں:

۱۳۴۔ مجموعہ فتاویٰ نعیم الدین ص ۱۱۲

۱۳۵۔ بریق المنار درج فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۱۸

۱۳۶۔ جاء الحق جلد ۲ ص ۲۲۲

۱۳۷۔ فتاویٰ افریقہ ص ۱۷۰

۱۳۸۔ ماحی الضلالۃ درج فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۷۲

۱۳۹۔ ایضاً ۵۰'۸۹

۱۴۰۔ فتاویٰ افریقہ ص ۶۹

"وہابی سے نکاح نہیں ہو سکتا کہ وہ مسلمان ہی نہیں کفو ہونا بڑی بات ہے۔"[۱۴۱]

اور خود اعلیٰ حضرت صاحب کا فرمان ہے:

"وہابی سب سے بدتر مرتد ہیں۔ ان کا نکاح کسی حیوان سے بھی نہیں ہو سکتا۔ جس سے ہو گا زنائے خالص ہو گا۔"[۱۴۲]

یہ ارشاد کئی دفعہ پڑھنے میں آیا ہے' میں پہلی مرتبہ بریلوی حضرات سے پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں کہ ان کے اعلیٰ حضرت کے نزدیک کسی وہابی کا نکاح تو حیوان سے نہیں ہو سکتا' لیکن کیا بریلوی حضرات کا ہو سکتا ہے؟

جناب احمد رضا صاحب کو اس بات کا شدید خطرہ تھا کہ لوگ وہابیوں کے پاس جا کر ان کے دلائل سن کر راہ راست پر نہ آ جائیں۔ اس خطرے کو بھانپتے ہوئے خاں صاحب فرماتے ہیں:

"وہابیہ سے فتویٰ طلب کرنا حرام' حرام اور سخت حرام ہے۔"[۱۴۳]

امجد علی صاحب لکھتے ہیں:

"وہابیوں کو زکوٰۃ دی' زکوٰۃ ہرگز ادا نہ ہو گی۔"[۱۴۴]

بریلوی اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا' وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

تو جواب میں ارشاد فرمایا:

"حرام' حرام' حرام' اور جو ایسا کرے وہ بچوں کا بدخواہ اور گناہوں میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اپنے آپ کو' اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔"[۱۴۵]

وہابیوں کے ہاتھ سے ذبح کیے ہوئے جانوروں کے متعلق احمد رضا صاحب کا ارشاد ہے:

۱۴۱۔ بہار شریعت از امجد علی رضوی جلد ۷ ص ۳۲

۱۴۲۔ ازالۃ العار درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۱۹۴' ایضاً فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۴۶

۱۴۳۔ فتاوی رضویہ جلد ۴ ص ۴۶

۱۴۴۔ بہار شریعت جلد ۵ ص ۴۶

۱۴۵۔ احکام شریعت از بریلوی ص ۷ ۲۳

"یہودیوں کا ذبیحہ حلال ہے' مگر وہابیوں کا ذبیحہ محض نجس و مردار' حرام قطعی ہے- اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی' پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں-"(۱۴۶)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"ایسے زانی کہ جن کا زنا کرنا ثابت ہو چکا ہو' ان کا ذبیحہ حلال ہے-"(۱۴۷)

یہ سارا کچھ اس لیے ہے کہ:

"وہابی یہود و نصاریٰ' ہندوؤں اور مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں اور ان کا کفران سے بھی زیادہ ہے-"(۱۴۸)

مزید:

"وہابی ہر کافر اصلی یہودی' نصرانی' بت پرست' اور مجوسی سب سے زیادہ اخبث' اضر اور بدتر ہیں-"(۱۴۹)

نیز:

"یہ کتے سے بھی بدتر و ناپاک تر ہیں کہ کتے پر عذاب نہیں' اور یہ عذاب شدید کے مستحق ہیں-"(۱۵۰)

آہ!

﴿وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ﴾(۱۵۱)

"ان لوگوں نے صرف اس بات کا انتقام لیا ہے کہ یہ (ان کی خرافات کی بجائے) اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں-"

۱۴۶- ایضاً ص ۱۲۲

۱۴۷- فتاویٰ افریقہ ص ۲۷

۱۴۸- بالغ النور درج در فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۳

۱۴۹- ازالۃ العار درج در فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۱۲۰۸

۱۵۰- المبین درج در فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۹

۱۵۱- سورۃ البروج آیت ۸

نیز:

"بریلوی حضرات کے نزدیک وہابیوں کی کتابوں کا مطالعہ حرام ہے۔"(۱۵۲)

مزید:

"غیر عالم کو ان کی کتابیں دیکھنا بھی جائز نہیں۔"(۱۵۳)

خود جناب بریلوی کا کہنا ہے:

"عالم کامل کو بھی ان کی کتابیں دیکھنا جائز ہے"(۱۵۴) کہ انسان ہے، ممکن ہے کوئی بات معاذاللہ جم جائے اور ہلاک ہو جائے۔"(۱۵۵)

نیز ایک کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

"عام مسلمانوں کو اس کتاب کا دیکھنا بھی حرام ہے۔"(۱۵۶)

نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:

"ابن تیمیہؒ اور اس کے شاگرد ابن قیمؒ جوزی وغیرہ کی کتابوں پر کان رکھنے سے بچو۔"(۱۵۷)

۱۵۲۔ المبین درج در فتاوی رضویہ جلد ۶ ص ۹

۱۵۳۔ ایضاً

۱۵۴۔ ملاحظہ فرمائیں خود تو بریلوی حضرات دوسروں کی کتابیں دیکھنا بھی حرام قرار دے رہے ہیں۔ لیکن جب ان کے اعلیٰ حضرت کے تحریف شدہ ترجمہ قرآن پر بعض حکومتوں کی طرف سے پابندی لگائی گئی تو اس پر واویلا کرنا شروع کر دیا۔ دوسروں کی کتابوں کے مطالعے پر حرام ہونے کا فتویٰ لگانے والوں کو کیسے حق پہنچتا ہے کہ وہ اس پر صدائے احتجاج بلند کریں؟ پہلے اپنے فتووں کو تو واپس لیں۔ پھر وہ دوسروں سے اس قسم کے مطالبات کریں۔ خود تو وہ لوگوں کو وہابیوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے اور مسجدوں میں داخل ہونے سے بھی روک رہے ہیں۔ اور کسی کو اتنا بھی حق نہیں دیتے کہ وہ ان کی تحریف معنوی پر مبنی کتابوں کے داخلے پر پابندی لگا سکیں۔

۱۵۵۔ ملفوظات ص ۳۳۵

۱۵۶۔ بالغ النور در فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۵۴

۱۵۷۔ فتاویٰ نعیم الدین مراد آبادی ص ۳۳

حج کے ملتوی ہونے کا فتویٰ

بریلوی حضرات کی عقل کا ماتم کیجئے' انہوں نے وہابیوں کی دشمنی میں فریضہ حج کے ساقط ہونے کا فتویٰ جاری کر دیا اور کہا کہ چونکہ حجاز مقدس پر وہابیوں کی حکومت ہے اور وہاں مسلمانوں (بریلویوں) کے لیے امن مفقود ہے' لہٰذا حج ملتوی ہو چکا ہے۔ اور جب تک وہاں سعودی خاندان کی حکومت ہے' اس وقت تک مسلمانوں سے حج کی فرضیت ختم ہو گئی ہے۔

اس فتوے کو انہوں نے ایک مستقل رسالے ﴿تنویر الحجة لمن یجوز التواء الحجة﴾ میں شائع کیا ہے۔

فتویٰ دینے والے بریلوی حضرات کوئی غیر معروف شخص نہیں بلکہ اس کے مفتی' جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے صاحبزادے مصطفےٰ رضا صاحب ہیں۔ اس فتوے پر پچاس کے قریب بریلوی اکابر کے دستخط ہیں۔ جن میں حشمت علی قادری' حامد رضا بن احمد رضا بریلوی' نعیم الدین مراد آبادی اور سید دلدار علی وغیرہ شامل ہیں۔

اس میں درج ہے:

"نجس ابن سعود اور اس کی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر مشرک جانتی ہے اور ان کے اموال کو شیر مادر سمجھتی ہے۔ ان کے اس عقیدے کی وجہ سے حج کی فرضیت ساقط اور عدم لازم ہے۔"[۱۵۸]

فتوے کے آخر میں درج ہے:

"اے مسلمانو! ان دنوں آپ پر حج فرض نہیں' یا ادا لازم نہیں۔ تاخیر روا ہے!"

"اور یہ ہر مسلمان جانتا ہے اور اپنے سچے دل سے مانتا ہے کہ اس نجدی علیہ ما علیہ

۱۵۸۔ تنویر الحجۃ ص ۱۰ مطبوعہ بریلی

کے اخراج کی ہر ممکن سعی کرنا اس کا فرض ہے- اور یہ بھی ہر ذی عقل پر واضح ہے کہ اگر حجاج نہ جائیں تو اسے تارے نظر آ جائیں- نجدی سخت نقصان عظیم اٹھائیں- ان کے پاؤں اکھڑ جائیں- آپ کے ہاتھ میں اور کیا ہے؟ یہی ایک ایسی تدبیر ہے جو ان شاء اللہ کارگر ہو گی!"[159]

مزید:

"اللہ تعالیٰ سوال کرے گا کہ جب تم پر حج فرض نہ تھا تو تم نے وہاں جا کر ہمارے اور ہمارے محبوبوں کے دشمنوں کو کیوں مدد پہنچائی؟.... جب تمہیں التواء و تاخیر کی اجازت تھی اور یہ حکم ہمارے ناچیز بندے اور تمہارے خادم مصطفیٰ رضا نے تم تک پہنچا دیا تھا' پھر بھی تم نہ مانے اور تم نے ہمارے اور ہمارے حبیب ﷺ کے دشمنوں کو اپنے مال لٹوا کر ہمارے مقدس شہروں پر ان کا نجس قبضہ اور بڑھا دیا-"[160]

یہ ہیں بریلوی مکتب فکر کے اکابرین- مرزا غلام احمد قادیانی نے صرف جہاد کے ساقط ہونے کا فتویٰ دیا تھا' ان کے اکابرین نے انگریزی استعمار کے خلاف جہاد کے ساتھ ساتھ حج کے ساقط ہونے کا فتویٰ بھی دے دیا-[161]

دہلی کے ایک بریلوی عالم اس فتوے کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حج کے ملتوی ہونے سے نجدیہ کے ناپاک قدم سے ان شاء اللہ حرمین طیب و طاہر ہو جائیں گے-"[162]

ایک اور صاحب فرماتے ہیں:

"جب تک نجدی مسلط ہیں' اس وقت تک حج کے لیے سفر کرنا اپنی دولت کو ضائع کرنے کے برابر ہے-"[163]

۱۵۹- تنویر الحجۃ لمن یجوز التواء الحجۃ ص ۲۴

۱۶۰- ایضاً ص ۶۵

۱۶۱- ملاحظہ ہو باب اول

۱۶۲- تنویر الحجہ ص ۳۱

۱۶۳- ایضاً ص ۳۲

یہ فتویٰ جہاں بریلوی اکابرین کی سوچ کا آئینہ دار ہے' وہاں اسلامی شعائر کی توہین کے بھی مترادف ہے۔

"اکابرین تحریک پاکستان" بریلویت کی نظر میں

بریلوی حضرات نے تحریک پاکستان کے لیے جدوجہد کرنے والوں کو بھی معاف نہیں کیا۔ان کے نزدیک قائداعظم محمد علی جناح' علامہ محمد اقبال' مولانا ظفر علی خان' تحریک خلافت کے بانی محمد علی جوہر' مولانا الطاف حسین حالی' نواب مہدی علی خاں اور نواب مشتاق حسین سب کفار و مرتدین تھے۔لکھتے ہیں:

"نواب محسن الملک مہدی علی خاں' نواب اعظم یار جنگ' مولوی الطاف حسین حالی' شبلی نعمانی اور ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلوی وزیران نیچریت' مشیران دہریت اور مبلغین زندیقیت تھے۔"(۱۶۴)

علامہ اقبالؒ کے متعلق بریلوی فتویٰ سنئے:

فلسفی نیچری ڈاکٹر اقبال کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے۔"(۱۶۵)

مزید:

"فلسفی نیچری ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی و اردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے۔کہیں اللہ عزوجل پر اعتراضات کی بھرمار ہے' کہیں علمائے شریعت و ائمہ طریقت پر حملوں کی بوچھاڑ ہے' کہیں سیدنا جبریل امین و سیدنا موسیٰ کلیم و سیدنا عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تنقیصوں توہینوں کا انبار ہے' کہیں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ واحکام مذہبیہ و عقائد اسلامیہ پر تمسخر و استہزاء و

۱۶۴۔تجانب اہل السنہ ص ۸۶'۸۷

۱۶۵۔ایضاً ص ۲۴۰

انکار ہے، کہیں اپنی زندیقیت و بے دینی کا فخر و مباہات کے ساتھ کھلا ہوا اقرار ہے۔"(۱۶۶)

نیز:

مسلمانان اہل سنت خود ہی انصاف کر لیں کہ ڈاکٹر صاحب کے مذہب کو سچے دین اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے؟"(۱۶۷)

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کی تکفیر کرتے ہوئے دیدار علی صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ڈاکٹر اقبال سے ملنا جلنا ترک کر دیں، ورنہ سخت گناہ گار ہوں گے۔"(۱۶۸)

استعمار کے خلاف اپنی نظموں اور تقاریر کے ذریعے مسلمانوں میں جہاد کی روح پھونکنے والے عظیم شاعر مولانا ظفر علی خاں علیہ الرحمۃ کو کافر ثابت کرنے کے لیے ایک مستقل کتاب "القسورۃ علیٰ ادوار الحمر الکفرۃ الملقب علی ظفر رمتہ من کفر" تحریر کی۔ یہ کتاب احمد رضا خاں صاحب کے بیٹے کی تصنیف ہے اور اس پر بہت سے بریلوی زعماء کے دستخط ہیں۔

انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والے مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تکفیر کرتے ہوئے بریلوی حضرات کہتے ہیں:

"ابوالکلام آزاد مرتد ہے اور اس کی کتاب تفسیر ترجمان القرآن نجس کتاب ہے۔"(۱۶۹) انا للہ و انا الیہ راجعون!

ہندوستان میں تعلیم عام ہونے کی صورت میں بریلوی افکار و نظریات دم توڑنے لگے تھے، کیونکہ ان کی بنیاد جہالت پر تھی۔ اسی وجہ سے بریلویت زیادہ جاہل طبقے میں ہی مقبول ہے۔ تعلیم کا حصول بریلویت کے لیے بہت بڑا خطرہ تھا اور بریلوی حضرات کے

۱۶۶۔ تجانب ص ۳۳۵

۱۶۷۔ ایضاً ص ۳۴۱

۱۶۸۔ ملاحظہ ہو ذکر اقبال از مولانا عبدالمجید سالک ص ۱۲۹

۱۶۹۔ تجانب اہل السنۃ ص ۱۶۶

نزدیک سر سید احمد خاں کا یہ بہت بڑا جرم تھا کہ وہ مسلمانوں کو حصول علم کی رغبت دلاتے تھے اور اسی مقصد کے لیے انہوں نے جامعہ علی گڑھ کی بنیاد ڈالی تھی۔ چنانچہ بریلویت کے پیروکاروں نے انہیں بھی تکفیری فتووں کا نشانہ بنایا۔ احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

"وہ خبیث مرتد تھا۔ اسے سید کہنا درست نہیں۔"(۱۷۰)

تجانب اہل السنۃ کہ جس کی تصدیق و توثیق بہت سے بریلوی علماء نے کی ہے' جن میں بریلویوں کے "مظہر اعلیٰ حضرت" حشمت علی قادری صاحب بھی ہیں' اس میں سر سید کے متعلق درج ہے:

"جو شخص اس کے کفریات قطعیہ یقینیہ میں سے کسی ایک ہی کفر قطعی پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے' یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے' وہ بھی بحکم شریعت مطہرۃ قطعاً یقیناً کافر و مرتد اور مستحق عذاب ابد ہے۔"(۱۷۱)

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی تکفیر کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

"مسٹر محمد علی جناح کافر و مرتد ہے۔ اس کے بہت سے کفریات ہیں۔ بحکم شریعت وہ عقائد کفریہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ اور جو اس کے کفر پر شک کرے یا اسے کافر کہنے میں توقف کرے' وہ بھی کافر۔"(۱۷۲)

اس دور کی مسلم لیگ کے متعلق ان کا فتویٰ ہے:

"یہ مسلم لیگ نہیں مظلم لیگ ہے۔"(۱۷۳)

نیز:

"بدمذہب سارے جہاں سے بدتر ہیں۔ بدمذہب جہنمیوں کے کتے ہیں۔ کیا کوئی سچا ایماندار مسلمان کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائداعظم' سب سے بڑا

۱۷۰۔ ملفوظات ص ۳۱۹

۱۷۱۔ تجانب اہل السنۃ ص ۸۶

۱۷۲۔ ایضاً ص ۱۱۹' ۱۲۲

۱۷۳۔ ایضاً ص ۱۱۲

پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا؟ حاشا وکلا ہر گز نہیں!"(۱۷۴)

مزید:

"مسلم لیگ کا دستور کفریات وضلالات پر مشتمل ہے۔"(۱۷۵)

مزید سنئے:

"جو محمد علی جناح کی تعریف کرتا ہے وہ مرتد ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کا کلی مقاطعہ کریں' یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔"(۱۷۶)

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے متعلق ان کا فتویٰ یہ ہے کہ ان کی جماعت ناپاک اور مرتد جماعت ہے۔(۱۷۷)

بریلوی حضرات پاکستانی صدر جنرل ضیاء الحق اور سابق گورنر پنجاب جنرل سوار خاں اور ان وفاقی وزراء کو' جنہوں نے امام کعبہ فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن السبیل کے پیچھے نماز ادا کی تھی' ان سب پر بھی کفر کا فتویٰ لگا چکے ہیں۔

کسی نے ان کے مفتی شجاعت علی قادری سے سوال کیا کہ ان کا کیا حکم ہے؟ مفتی صاحب نے جواب دیا:

"حضرت نورانی فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے کہ جو شخص وہابی نجدیوں کو مسلمان جانے' یا ان کے پیچھے نماز پڑھے' وہ کافر و مرتد ہے۔"(۱۷۸)

جناب احمد رضا اور ان کے حواری فتویٰ بازی میں بہت ہی جلد باز تھے۔ مختلف شخصیات اور جماعتوں کو کافر قرار دینے کے علاوہ معمولی معمولی باتوں پر بھی کفر کا فتویٰ

۱۷۴۔ مسلم لیگ کی بخیہ دری از اولاد رسول قادری بریلوی ص ۱۴

۱۷۵۔ تجانب اہل السنۃ ص ۱۱۸

۱۷۶۔ الجوابات السنیۃ علیٰ زعماء السوالات اللیکیۃ از ابو البرکات ص ۲

۱۷۷۔ تجانب ص ۹۰ ص ۱۶۰

۱۷۸۔ فتویٰ مفتی شجاعت علی قادری

لگادیتے تھے---چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

جناب بریلوی کا ارشاد ہے:

"جس نے ترکی ٹوپی چلائی وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا-"(۱۷۹)

"بلا ضرورت انگریزی ٹوپی رکھنا بلا شبہ کفر ہے-"(۱۸۰)

"علوی سید کو علیوی کہنا کفر ہے-"(۱۸۱)

"علماء کی بد گوئی کرنے والا منافق و کافر ہے-"(۱۸۲)

"علمائے دین کی تحقیر کفر ہے-"(۱۸۳)

"جس نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ کا قیاس حق نہیں ہے' وہ کافر ہو گیا-"(۱۸۴)

ایک طرف تو ان باتوں پر کفر کے فتوے لگائے جا رہے ہیں اور دوسری طرف اتنی ڈھیل دی جا رہی ہے کہ:

"غیر خدا کا سجدہ تحیت کرنے والا ہر گز کافر نہیں-"(۱۸۵)

مزید:

"یہ کہنا ہمارے معبود محمد ﷺ ہیں' کفر نہیں!"(۱۸۶)

نیز:

"بزرگ کا "سبحانی ما اعظم شانی" یعنی "میں پاک ہوں' میری شان بلند ہے" کہنا کلمہ کفر نہیں"(۱۸۷)

۱۷۹-بالغ النور درج فتاویٰ رضویہ ج۶ ص۱۱

۱۸۰-ایضاً ص۳۰

۱۸۱-ایضاً ص۲۳

۱۸۲-ایضاً ص۲۶

۱۸۳-ایضاً ص۲۴

۱۸۴-ایضاً ص۳۴

۱۸۵-المبین ص۷۰

۱۸۶-المبین ص۱۱۴

۱۸۷-ایضاً ص۱۴۷

لیکن

"جس نے عالم کو عویلم کہاوہ کافر ہو گیا-"[188]

اور نہایت تعجب کی بات ہے کہ اس قدر تکفیری فتووں کے باوجود بریلوی اعلیٰ حضرت کہا کرتے تھے:

"اگر کسی کلام میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں' اور ایک اسلام کا' تو واجب ہے کہ کلام کو احتمال اسلام پر محمول کیا جائے-"[189]

مزید:

"کسی مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہ ہو' تو کفر کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے اور کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے-"[190]

اور اس سے بھی زیادہ تعجب اور تضحیک کی بات یہ ہے کہ بریلوی حضرات اپنے اعلیٰ حضرت کے متعلق لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت تکفیر مسلم میں بہت محتاط تھے اور اس مسئلے میں جلد بازی سے کام نہ لیتے تھے-"[191]

ایک اور صاحب لکھتے ہیں:

"وہ تکفیر مسلم میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے-"[192]

جناب بریلوی خود اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ حسن احتیاط اللہ عزوجل نے ہمیں عطا فرمایا- ہم لا الٰہ الآ اللہ کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں-"[193]

۱۸۸- ایضاً ص ۱۱۹

۱۸۹- فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۱۴

۱۹۰- بالغ النور درج در فتاویٰ رضویہ ص ۱۱

۱۹۱- انوار رضا ص ۲۹۱

۱۹۲- فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں از مسعود احمد بریلوی ص ۴۴

۱۹۳- فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۵۱

ان تمام احتیاطات کے باوجود بریلوی حضرات کی تکفیری مہم کی زد میں آنے سے ایک مخصوص ٹولے کے علاوہ کوئی مسلمان بھی محفوظ نہیں رہ سکا۔ اگر یہ احتیاطات و تحفظات نہ ہوتے تو نا معلوم کیا گل کھلاتے؟

آخر میں ہم اس سلسلے میں ایک مزیدار بات نقل کر کے اس باب کو ختم کرتے ہیں۔ علمائے دین نے جناب بریلوی کی کتب سے یہ ثابت کیا ہے کہ خود ان کی ذات بھی ان کے تکفیری فتووں سے محفوظ نہیں رہ سکی۔

احمد رضا خاں صاحب کئی مقامات پر کئی شخصیات کے متعلق لکھتے ہیں کہ جو ان کے کفر میں شک کرے' وہ بھی کافر! مگر دوسری جگہ انہیں مسلمان قرار دیتے ہیں۔ مثلاً شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بارہا کافر و مرتد قرار دینے کے باوجود ایک جگہ کہتے ہیں "علمائے محتاطین شاہ اسماعیل کو کافر نہ کہیں' یہی صواب ہے۔"(۱۹۴)

یعنی پہلے تو کہا کہ "جو ان کے کفر میں شک کرے' وہ بھی کافر" (اس کا بیان تفصیلاً گزر چکا ہے) پھر خود ہی کہتے ہیں کہ "انہیں کافر نہیں کہنا چاہیے۔" کفر میں شک اور شک کرنے والا ان کے نزدیک کافر ہے' لہٰذا وہ خود بھی کافر ٹھہرے!

اسی طرح ایک جگہ فرماتے ہیں:

"سید کا استخفاف کفر ہے۔"(۱۹۵)

اور خود سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے کئی سید علماء کا استخفاف ہی نہیں' بلکہ انہیں کفار و مرتدین قرار دے کر کفر کے مرتکب ٹھہرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی لغزشوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

۱۹۴۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۲۵۱ ط ہند

۱۹۵۔ بالغ النور ص ۲۳

باب ۵

بریلویت اور افسانوی حکایات

کتاب وسنت سے انحراف کرنے والے تمام باطل فرقے خود ساختہ قصے کہانیوں کا سہارا لیتے ہیں' تاکہ وہ جھوٹی روایات کو اپنا کر سادہ لوح عوام کے سامنے انہیں دلائل کی حیثیت سے پیش کر کے اپنے باطل نظریات کو رواج دے سکیں۔

ظاہر ہے کتاب وسنت سے تو کسی باطل عقیدے کی دلیل نہیں مل سکتی۔ مجبوراً قصص واساطیر اور جھوٹی حکایات کی طرف رخ کرنا پڑتا ہے' تاکہ جب کسی کی طرف سے دلیل طلب کی جائے تو فوراً ان حکایات کو پیش کر دیا جائے۔ مثلاً عقیدہ یہ ہے کہ اولیاء کرام اپنے مریدوں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کر سکتے ہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی عورت کی فریاد پر ۱۲ برس بعد ایک ڈوبی کشتی کو نمودار کر کے اس میں موجود غرق ہونے والے تمام افراد کو زندہ کر دیا تھا۔

اپنی طرف سے ایک عقیدہ وضع کیا جاتا ہے' اور پھر اس کو مدلل بنانے کے لیے ایک حکایت وضع کرنا پڑتی ہے۔ اور اسی سے ہر باطل مذہب کا کاروبار چلتا ہے۔

ایسے لوگوں کے متعلق ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾[1]

یعنی ان کی ساری تگ و دو اور جدوجہد کا محور دنیا کی زندگی ہے۔ اور گمان یہ کرتے ہیں کہ وہ اچھے کام (دین کا کام) کر رہے ہیں۔

ہوتا یہ ہے کہ دنیوی طمع میں مبتلا ہو کر ایسے لوگ اپنی عاقبت برباد کر لیتے ہیں:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ﴾[2]

۱۔ سورۃ الکہف آیت ۱۰۴

۲۔ سورۃ النور آیت ۴۰

"جسے رب کریم ہدایت کی روشنی عطا نہ کرے' اسے روشنی نہیں مل سکتی!"

کتاب و سنت کی پیروی میں ہی امت کے لیے بہتری ہے- اگر ہم اس سے اعراض کریں گے تو ہمارا مقدر سوائے خرافات و توہمات کے کچھ نہ ہوگا- مسلمان امت کے لیے قرآن و سنت کے علاوہ کوئی تیسری چیز دلیل نہیں ہو سکتی- اگر قصے کہانیوں کو بھی دلائل کی حیثیت دے دی جائے تو مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کی کوئی صورت نہیں نکل سکتی- مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سرور کائنات ﷺ کی حدیث پر ہی متحد ہو سکتے ہیں-

افسانوں اور خود ساختہ روایات سے حق کو باطل اور باطل کو حق قرار نہیں دیا جا سکتا- آج ہمارے دور میں اگر ہندوؤں کی نقل میں گھڑی ہوئی حکایتوں کو چھوڑ کر کتاب و سنت کی طرف رجوع کر لیا جائے تو بہت سے غیر اسلامی عقائد اسی وقت ختم ہو سکتے ہیں اور اتحاد کی بھی کوئی صورت نکل سکتی ہے-

بریلوی حضرات نے بہت سی حکایتوں کو سند کا درجہ دے رکھا ہے- ہم ذیل میں ان کی بے شمار حکایتوں میں سے چند ایک کو نقل کرتے ہیں-

جناب بریلوی کا عقیدہ ہے کہ بزرگان دین اپنے مریدوں کی پریشانیاں دور کرتے' غیب کا علم رکھتے اور بہت دور سے اپنے مریدوں کی پکار کو سن کر ان کی فریاد رسی کرتے ہیں- وہ کہتے ہیں:

"سیدی موسیٰ ابو عمران رحمۃ اللہ علیہ کا مرید جہاں کہیں سے انہیں پکارتا جواب دیتے' اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے زائد-"[۳]

مزید:

"حضرت محمد بن فرغل فرمایا کرتے تھے میں ان میں سے ہوں جو اپنی قبروں میں تصرف فرماتے ہیں- جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس چہرے کے سامنے حاضر ہو' مجھ سے اپنی حاجت کہے میں پوری فرما دوں گا-"[۴]

۳- انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ درج شدہ مجموعہ رسائل رضویہ از بریلوی جلد ۱ ص ۱۸۲

۴- ایضاً

اب ان اقوال و عقائد کی دلیل قرآن کریم کی کوئی آیت یا نبی ﷺ کا فرمان نہیں' بلکہ ایک حکایت ہے جسے جناب احمد رضا خاں نے اپنے ایک رسالے میں نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"ایک دن حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرماتے وقت ایک کھڑاؤں بلاد مشرق کی طرف پھینکی۔ سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی۔ انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدصورت[5] نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی' لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیر و مرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا۔ یوں ندا کی:

﴿یا شیخ ابی لا حظنی﴾

"اے میرے باپ کے پیر و مرشد مجھے بچایئے!"

یہ ندا کرتے ہی کھڑاؤں آئی' لڑکی نے نجات پائی۔ وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔"[6]

اس سے ملتی جلتی ایک اور حکایت نقل کرتے ہیں:

"سیدی محمد شمس الدین محمد حنفی کے ایک مرید کو دوران سفر چوروں نے لوٹنا چاہا۔ ایک چور اس کے سینے پر بیٹھ گیا' اس نے پکارا:

﴿یا سیدی محمد حنفی! خاطر معی﴾

یعنی "اے میرے آقا مجھے بچایئے۔"

اتنا کہنا تھا کہ ایک کھڑاؤں اڑتی ہوئی آئی اور اس کے سینے پر لگی۔ وہ غش کھا کر الٹ گیا۔"[7]

ایک اور مزیدار حکایت ملاحظہ ہو:

۵۔ یعنی اگر بدصورت نہ ہوتا' تو کوئی حرج نہ تھا۔

۶۔ انوار الانتباہ جلد ۱ ص ۱۸۲

''ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا' ایک روپیہ دے- وہ نہ دیتا تھا- فقیر نے کہا:

روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا- اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے- اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا' جن کے سب لوگ معتقد تھے- انہوں نے دکاندار سے فرمایا' جلد روپیہ اسے دے' ورنہ دکان الٹ جائے گی-

لوگوں نے عرض کی' حضرت! یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے؟

فرمایا' میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی؟ معلوم ہوا' بالکل خالی ہے- پھر اس کے شیخ کو دیکھا' اسے بھی خالی پایا- اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا' انہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دکان الٹ دوں-''(۸)

اندازہ لگائیں- ایک مانگنے والا جاہل فقیر' نماز روزے کا تارک' بے شرع' نفع و نقصان پہنچانے اور تصرفات و اختیارات کا مالک ہے!

کس طرح سے یہ لوگ نجس' غلیظ' پاکی و پلیدی سے ناآشنا' مغلظات بکنے والے' ہاتھ میں کشکول گدائی لیے' گلے میں گھنگرو ڈالے اور میلا کچیلا لباس زیب تن کیے' لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کر کے پیٹ پوجا کرنے والے جاہل لوگوں کو عام نظروں میں مقدس' پاکباز' بزرگان دین اور تصرفات و اختیارات کی مالک ہستیاں ظاہر کر رہے ہیں اور دین اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو مسخ کر رہے ہیں- یہی وہ تعلیمات ہیں' جن پر اس مذہب کی اساس و بنیاد ہے-

قرآن و سنت میں تو ان افکار و نظریات کا کوئی وجود نہیں- انہوں نے خود ہی عقائد وضع کیے اور پھر ان کے دلائل کے لیے اس طرح کی من گھڑت حکایات کا سہارا لیا-

اولیاء کرام کی قدرت و طاقت کو بیان کرنے کے لیے بریلوی حضرات ایک اور عجیب و غریب روایت کا سہارا لیتے ہیں- لکھتے ہیں:

۸- ملفوظات مجدد مائۃ حاضرہ ترتیب مصطفیٰ رضا ۱۸۹

''ایک شخص سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا- دیکھا کہ پنجوں کے بل گھٹنے ٹیکے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جگہ خون رواں ہے- عرض کی:

''حضرت! یہ کیا حال ہے؟''

فرمایا! ''میں ایک قدم میں یہاں سے عرش تک گیا- عرش کو دیکھا کہ رب عزوجل کی طلب میں پیاسے بھیڑیے کی طرح منہ کھولے ہوئے ہے-

''بانگے بر عرش زدم کہ ایں چہ ماجرا است'' ہمیں نشان دیتے ہیں کہ ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى......﴾ کہ رحمان عرش پر مستوی ہے- میں رحمان کی تلاش میں تجھ تک آیا' تیرا حال یہ پایا؟''

عرش نے جواب دیا: ''مجھے ارشاد کرتے ہیں کہ اے عرش! اگر ہمیں ڈھونڈنا چاہتے ہو تو بایزید کے دل میں تلاش کرو-''(۹)

بریلوی مکتب فکر کے نزدیک اولیاء کرام سے جنگل کے جانور بھی خوف کھاتے ہیں اور ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں- اس کی دلیل کے لیے جناب احمد رضا جس حکایت کی طرف رخ کرتے ہیں' وہ یہ ہے:

''ایک صاحب اولیائے کرام سے تھے- ان کی خدمت میں دو عالم حاضر ہوئے- آپ کے پیچھے نماز پڑھی- تجوید کے بعض قواعد مستحبہ ادا نہ ہوئے- ان کے دل میں خطرہ گذرا کہ اچھے ولی ہیں' جن کو تجوید بھی نہیں آتی- اس وقت تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا- مکان کے سامنے ایک نہر جاری تھی- یہ دونوں صاحب نہانے کے واسطے وہاں گئے کپڑے اتار کر کنارے پر رکھ دیے اور نہانے لگے- اتنے میں ایک نہایت ہیبت ناک شیر آیا اور سب کپڑے جمع کر کے ان پر بیٹھ گیا- یہ صاحب ذرا ذرا سی لنگوٹیاں باندھے ہوئے تھے- اب نکلیں تو کیسے؟

جب بہت دیر ہو گئی' حضرت نے فرمایا کہ ''بھائیو ہمارے دو مہمان سویرے آئے

۹- حکایات رضویہ ترتیب خلیل احمد برکاتی ص ۱۸۱' ۱۸۲

تھے' وہ کہاں گئے؟"

کسی نے کہا' حضور! وہ تو اس مشکل میں ہیں- آپ تشریف لے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر طمانچہ مارا- اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا- آپ نے اس طرف مارا' اس نے اس طرف منہ پھیر لیا-

فرمایا' ہم نے کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا- جا چلا جا! شیر اٹھ کر چلا گیا- پھر ان صاحبوں سے فرمایا' تم نے زبانیں سیدھی کی ہیں اور ہم نے دل سیدھا کیا- یہ ان کے خطرے کا جواب تھا!"(۱۰)

کچھ ایسی حکایتیں بھی ہیں' جنہیں سن کر ہنسی کے ساتھ ساتھ بیک وقت رونا بھی آتا ہے- ان میں سے چند ایک یہاں ذکر کی جاتی ہیں- ارشاد کرتے ہیں:

"سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں- سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے دوسری سے ہم بستری کی' یہ نہیں چاہئے-

عرض کیا' حضور! وہ اس وقت سوتی تھی-

فرمایا:

سوتی نہ تھی' سوتے میں جان ڈال لی تھی (یعنی جھوٹ موٹ سوئی ہوئی تھی)

عرض کیا: حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا' جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کیا' ہاں ایک پلنگ خالی تھا!

فرمایا اس پر میں تھا-"(۱۱)

اس طرح کی خرافات نقل کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے- ان لوگوں نے تو انہیں کتاب و سنت کے مقابلے میں معاذاللہ دلائل و براہین کی حیثیت دے رکھی ہے- اسی طرح کی غلیظ' نجس اور جنسی حکایتوں کا نام انہوں نے دین و شریعت رکھ لیا

۱۰- حکایات رضویہ ص ۱۱۰

۱۱- حکایات رضویہ از برکاتی قادری ص ۵۵

ہے- ان سے انکار کو یہ لوگ وہابیت اور کفر وارتداد سے تعبیر کرتے ہیں- ایک بدقماش انسان' جسے یہ لوگ شیخ اور پیر جیسے القاب سے نوازتے ہیں' مرید اور اس کی بیویوں کے درمیان سوتا اور وقت مباشرت خاوند اور بیوی کی حرکات و سکنات دیکھ کر محظوظ ہوتا ہے- یہ فحاشی و عریانی ہے' یا دین و شریعت؟ اگر یہی دین و شریعت ہے تو آنکھ نیچی رکھنے اور فواحش سے اجتناب وغیرہ کے احکامات کا کیا معنی ہے؟ اور بریلوی قوم کے یہ بزرگان دین ہی اس قسم کی حرکات کا ارتکاب شروع کر دیں تو مریدوں کیا عالم ہوگا؟

اور پھر بڑی وضاحت اور ڈھٹائی کے ساتھ حکایت نقل کرنے کے بعد جناب خلیل برکاتی فرماتے ہیں:

"اس سے ثابت ہوا' شیخ مرید سے کسی وقت جدا نہیں ہوتا- ہر آن ساتھ ہے- اس طرح بے شک اولیاء اور فقہاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کرتے ہیں اور وہ ان کی نگہبانی کرتے ہیں- جب اس کا حشر ہوتا ہے' جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے' جب اس سے حساب لیا جاتا ہے' جب اس کے عمل تلتے ہیں اور جب وہ پل صراط پر چلتا ہے' ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں- کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے-"[۱۲]

جناب بریلوی اپنے "ملفوظات" میں ایک اور حکایت نقل کر کے قبروں پر عرس اور میلوں کے فوائد بتلانا چاہتے ہیں' تاکہ بدقماش افراد ان میلوں اور عرسوں میں زیادہ تعداد میں شرکت کر کے مزارات سے "فیض" حاصل کریں- ارشاد کرتے ہیں:

"سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں- حضرت سیدی احمد بدوی کبیرؒ کے مزار پر ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی- وہ آپ کو پسند آئی- جب مزار شریف پر حاضر ہوئے تو صاحب مزار نے ارشاد فرمایا:

عبدالوہاب- وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟

عرض کیا' ہاں! شیخ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہیے- ارشاد فرمایا:

اچھا ہم نے وہ کنیز تم کو ہبہ کی- آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور

۱۲- حکایات رضویہ تعلیق خلیل برکاتی ص ۵۵' ایضاً حاشیہ الاستمداد علی اجیال الارتداد از مصطفیٰ رضا ص ۳۵

حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔[۱۳]
خادم کو اشارہ ہوا' انہوں نے وہ آپ کی نذر کر دی۔
(صاحب مزار) نے ارشاد فرمایا' اب دیر کا ہے کی ہے؟ فلاں حجرہ[۱۴] میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو!"[۱۵]

جناب بریلوی دراصل ان حکایات سے ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اولیائے کرام کو غیب کا علم حاصل ہے۔ وہ اپنے مریدوں کے دلوں کی باتوں سے نہ صرف واقف ہیں' بلکہ ان کی خواہشات کی تکمیل پر قدرت و تصرف بھی رکھتے ہیں۔ دعویٰ اور پھر اس کی دلیل آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اب جناب بریلوی ایک اور حکایت نقل کر کے اس بات کی دلیل پیش کرنا چاہتے ہیں کہ صرف مرشد اور پیر ہی علم غیب نہیں رکھتے' بلکہ ان کے مریدوں سے بھی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ فرماتے ہیں:

"حضرت سیدی سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کہ اکابر علماء اور اجلہ سادات سے تھے۔ جوانی کی عمر تھی۔ سادات کی طرح شانوں تک دو گیسو رکھتے تھے۔ ایک بار سر راہ بیٹھے تھے۔ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سواری نکلی' انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا:

"سید فروتر ک" سید! اور نیچے بوسہ دو۔ انہوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا۔ فرمایا "سید فروتر ک" انہوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا' وہیں الجھا رہا اور رکاب سم تک بڑھ گیا۔ حضرت نے فرمایا "سید فروتر ک" انہوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا۔ گیسو رکاب مبارک سے جدا کر کے

۱۳۔ کنیزوں کو مزاروں کی نذر کرنے کے بعد کیا اس میں اور ہندوؤں اور دور جاہلیت کی نذر و نیاز میں کوئی فرق باقی رہ جاتا ہے؟ نستغفر اللہ!

۱۴۔ کیا اسی مقصد کے لیے مزاروں کے پہلوؤں میں حجرے تعمیر کیے جاتے ہیں؟ اور کیا انہی نفسانی و حیوانی خواہشات کی تکمیل کے لیے عورتوں کو مزاروں پر کثرت سے آنے کی ترغیب دی جاتی ہے؟

۱۵۔ ملفوظات احمد رضا ص ۲۷۵'۲۷۶

تشریف لے گئے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید نے یہ کیا کیا؟

یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سنا' فرمایا کہ لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان بوسوں کے عوض میں کیا عطا فرمایا؟

جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا' عالم ناسوت منکشف ہو گیا۔ جب پائے اقدس پر بوسہ دیا' عالم ملکوت منکشف ہوا۔

جب گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا' عالم جبروت روشن ہوا۔ اور جب زمین پر بوسہ دیا لاہوت کا انکشاف ہو گیا۔"[16]

اسی قسم کے لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾[17]

"یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خرید لی ہے۔ ان کی تجارت نفع مند نہیں' یہ راہ ہدایت سے بھٹکے ہوئے ہیں۔"

بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام اور اولیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ موت کے بعد بھی وہ دنیوی زندگی کی طرح اٹھتے بیٹھتے' سوتے اور جاگتے ہیں۔ اپنے مریدوں کی باتوں کو سنتے اور ان کی طلب کو پورا کرتے ہیں۔

ظاہر ہے' یہ من گھڑت عقیدہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے تو ثابت نہیں ہے۔ البتہ بہت سی حکایات ایسی ہیں جن سے اس عقیدے کے دلائل مہیا ہو جاتے ہیں۔ خاں صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"امام و قطب حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ ہر سال حاجیوں کے ہاتھ حضور اقدس ﷺ پر سلام عرض کر بھیجتے۔ خود جب حاضر ہوئے تو روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ:

۱۶۔ حکایات رضویہ نقل از احمد رضا ص ۶۳' ۶۴

۱۷۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۶

"میں جب دور تھا تو اپنی روح بھیج دیتا تھا کہ میری طرف سے زمین کو بوسہ دے تو وہ میری نائب تھی۔ اور اب باری میرے بدن کی ہے کہ جسم خود حاضر ہے۔ دست مبارک عطا ہو کہ میرے لب اس سے بہرہ پائیں۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا دست مبارک روضہ شریف میں سے ظاہر ہوا اور امام رفاعی نے اس پر بوسہ دیا۔"(۱۸)

یہ تو تھا رسول اللہ ﷺ کے متعلق ان کا عقیدہ۔ اب یہی عقیدہ ان کے اپنے بزرگان دین کے متعلق ملاحظہ فرمائیں:

"امام عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ ہر سال حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس پر حاضر ہوتے۔ ایک دفعہ انہیں تاخیر ہوگئی تو مجاوروں نے کہا کہ تم کہاں تھے؟ حضرت بار بار مزار مبارک سے پردہ اٹھا کر فرماتے رہے ہیں:

عبدالوہاب آیا؟ عبدالوہاب آیا؟(۱۹)

(جب مجاوروں نے یہ سارا ماجرا سنایا) تو عبدالوہاب شعرانی کہنے لگے:

کیا حضور کو مرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے؟

مجاوروں نے کہا: اطلاع کیسی؟ حضور تو فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اس کی حفاظت کرتا ہوں۔"(۲۰)

اس پر مستزاد کہ:

۱۸۔ رسالہ ابر المقال فی قبلۃ الاجلال درج شدہ در مجموعہ رسائل از بریلوی ص ۱۷۳

۱۹۔ ایک طرف تو ان حضرات کا عقیدہ ہے کہ اولیائے کرام کو غیب کی تمام باتوں کا علم ہوتا ہے، دوسری طرف کہتے ہیں کہ شیخ بدوی مجاوروں سے پوچھتے رہے کہ عبدالوہاب آیا ہے یا نہیں؟

اگر غیب کا علم تھا تو بار بار عبدالوہاب کی آمد کے متعلق استفسار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور اس بات کا کیا مفہوم ہے کہ میں مزار پر آنے کا ارادہ کرنے والے ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہوں اور اس کی حفاظت کرتا ہوں؟ کیسا عجیب اور دلچسپ تضاد ہے؟

۲۰۔ ملفوظات بریلوی ص ۲۷۵

"دو بھائی اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے۔ ان کا ایک تیسرا بھائی بھی تھا' جو زندہ تھا۔ جب اس کی شادی کا دن تھا تو دونوں بھائی بھی شادی میں شرکت کے لیے تشریف لائے۔

وہ بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تم تو مر چکے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کے لیے بھیجا ہے۔

چنانچہ ان دونوں (فوت شدہ) بھائیوں نے اپنے تیسرے بھائی کا نکاح پڑھا اور واپس چلے گئے۔"[21]

یعنی وفات کے بعد وہ دنیا میں آئے۔ شادی میں شرکت کی' نکاح پڑھا اور واپس اپنے مقامات پر چلے گئے۔

یہ دلیل ہے اس بات کی کہ نیک لوگ مرنے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں اور دنیا سے ان کا تعلق ختم نہیں ہوتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ایک اور دلیل ملاحظہ ہو:

"ابو سعید فراز قدس اللہ سرہ راوی ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ پر ایک جوان مرا پڑا پایا۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا:

﴿یا ابا سعید! اما علمت ان الاحباء احیاء وان ماتوا وانما ینقلبون من دار الی دار﴾

یعنی "اے ابو سعید! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے پیارے (مرنے کے بعد بھی) زندہ ہوتے ہیں' اگرچہ بظاہر مر جاتے ہیں۔ وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف لوٹتے ہیں۔"[22]

مزید سنئے:

"سیدی ابو علی قدس اللہ سرہ راوی ہیں:

میں نے ایک فقیر (یعنی صوفی) کو قبر میں اتارا' جب کفن کھولا' ان کا سر خاک پر

۲۱- حکایات رضویہ ص ۱۱۶' ایضاً انوار الانتباہ درج شدہ مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت جلد ۱ ص ۱۷۵

۲۲- رسالہ احکام قبور مومنین درج شدہ مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۲۴۳

رکھ دیا- فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا:"

"اے ابو علی! تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے؟"

میں نے عرض کی "اے میرے سردار! کیا موت کے بعد بھی تم زندہ ہو؟" (کہا)

﴿بلیٰ انا حیّ و کلّ محبّ للّٰہ حیّ لا نصرنك بجاھی غدًا﴾

"میں زندہ ہوں' اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے' بیشک وہ عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی' اس سے میں تیری مدد کروں گا-"[۲۳]

حکایت کی صورت میں ایک اور دلیل:

"ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا

میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے (ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ مردے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں) پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے' اس کے کفن میں اچھے کفن کا کپڑا رکھ دینا- صبح کو صاحبزادے نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا- معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں-

تیسرے روز خبر ملی' اس کا انتقال ہو گیا ہے- لڑکے نے فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا:

یہ میری ماں کو پہنچا دینا!

رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا'

خدا تمہیں جزائے خیر دے' تم نے بہت اچھا کفن بھیجا!"[۲۴]

مزید:

"جون پور کی ایک نیک لڑکی فوت ہو گئی- اسے جون پور میں ہی دفن کر دیا گیا-

اس طرح جون پور ہی کا ایک گناہ گار شخص مدینہ منورہ میں دفن کر دیا گیا-

پھر کوئی صاحب حج کو گئے تو دیکھا کہ مدینہ منورہ میں گناہ گار آدمی کی قبر میں تو

۲۳- ایضاً ۲۴۳' ۲۴۴

۲۴- ملفوظات ص ۹۵

لڑکی ہے اور اس لڑکی کی قبر میں وہ گناہ گار ہے۔"[۲۵]

یعنی مرنے کے بعد وہ ایک دوسرے کی قبروں میں منتقل ہو گئے!

بریلوی مکتب فکر کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ اولیاء نہ صرف مرنے کے بعد خود زندہ رہتے ہیں' بلکہ وہ دوسرے مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔۔۔[۲۶]

دلیل ملاحظہ ہو:

"حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں ایک مرتبہ تیز ہوا چل رہی تھی۔ اسی وقت ایک چیل اوپر سے چلاتی ہوئی گزری' جس سے اہل مجلس کی نگاہیں منتشر ہوئیں۔ آپ نے نظر مبارک اٹھا کر دیکھا' فوراً وہ چیل مر گئی۔ سر علیحدہ اور دھڑ علیحدہ۔

بعد ختم وعظ حضور تشریف لے چلے۔ وہ چیل بدستور مری پڑی تھی۔ آپ نے ایک ہاتھ میں سر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ میں جسم' اور دونوں کو بسم اللہ کہہ کر ملا دیا۔ فوراً اڑتی ہوئی چلی گئی۔"[۲۷]

بریلوی حضرات کی بعض حکایات میں بڑے دلچسپ لطیفے ہوتے ہیں۔ ایسی ہی ایک حکایت آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"دو صاحب اولیائے کرام میں سے تھے۔ ایک صاحب دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب نے اپنے ہاں کھیر پکائی اور خادم سے کہا' اسے میرے دوست کے پاس پہنچا دے۔

خادم نے کہا' حضور راستے میں دریا پڑتا ہے۔ کیوں کر پار اتروں گا؟ کشتی وغیرہ کا تو سامان نہیں!

فرمایا' دریا کے کنارے جا اور کہہ: "میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو آج تک اپنی

۲۵۔ مواعظ نعیمیہ از اقتدار احمد گجراتی ص ۲۶

۲۶۔ حکایات رضویہ ص ۱۷

۲۷۔ باغ فردوس از قناعت علی رضوی ص ۲۷

عورت کے پاس نہیں گیا۔"

خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمہ ہے؟

اس واسطے کہ حضرت صاحب اولاد تھے۔ بہر حال تعمیل حکم ضروری تھی۔ دریا پر گیا اور وہ پیغام جو ارشاد فرمایا تھا کہا۔ دریا نے فوراً راستہ دے دیا۔

اس نے پار پہنچ کر اس بزرگ کی خدمت میں کھیر پیش کی۔

انہوں نے نوش جان فرمائی اور فرمایا' ہمارا سلام اپنے آقا سے کہہ دینا۔ خادم نے عرض کی' سلام تو جبھی کہوں گا جب دریا سے پار جاؤں گا۔ فرمایا' دریا پر جا کر کہئے "میں اس کے پاس سے آیا ہوں' جس نے تیس برس سے آج تک کچھ نہیں کھایا۔" خادم بڑا حیران ہوا کہ ابھی تو انہوں نے میرے سامنے کھیر کھائی ہے' مگر بلحاظ ادب خاموش رہا۔ دریا پر آ کر جیسا فرمایا تھا کہہ دیا۔ دریا نے پھر راستہ دے دیا!"[۲۸]

اولیائے کرام کی قدرت پر ایک اور دلیل:

"حضرت یحیٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا' اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکالوں۔ ان مرید نے عرض کی' یہ ہاتھ حضرت یحیٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں' اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحیٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔"[۲۹]

ایک اور دلچسپ حکایت سنئے:

"حضرت بشر حافی قدس اللہ سرہ پاؤں میں جوتا نہیں پہنتے تھے۔ جب تک زندہ رہے' تمام جانوروں نے راستے میں لید گوبر پیشاب کرنا چھوڑ دیا کہ بشر حافی کے پاؤں خراب نہ ہوں۔ ایک دن کسی نے بازار میں لید پڑی دیکھی کہا:

﴿انا للہ و انا الیہ راجعون﴾

پوچھا گیا کیا ہے؟

۲۸- حکایات رضویہ ص ۳۵

۲۹- ملفوظات جلد ۲ ص ۱۶۴

کہا' حافی نے انتقال کیا- تحقیق کے بعد یہ امر نکلا-"[۳۰]

اولیاء کرام چاہیں تو اہل قبور پر سے عذاب بھی اٹھا سکتے ہیں-دلیل ملاحظہ ہو:

"ایک بار حضرت سیدی اسماعیل حضرمی ایک قبرستان میں سے گزرے- امام محب الدین طبری بھی ساتھ تھے-حضرت سیدی اسماعیل نے ان سے فرمایا:

﴿اتؤ من بکلام الموتٰی؟﴾

"کیا آپ اس پر ایمان لاتے ہیں کہ مُردے زندوں سے کلام کرتے ہیں؟"

عرض کیا' ہاں- فرمایا' اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے:

﴿انا من حشوب الجنت﴾

"میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں-"

آگے چلے' چالیس قبریں تھیں- آپ بہت دیر تک روتے رہے' یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی-اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا' تو بھی انہیں میں ہے-

لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی تو عرض کی' حضرت! یہ کیا راز ہے؟ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا؟

فرمایا' ان قبور پر عذاب ہو رہا تھا' جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور میں نے شفاعت کی- مولا تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اٹھالیا-

ایک قبر گوشے میں تھی' جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا- اس میں سے آواز آئی:

﴿یا سیّدی انا منھم انا فلانة المغنیة﴾

"اے میرے آقا! میں بھی تو انہیں میں ہوں' میں فلاں گانا گانے والی ڈومنی ہوں-"

مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آگئی اور میں نے کہا:

﴿انت منھم﴾

۳۰- حکایات رضویہ ص ۱۷۲

''تو بھی انہی میں سے ہے۔''

''اس پر سے بھی عذاب اٹھالیا گیا!''(۴۱)

خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے دفعتاً رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لیے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ اکبر کے پاس کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا۔ آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا۔ فوراً وہ لڑکا ہنسا۔ آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا۔ لڑکے نے جواب دیا کہ حضور! میں نے ابھی دیکھا' میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لیے جاتے ہیں۔''(۴۲)

یہ ہیں بریلوی حضرات کے وہ قطعی دلائل جن کا انکار کفر و ارتداد کے مترادف ہے۔ جو ان کا منکر ہو گا اس پر وہابی کافر کا فتویٰ لگا دیا جائے گا۔

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ بریلوی حضرات ان حکایات و اساطیر کے ذریعے نہ صرف یہ کہ لوگوں کو خود ساختہ بزرگان دین کا غلام بنانا چاہتے ہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ سے مخلوق کو دور کرنے کے لیے یہ تاثر بھی دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اختیارات و تصرفات ان اولیاء کی طرف منتقل ہو چکے ہیں۔ اب فریاد رسی و حاجت روائی صرف اولیاء اللہ سے ہی کی جائے۔ رب کائنات سے مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو کچھ لینا ہے وہ بزرگوں سے لیا جائے' جو مانگنا ہو وہ ان سے مانگا جائے۔ یہی مدد فرمانے والے اور فریاد رسی کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام اختیارات انہیں تفویض کر کے خود معاذ

۴۱۔ حکایات رضویہ ص ۵۷' ۵۸' ایضاً ملفوظات احمد رضا ص ۲۰۰' ۲۰۱

۴۲۔ ملفوظات احمد رضا ص ۸۲' ایضاً حکایات رضویہ ص ۴۸

اللہ معطل ہو چکا ہے۔[۳۳] اس تک کسی کی رسائی بھی ممکن نہیں اور اس سے مانگنے کی کسی کو ضرورت بھی نہیں۔ جناب بریلوی رقمطراز ہیں:

"ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے۔ بعد میں ایک شخص آیا' اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا' عرض کی' میں کس طرح آؤں؟ فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا پہنچا' شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں؟

اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا' حضرت میں چلا۔ فرمایا' وہی کہہ یا جنید یا جنید۔ جب کہا' دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت! یہ کیا بات تھی' آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطے کھاؤں؟

فرمایا ارے نادان ابھی تو جنید تک پہنچا نہیں' اللہ تک رسائی کی ہوس ہے؟"[۳۴]

یعنی عام انسانوں کو چاہیے کہ وہ صرف اپنے بزرگوں اور پیروں کو ہی پکاریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تک ان کی رسائی ممکن نہیں۔۔۔ جب کہ رب کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾

"جب (اے نبیؐ) تجھ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو فرما دیجئے' میں ان کے قریب ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارے' میں اس کی پکار سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔"

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ﴾

"ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔"

۳۳۔ اس کا ذکر گذشتہ ابواب میں گزر چکا ہے۔

۳۴۔ حکایات رضویہ ص ۵۲' ۵۳

بریلوی حضرات حکایات سے جو کچھ ثابت کرنا چاہتے ہیں' قرآن مجید کی آیات اس کی مخالفت کرتی ہیں۔

ہم ایک اور حکایت بیان کر کے اس بات کو ختم کرتے ہیں۔ جناب بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

"ایک صاحب پیر کامل کی تلاش میں تھے۔ بہت کوشش کی' مگر پیر کامل نہ ملا۔ طلب صادق تھی۔ جب کوئی نہ ملا تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا' اے رب تیری عزت کی قسم! آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا' اس سے بیعت کر لوں گا۔ صبح کی نماز پڑھنے جا رہے تھے' سب سے پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کے لیے آ رہا تھا۔ انہوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت بیعت لیجئے۔ وہ حیران ہوا' بہت انکار کیا' نہ مانے۔ آخر کار اس نے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ حضرت میں چور ہوں' یہ دیکھئے چوری کا مال میرے پاس موجود ہے۔ آپ نے فرمایا! میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو بھی ملے گا بیعت کر لوں گا۔ اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے اور اس چور کو مراتب دیے' تمام مقامات فوراً طے کر لیے' ولی کیا اور اس سے بیعت لی اور انہوں نے ان سے بیعت لی۔"(۳۵)

یہ ہیں بریلویوں کی حکایات۔ ان حکایات سے بریلوی حضرات ایسے عقائد ثابت کرنا چاہتے ہیں' جن کا وجود کتاب و سنت میں نہیں ہے۔ اور آیات و احادیث کے مقابلے میں وہ انہیں دلائل کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔

﴿ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى﴾(۳۶)

"یہ ہے ان کے علم کی حد! بے شک تیرا پروردگار ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں' اور ان سے بھی بخوبی واقف ہے جو

۳۵۔ حکایات رضویہ ص ۷۱' ۷۲

۳۶۔ سورۃ النجم آیت ۳۰

ہدایت یافتہ ہیں-"

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَ هُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلاً﴾(۳۷)

"اے میرے نبیؐ کیا تو سمجھتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت سنتی اور سمجھتی ہے؟ نہیں ان کا حال تو جانوروں جیسا ہے بلکہ یہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں!"

اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے اور گمراہی سے محفوظ رکھے- آمین!

۳۷-سورۃ الفرقان آیت ۴۴